جلد سوم
ریاض النضرہ
فی
مناقب عشرہ مبشرہ
رحمۃ اللہ علیہ
علامہ محب طبری
مترجم: علامہ صائم چشتی

الرياض النضرة

(اردو)

في مناقب العشرة

جلد سوم

امام شیخ مشائخ الفقہ والحدیث

ابی جعفر احمد الشہیر بالمحب الطبری رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

فنانی الرسول حضرت علامہ صائم چشتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(ناشر)

چشتی کتبخانہ ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد

نام کتاب	الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ
مصنف	امام محب طبری رح
مترجم	حضرت علامہ صائم چشتی رح
بہپلی بار	ستمبر ۲۰۰۳ء
تعداد	ایک ہزار
طابع	محمد شفیق مجاہد
کتابت	محمد شریف قادری
سائز	۲۳ × ۳۶ / ۱۶
ہدیہ	۱۵۰ روپے

ناشر

چشتی کتب خانہ فیصل آباد

فہرست مضامین

Scanned with CamScanner

تیسرا باب

امیر المومنین سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے بارہ فصلوں پر مشتمل مناقب

٭

پہلی فصل

آپ کا نسب :-

آپ کے آباء و اجداد کا ذکر اثباتِ عشرہ کے بیان میں پہلے ہو چکا ہے اور آپ کو امیہ بن عبد شمس سے انتساب کی وجہ سے اُموی کہا جاتا ہے۔

آپ کا شجرہ نسب حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسبِ مبارک کے ساتھ حضرت عبد مناف رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اکٹھا ہو جاتا ہے اور آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے بعد "خلفاء اربعہ" میں سب سے زیادہ حضور علیہ السلام کے قریب ہیں۔ آپ کی والدہ نے اسلام قبول کیا تھا۔ اُن کا نام اروی بنتِ کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف ہے۔ ابو بکر بن مخلد نے اُن سے احادیث اور ابن عباسؓ نے مثالیں روایت کی۔

جناب اروی کی والدہ بیضاء اُمِ حکیم بنتِ عبد المطلب ہیں۔ اُمِ حکیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی اور حضرت ابو طالبؓ کی سگی بہن ہیں۔

دوسری فصل

نام اور کنیت :-

آپ کا نام جاہلیت اور اسلام میں ہمیشہ عثمان ہی رہا۔

آپ کی دو مشہور کنیتیں ابو عبداللہ اور ابو عمرو ہیں۔ اور زیادہ مشہور ابو عمرو ہے۔

بعض نے کہا اُن کے لئے حضرت رقیہؓ نے عبداللہ کو جنم دیا تو انہوں ابو عبداللہ کنیت رکھی پھر یہ بچہ فوت ہو گیا۔

عمرو کی ولادت ہوئی، حضرت عثمانؓ نے اپنی کنیت عمرو رکھ لی مگر یہ بچہ بھی فوت ہو گیا۔

بعض نے کہا حضرت عثمانؓ کی کنیت ابا لیلیٰ ہے اور آپ کو ذوالنورین کہتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اُن سے حضرت عثمانؓ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ "انہیں فرشتوں میں ذوالنورین کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے لئے جنت میں گھر کی ضمانت دی ہے۔ اس روایت کی تخریج ابن سمان نے کی۔

مہلب بن ابی صفرہ سے روایت ہے، انہیں کہا گیا کہ حضرت عثمانؓ کو ذوالنورین کیوں کہتے ہیں؟

انہوں نے کہا اس لئے کہ اُن کے علاوہ نبی کریمؐ نے کسی کے ساتھ دو بیٹیوں کا نکاح نہیں کیا۔

امام ابو الحسین قزوینی حاکمی نے ذوالنورین نام میں تین اقوال بیان کئے ہیں۔

... یہ کہ آپ کی زوجیت میں یکے بعد دیگرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کی دو بیٹیاں آئیں۔

دوسرا قول یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ وتر میں قرآن مجید ختم فرماتے تھے تو ایک نور قرآن اور دوسرا نور قیام اللیل ہے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ حضرت عثمان کی سخاوتیں ہیں، ایک اسلام لانے سے قبل اور دوسری اسلام لانے کے بعد۔

حافظ ابوبکر محمد بن عمر بن نجار نے وکیع بن جراح سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمان کو ذوالنورین اس لئے کہتے ہیں کہ ان کی دو کنیتیں تھیں ایک ابا عمرو اور دوسری ابا عبداللہ۔

بعض علماء نے کہا ہے کہ جب آپ جنت میں تشریف لے جائیں گے تو آپ کے لئے دو آراستگیاں ہوں گی، اس لئے آپ کو ذوالنورین کہتے ہیں۔ تو ہمیں آپ کا تسمیہ ذوالنورین پانچ اقوال پر حاصل ہے۔

تیسری فصل

حضرت عثمانؓ کا حُلیہ:۔

حضرت عثمان غنیؓ کا قد نہ زیادہ لمبا اور نہ زیادہ چھوٹا تھا بلکہ آپ میانہ قامت تھے۔ آپ کا چہرہ حسین بشرہ باریک اور رخسار بڑے بڑے تھے۔

بغوی نے کہا، آپ کی ناک خوبصورت اور ستواں تھی۔ آپ کا چہرہ رقیق اور ڈاڑھی مبارک بھاری اور لمبی تھی۔ آپ کا رنگ گندم گوں اور بال زیادہ تھے جو کہ کانوں کے نیچے تک پہنچ جاتے تھے۔ آپ کے سر اور ڈاڑھی مبارک کے بال

زیادہ ہونے کی وجہ سے آپ کے دشمن آپ کو نعثل کہا کرتے اور آپ کی پیشانی پر بال نہ تھے اور ڈاڑھی کا رنگ زرد تھا اور کندھوں کے درمیان زیادہ فاصلہ تھا۔

عبدالرحمٰن بن سعد سے روایت ہے کہا کہ میں نے زوراء کے درمیان حضرت عثمانؓ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خچر مبارک پر دیکھا آپ کی ڈاڑھی زرد تھی۔

اس روایت کی تخریج ابن ضحاک نے کی اور بعض نے کہا آپ سیاہ خضاب لگاتے تھے اور بعض نے کہا آپ ہرگز خضاب نہ لگاتے تھے بلکہ آپ کی ڈاڑھی مبارک سفید تھی۔ آپ نے دانتوں کو سونے کے تار سے باندھا ہوا تھا۔

آپ کے دانتوں میں سونے کی کیل تھی، آپ قریش کے محبوب تھے اور اس لئے لوگ کہتے:۔

احبك الرحمٰن حب قريش عثمان

یہ تمام بیان ابن قتیبہ ابو عمر اور صاحب صفوت کا ہے، اور خجری نے بیان کیا ہے کہ لوگ آپ کو نرم طبع اور رحمدل کہا کرتے تھے۔

حسن سے روایت ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ کے حلیہ کے بارے میں پوچھا گیا تو کہا:۔

"آپ کے سر کے بال کانوں کے نصف تک تھے" اس روایت کی تخریج ابن ضحاک نے کی اور روایت ہے کہ آپ بہت خوبصورت تھے۔

حضرت اسامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حضرت عثمانؓ کے پاس برتن میں گوشت دے کر بھیجا۔ جب میں اُن کے ہاں

---

[1] نعثل لمبی ڈاڑھی والے کو کہتے ہیں۔

گیا تو وہ حضرت رقیہؓ کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ میں نے دونوں سے زیادہ اچھا جوڑا نہیں دیکھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضرت عثمانؓ کی طرف دیکھتا اور ایک مرتبہ حضرت رقیہؓ کی طرف دیکھتا۔ پھر جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کیا تم اُن دونوں کے پاس گئے تھے؟

میں نے عرض کی: جی ہاں۔

آپ نے فرمایا کیا تُو نے ان سے اچھا جوڑا دیکھا؟

میں نے کہا نہیں!

اور میں ایک مرتبہ حضرت عثمانؓ کی طرف دیکھتا تھا اور ایک مرتبہ حضرت رقیہؓ کی طرف دیکھتا تھا، دونوں بہت اچھے ہیں۔

اس روایت کو بغوی نے معجم میں اور حافظ دمشقی نے نقل کیا ہے۔

چوتھی فصل

حضرت عثمان غنیؓ کا اسلام:-

عمرو بن عثمان سے روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ نے اپنے اسلام کے بارے میں خود ہی بتایا کہ میں عورتوں پر فریفتہ ہونے والا شخص تھا۔ ایک رات میں گروہ قریش کے ساتھ کعبہ شریف کے صحن میں بیٹھا ہوا تھا کہ کسی نے مجھ سے کہا کہ "محمد" صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رقیہ کا نکاح عتبہ بن ابی لہب سے کرنا چاہتے ہیں

اور رقیہ بہت خوبصورت ہیں۔

حضرت عثمان کہتے ہیں یہ سُن کر میرے دل میں حسرت پیدا ہوئی کہ کیوں نہ میں اس سلسلہ میں سبقت کروں۔ پھر میں وہاں نہیں ٹھہرا اور اپنے گھر کی طرف آیا اور پھر اپنی خالہ سعدی بنت کریز کے ہاں گیا، اور وہ اپنے قبیلے کی کاہنہ تھی۔ اُس نے مجھے دیکھتے ہی کہا:-

ابشر وحییت ثلاثا تترى۔ اتاك خير ووقيت شراً
انكحت والله حصاناً زهراً۔ وانت بكرٌ ولقيت بكراً
وافيتها بنت عظيم قدراً۔ بنت امرءٍ قد اشاد ذكراً

حضرت عثمان کا تعجب

حضرت عثمان کہتے ہیں میں اس بات سے متعجب ہوا اور میں نے کہا خالہ جان! آپ کیا کہتی ہیں؟

اُس نے کہا عثمان!

تیرے لئے خوبصورتی ہے اور تیرے لئے لسان ہے۔

یہ نبیؐ ہیں جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی بُرہان دے کر بھیجا ہے۔

تُو بتوں کو چھوڑ دے اور ان کی اتباع اور پیروی کر۔

میں نے کہا خالہ جان! آپ جن چیزوں کا ذکر کر رہی ہیں اُن کا ذکر ہمارے علاقے میں نہیں ہوتا آپ مجھے وضاحت سے بتائیں۔

اُس نے کہا! حضرت محمد بن عبداللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ

کی طرف سے رسُول بن کر تشریف لائے ہیں اور اُن پر اللہ تعالیٰ جو نازل فرماتا ہے اس کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں۔

پھر اُس نے کہا اُن کی مصباح مصباح اور اُن کا دین فلاح ہے۔ اُن کا امر نجاح اور اُن کا زمانہ نطاح اُس کے قریب بتاح ہے۔ اگر زباح واقع ہوجائے تو صباح نفع نہیں دیتی اور صفاح سلامتی اور رماح مہلت ہے۔

حضرتِ عثمان فرماتے ہیں پھر میں واپس آگیا اور یہ کلام میرے دل میں بس گیا پھر میں نے اس امر پر غور و فکر کرنا شروع کر دیا۔ چونکہ میرا اُٹھنا بیٹھنا حضرت ابوبکر کے ساتھ تھا۔ چنانچہ میں اُن کے ہاں گیا تو وہ اکیلے بیٹھے ہوئے تھے۔ میں اُن کے پاس بیٹھ گیا تو اُنہوں نے مجھے متفکّر دیکھ کر پُوچھا عثمان کیا بات ہے ؟

مَیں نے جو کچھ اپنی خالہ سے سُنا تھا اُن کے گوش گذار کر دیا۔

حضرتِ ابوبکر نے فرمایا! عثمان تُو دُور اندیش اور سمجھدار آدمی ہے۔ تجھ پر باطل سے حق کیوں چُھپا ہُوا ہے۔ یہ بُت جن کی پُوجا ہماری قوم کرتی ہے کیا یہ پتھر اندھے اور بہرے نہیں ؟

مَیں نے کہا ہاں! خدا کی قسم یہ ایسے ہی ہیں۔

حضرت ابوبکر نے کہا، عثمان! تیری خالہ نے یقیناً سچ کہا ہے۔ اللہ کے یہ رسُول حضرت محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی طرف اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے۔ کیا تیرا یہ حق نہیں کہ تُو اُن کی بات سُنے۔

مَیں نے کہا کیوں نہیں! میں اُن کی بات ضرور سُنوں گا۔ پھر خدا کی قسم مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تیزی سے گذرتے دیکھا۔ آپ کے ساتھ حضرت علی ابن ابی طالب تھے اور اُنہوں نے کپڑا اُٹھا رکھا تھا۔ جب مَیں نے

اُن کی طرف دیکھا تو آپؐ نے آگے بڑھ کر کہا۔

"اُے عثمان! اللہ تعالیٰ تمہیں جنّت کی طرف بلاتا ہے۔ مَیں تیری طرف اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسُول ہوں"

حضرت عثمان کہتے ہیں خدا کی قسم جب مَیں نے آپؐ کا ارشاد سُنا تو بلا تاخیر اُسی وقت مسلمان ہو کر کہا:۔

اَشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله -

پھر جلد ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی جناب رقیہؓ سے میری شادی ہو گئی۔

حضرت عثمان کے اِسلام کے بارے میں اُن کی خالہ سعدی بنتِ کریز کہتی ہیں:۔

هدى الله عثمانا بقولي الى الهدى　　وارشد والله يهدي الحق!
فتابع بالراي السديد محمداً　　وكان براي يصد عن الصدق
وانكحه المبعوث بالحق بنته　　فكان كبدر مازج الشمس في الافق
فدى لك يا ابن الهاشميين مهجتي　　وانت امين الله ارسلت للحق

پھر اگلے دن حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عثمان بن مظعون، ابی عبیدہ بن جراح، عبدالرحمٰن بن عوف، ابی سلمہ بن ابی اسد اور ارقم بن ابی ارقم کو لے کر حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اڑتیس

اشخاص جمع تھے۔ اس روایت کی تخریج فضائلی نے کی اور اُن سے آپ کے فضائل میں ایک گروہ نے نقل کیا۔

حضرت عثمان کی بہن آمنہ بنتِ عفّان نے اسلام قبول کیا اور آپ کے ماموں ولید، خالد اور عمارہ فتح مکہ کے دن ایمان لائے۔

نیز اُمِّ کلثوم بنو عقبہ بن ابی معیط بن عمرو بن اُمیّہ ان سب کی والدہ جناب عروہ ہیں جن کا ذکر حضرت عثمان کے نسب کی فصل میں پہلے بیان ہوا ہے اور دارقطنی نے "کتاب الاخوۃ" میں اس کا ذکر کیا اور بیان کیا کہ اُمِّ کلثوم پہلی مہاجر خواتین میں سے ہیں۔

کہتے ہیں یہ پہلی قرشیہ خاتون ہیں جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی ان کا نکاح زید بن حارثہ سے ہوا، پھر عبدالرحمٰن بن عوف سے پھر زبیر بن العوام سے ان کی شادی ہوئی۔

پانچویں فصل

حضرت عثمان کی ہجرت :-

ابو عمر نے کہا کہ حضرت عثمانؓ نے اپنی بیوی حضرت رقیّہ بنتِ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ پھر اُن کی پیروی کرتے ہوئے تمام مہاجرین حبشہ کی طرف چلے گئے۔ بعد ازاں حضرت عثمان نے مدینہ منوّرہ کی طرف ہجرت کی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حبشہ کی طرف پہلے ہجرت کرنے والے حضرت عثمانؓ ہیں اور اُن کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی بھی تشریف لے گئی تھیں۔ پھر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس دونوں کی خبر آئی۔

چنانچہ قریش کی ایک خاتون حبشہ سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو اُس سے اُن دونوں کے بارے میں پوچھا گیا۔ اُس نے کہا میں نے اُنہیں دیکھا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ تم نے حضرت رقیّہ کو کس کس حال میں دیکھا؟

اُس نے کہا وہ گدھے پر سوار تھیں اور آگے آگے جا رہی تھیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ اُن دونوں کے ساتھ ہے۔ اور عثمانؓ حضرت لُوط علیہ السلام کے بعد اللہ عزّ وجل کی طرف پہلے

مہاجر ہیں ۔ یہ روایت خیثمہ بن سلیمان نے فضائل عثمان میں اور ملا نے اپنی سیرت میں بیان کی ہے ۔

حبشہ سے واپسی :۔

ظاہر ہے کہ حبشہ سے حضرت عثمانؓ کا آنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مدینہ منورہ کو ہجرت سے پہلے ہے یا بعد ، اگر بعد ہے تو واقعہ بدر سے پہلے ہے ۔

کیونکہ آپ واقعہ بدر کے دن مدینہ منورہ میں اس لئے پیچھے رہ گئے تھے کہ آپ کی زوجہ محترمہ سیدہ رقیہ بنت رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بیمار تھیں ۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مال غنیمت سے اُن کا حصہ نکالا ، اور یہ ذکر اُن کے خصائص میں آئے گا ، اور واقعہ بدر ہجرت سے ایک سال آٹھ ماہ بعد سترہ رمضان کو پیش آیا جب کہ ان دنوں بہت سے مہاجرین آ چکے تھے ۔

تاہم حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے ساتھی فتح خیبر کے زمانہ میں آئے اور خیبر کے مال غنیمت سے اُن کا حصہ نکالا گیا ۔ اور سوائے حضرت جعفرؓ اور اُن کے کشتی کے ساتھیوں کے فتح خیبر کے دن کسی غیر موجود شخص کا حصہ نہیں نکالا گیا ۔ فتح خیبر کے وقت ہجرت کو چھ سال تین ماہ دس روز ہو چکے تھے ۔

چھٹی فصل

حضرت عثمانؓ کی سب سے بڑی خصوصیت :۔

آپ کی یہ خصوصیت پہلے بیان ہو چکی ہے آپ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والے پہلے شخص ہیں ۔

حضرت عثمانؓ کا عظیم شرف اور اعلیٰ منقبت یہ ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دو صاحبزادیاں اُن کی زوجیت میں تھیں ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ۔

اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی ۔

ازواج کریمتی عثمان بن عفان

یعنی میں عثمان سے دو بیٹیوں کی شادی کروں ۔

اس روایت کی تخریج طبرانی نے کی ۔

خیثمہ بن سلیمان نے عروہ بن زبیر سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی اور آپ کے فرمان کریمتی کے بارے میں فرمایا یہ سیدہ اُمِ کلثوم اور سیدہ رقیہ سلام اللہ علیہا ہیں ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا ازواج عثمان کریمتی کن لما لا ترجوا رجی منك لما ترجوا ۔ اس لئے کہ آپ سے اُمید رکھنے والا نا اُمید نہ ہو۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پہاڑ پر آگ لینے کے لئے گئے اور نبوّت لیکر واپس آئے ۔ اس روایت کی تخریج حافظ ابو حسین بن نعیم بصری نے کی ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد کے دروازے کے پاس حضرت عثمان سے ملاقات کی اور فرمایا اَے عثمانؓ یہ جبریل مجھے بتا رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں رقیہؓ کی طرح اُمّ کلثوم کو بھی تمہاری زوجیت میں دے دُوں اور اس کا بھی اتنا ہی مہر ہو۔

اس روایت کی تخریج ابن ماجہ قزوینی، حافظ ابو بکر اسماعیلی ، ابوسعید نقاش ، ابوالحسن خلعی ، ابوالقاسم دمشقی اور امام ابوالخیر قزوینی حاکمی نے کی ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی جناب رقیہؓ یعنی میری بیوی فوت ہوگئیں تو میں بہت زیادہ رویا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا تُو کیوں روتا ہے ؟

میں نے کہا یا رسول ! میں اس لئے روتا ہُوں کہ آپ کے ساتھ میرا رشتہ دامادی کٹ گیا ہے ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ، کہ یہ جبریل کہہ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے حکم دے رہے ہیں کہ رقیہؓ کی بہن کو تیری زوجیت میں دے دُوں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی انہیں معنوں کی روایت آئی ہے اور اس میں یہ زیادہ ہے ۔ اُس ذات کی قسم اگر میری سَو بیٹیاں ہوتیں اور ایک کے بعد دوسری فوت ہوتی تو میں تیرے ساتھ ایک کے بعد دوسری شادی کرتا۔ یہاں تک کہ سَو میں سے کوئی باقی نہ رہتی ۔

پھر فرمایا !

جبریل مجھے بتا رہے ہیں کہ اللہ عزّ وجل نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں رقیہؓ کی بہن کو تیری زوجیت میں دے دُوں اور اس کا مہر بھی رقیہؓ جیسا ہو۔

"اس روایت کی تخریج فضائلی نے کی "

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ۔ آپ فرماتے تھے اگر میرے پاس چالیس بیٹیاں ہوتیں تو میں عثمان کے ساتھ دوسری کی شادی کرتا یہاں تک کہ کوئی باقی نہ رہتی ۔ اس روایت کی تخریج ابوحفص، عمر بن شاہین اور ابن سمان نے کی ۔

اس حدیث اور حضرت ابن عباس کی پہلے بیان ہونے والی حدیث کے درمیان کچھ تضاد نہیں بلکہ اسے آپؐ کے ارشادِ مکرّر پر محمول کیا جائیگا۔

اسماعیل بن علیہ سے روایت ہے کہا ! میں یونس بن خباب کے پاس آیا

تاکہ اُس سے کچھ سنوں، تو اُس نے کہا: تُو کہاں کا رہنے والا ہے؟

مَیں نے کہا! اہلِ بصرہ سے ہوں۔

اُس نے کہا! اہلِ مدینہ سے حضرت عثمان بن عفان سے محبت کرتے والے لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو بیٹیوں کو قتل کر دیا۔

اُس نے کہا! اگر ایک کو قتل کیا ہوتا تو دوسری اس کے نکاح میں ہرگز نہ دی جاتی۔

اس روایت کی تخریج حافظ سلفی نے کی۔

حضرت عثمانؓ کی حضورؐ کیساتھ مشابہتِ خُلق:۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی سیّدہ رقیہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اُن کے ہاتھوں میں کنگھی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ ابھی ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لے گئے ہیں۔ مَیں آپ کے سرِ اقدس میں کنگھی کر رہی تھی تو آپ نے مجھے فرمایا کہ تُو نے ابا عبداللہ یعنی عثمان کو کیسا پایا؟

مَیں نے کہا وہ بہتر شخص ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ وہ اکرام والا ہے۔ کیونکہ میرے صحابہ میں سے خُلق میں وہ مجھ سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔ اس روایت کی تخریج دولابی اور بغوی نے کی اور خیثمہ بن سلیمان نے اُس سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان کے حق میں فرمایا:۔

انہ اشبہ اصحابی خلق۔

اور ملاء نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ الفاظ کے ساتھ روایت بیان کی کہ عثمان بن عفان خلقاً و دیناً و سمتاً سب لوگوں سے زیادہ میرے ساتھ مشابہت رکھتا ہے اور وہ دو نوروں والا ہے اور میری دو بیٹیاں اُس کی زوجیت میں ہیں اور وہ میرے ساتھ ان دو انگلیوں کی طرح ہوگا پھر آپ نے اپنی وسطی انگلی اور انگشتِ شہادت کو حرکت دیکر ارشاد فرمایا:۔

خصوصیتِ عثمانؓ کثرتِ حیاء:۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

اصدق امتی حیاء عثمان

یہ روایت مصابیح الحسان میں نقل ہوئی۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عثمانؓ میری اُمت میں زیادہ حیاء اور زیادہ اکرام والا ہے۔ اس کی تخریج ملاء نے اپنی سیرت میں کی۔

اُمّ المومنین حضرت عائشہ الصدیقہؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت طلب کی جبکہ مَیں آپ کے ساتھ ہی ایک چادر میں بیٹھی ہوئی تھی، تو آپ نے اُن کو اجازت دیدی پھر آپ نے اُن کی ضرورت پوری کر دی اور آپ چادر میں میرے ساتھ اسی حال تشریف فرما رہے۔ پھر آپ سے حضرت عمرؓ نے اجازت طلب کی تو آپ نے انہیں اجازت دے دی اور اُن کی ضرورت بھی پوری فرما دی۔

پھر حضرت عثمانؓ تشریف لائے تو آپ نے اپنے کپڑوں کو سنوارا اور بیٹھ گئے اور اُن کی ضرورت پوری کر دی تو وہ چلے گئے۔

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں، مَیں نے کہا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ابوبکر نے آپ سے اجازت مانگی تو آپ نے اُنکی ضرورت پوری فرما دی اور آپ اپنے حال پہ ہی آرام فرماتے رہے۔ پھر حضرت عمرؓ نے اجازت مانگی تو آپ نے اُن کی ضرورت بھی پوری کر دی اور آپ اپنے حال پہ ہی آرام فرماتے رہے۔ پھر جب حضرت عثمان نے آپ سے اجازت طلب کی تو آپ نے اپنے کپڑوں کو درست فرما لیا۔

آپؐ نے فرمایا اے عائشہؓ! عثمانؓ حیادار شخص ہے۔ اگر اُسے اسی حال میں اجازت دے دیتا تو ڈر تھا کہ اُس کی ضرورت پوری نہ ہوتی یعنی وہ بغیر بات کئے واپس چلا جاتا۔

اس روایت کی تخریج حاکم اور ابو حاتم نے کی، اور مسلم نے اس کی تخریج ان الفاظ میں کی ہے کہ:۔

حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ سے حاضری کی اجازت مانگی اور آپؐ اپنے بستر پہ لیٹے ہوئے تھے اور عائشہؓ کی چادر اوڑھی ہوئی تھی تو اُنہیں اندر آنے کی اجازت دے دی۔

پھر ایک اور حدیث بیان کی اور حضرت عثمانؓ کے بارے میں بیان کیا تو آپؐ بیٹھ گئے اور کہا اے عائشہ مَیں تیرے ساتھ تیری چادر میں تھا اور کہا کہ نہ عثمانؓ کی ضرورت مجھ تک پہنچ پاتی اور نہ وہ پوری ہوتی۔

اور دونوں حدیثوں کے درمیان تضاد نہیں بلکہ دوسری حدیث کو اس

پر محمول کرنا پڑے گا کہ حضور علیہ السلام نے اُس وقت حضرت عائشہؓ کی چادر اوڑھی ہوئی تھی اور وہ اُس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھیں اور آپؐ کا یہ فرمانا کہ اجمعی؟ علیك ثیابك اس کی تائید کرتا ہے کیونکہ جب آپ ایک کپڑے میں اکٹھے تھے اور چادر سے نکلنا، ان کا یہ عمل حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل کی مرج ہے۔

اور حضرت حسن سے روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ اور اُن کے حیا کی شدت کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اگر وہ گھر کے اندر ہوتے اور دروازہ بند ہوتا تو تب بھی وہ کپڑے اُتار کر غسل نہیں کرتے تھے تاکہ پانی میں اُنکی پشت نظر نہ آئے۔

اس بات کی تخریج احمد اور صاحب صفوت نے کی۔

حضرت عثمان کا فرشتوں سے حیاء کرنا "اختصاص"

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بیت الشرف میں لیٹے ہوئے تھے اور آپ کی ران مبارک یا پنڈلی مبارک کھلی ہوئی تھی۔ اسی اثنا میں حضرت ابوبکرؓ نے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو آپؐ نے اُنہیں اجازت دے دی اور آپ اُسی حال میں بیٹھے رہے اور اُن سے بات چیت کی۔

پھر حضرت عمرؓ نے آپؐ سے اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپ نے اُنہیں بھی اندر بلوا لیا اور اُن کے ساتھ اُسی حال میں لیٹے لیٹے گفتگو فرمائی۔

پھر حضرت عثمانؓ نے آپؐ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو آپؐ

کپڑے کو درست کر کے بیٹھ گئے۔ پھر حضرت عثمان اندر آئے تو آپؐ نے اُن سے باتیں کیں۔

پھر جب وہ چلے گئے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! حضرت ابوبکرؓ آئے تو آپ نے نہ اُن کی پرواہ کی اور نہ حقت محسوس کی اور اپنے حال میں تشریف فرما رہے۔

پھر حضرت عمرؓ آئے تو تب بھی آپ ویسے ہی لیٹے رہے۔

پھر حضرت عثمانؓ آئے تو آپ اپنے کپڑوں کو سنوار کر بیٹھ گئے

الا استحي من رجل تستحي منه الملائكة

یعنی کیا میں اُس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں۔

اس روایت کی تخریج احمد، مسلم اور حاتم نے کی جبکہ مسلم کے نزدیک حضرت عائشہ صدیقہؓ کے یہ الفاظ ہیں:

اجمعي عليك ثيابك

حضرت حفصہؓ کا بیان دوسری روایت:-

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور آپ کی رانوں (کے درمیان) سے کپڑا ہٹ گیا اسی اثناء میں حضرت ابوبکرؓ نے اجازت طلب کی تو آپؐ نے اُنہیں اندر آنے کی اجازت دے دی اور اُسی حال میں تشریف فرما رہے۔

بعد ازاں حضرت عمرؓ نے اندر آنے کی اجازت مانگی تو آپؐ نے اُنہیں بھی اجازت عطا فرما دی اور آپ اُسی صورت میں تشریف فرما رہے۔

پھر حضرت عثمانؓ تشریف لائے اور اجازت طلب کی تو آپؐ نے پہلے اپنے کپڑے کو سنوارا اور پھر اُنہیں اندر آنے کی اجازت دی۔ یہ لوگ کچھ دیر آپؐ سے گفتگو کرنے کے بعد چلے گئے تو میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ! ابوبکرؓ، عمرؓ، علیؓ اور دیگر صحابہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ جس حال میں تشریف فرما تھے اُسی حال میں رہے۔ مگر جب حضرت عثمانؓ آئے تو آپؐ نے چادر کو درست فرما لیا۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

الا استحي ممن تستحي منه الملائكة

کیا میں اُس سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں۔

اس روایت کی تخریج احمد نے کی اور رزین نے مختصر روایت بیان کی۔

بخاری نے کہا کہ محمد نے کہا میں نہیں کہتا کہ یہ واقعہ ایک ہی دن میں رونما ہوا۔

خدا کا عثمانؓ کو خلعت پہنانا:-

حضرت نعمان بن بشیرؓ نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کو فرمایا:-

يا عثمان ان الله لعله يقمصك قميصا فان
ارادوك على خلعه فلا تخلعه ثلاثا۔

یعنی اے عثمان شاید تجھے اللہ تعالیٰ قمیص پہنائے تو اگر لوگ اُسے اتارنا چاہیں تو مت اُتارنا۔

یہ بات آپؐ نے تین چار مرتبہ ارشاد فرمائی۔
نعمان بن بشیرؓ کہتے ہیں کہ میں نے یہ سُن کر" حضرت عائشہ صدیقہؓ کی خدمت میں عرض کی۔ اے اُمّ المومنین! آپ نے اس حدیث کو بیان کیوں نہ کیا؟

آپ نے فرمایا: بیٹا! مجھے یہ حدیث ایسے بھول گئی تھی گویا کہ میں نے اسے کبھی سُنا ہی نہ ہو۔

اس روایت کی تخریج ابو حاتم نے کی۔ ترمذی نے اسے نقل کیا اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دو یا تین مرتبہ فرمایا!

يا عثمان الله يقمصك قميصا ان ارادك المنافقون
على خلعه فلا تخلعه ولا كرامة لهم۔

یعنی اے عثمان! اللہ تعالیٰ تجھے قمیض پہنائے گا۔ اگر منافقین اُسے اُتارنے کا ارادہ کریں تو مت اُتارنا اور منافقوں کیلئے بزرگی نہیں۔

قمیص سے مُراد خلعتِ خلافت ہے :-

ایک روایت

میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیغام بھیج کر حضرت عثمانؓ کو بُلوایا۔ جب وہ آگئے تو آپؐ نے اُن سے باتیں کیں اور آخری بات کرتے ہوئے اُن کے کندھے پر تھپکی دیکر فرمایا۔

يا عثمان ان الله عسى ان يلبسكَ قميصًا فان
اراد المنافقون على خلعه فلا تخلعه حتى تلقاني

یعنی اے عثمان! شاید اللہ تعالیٰ تمہیں قمیص پہنائے تو اگر منافقین تجھ سے وہ قمیض اُتروانا چاہیں تو نہ اُتارنا۔ یہاں تک کہ مجھ سے ملاقات کرو۔

آپؐ نے یہ جملہ دو یا تین مرتبہ فرمایا۔
" دونوں روایتوں کی تخریج احمد نے کی "۔
ایک روایت میں حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کو فرمایا!۔

يا عثمان ان ولاك الله تعالى هذا الامر يومًا فارادك
المنافقون على ان تخلع قميصك الذي قمصك الله فلا تخلعه

یعنی اے عثمان اگر تجھے اللہ تعالیٰ کسی روز امرِ حکومت کا والی بنائے تو منافقین تیری اس قمیص کو اُتارنا چاہیں تو اُس قمیص کو مت اُتارنا جو تجھے اللہ تعالیٰ پہنائے گا۔

یہ بات آپ نے تین مرتبہ فرمائی۔
حضرت نعمان بن بشیرؓ کہتے ہیں پھر میں نے اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ کی خدمت میں عرض کی جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

اس روایت کی تخریج ابوالخیر قزوینی حاکمی نے کی۔

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ حضورؐ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:۔

یا عثمان ان کساك الله قمیصا و ارادك علی
خلعه فلا تخلعه فوالذی نفسی بیده
لئن خلعته لا تری الجنة حتی یلج الجمل
فی سم الخیاط۔

یعنی اے عثمانؓ اگر اللہ تعالیٰ تجھے قمیض پہنائے اور لوگ اُسے اُتارنا چاہیں تو نہ اُتارنا۔

اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر اُس خلعت کو پہنے گا، جنّت کو اُس وقت دیکھے گا، جب اُونٹ سوئی کے ناکے میں سما جائے۔

اس روایت کی تخریج صُوفی نے یحییٰ بن معین کی حدیث سے کی۔

حضرت عثمانؓ کو حضورؐ کا یاد فرمانا:۔

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ ایک روز میں اور حضرت حفصہ، حضورؐ رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر تھیں تو آپ نے فرمایا:۔

"اگر ہمارے پاس کوئی مرد ہوتا تو ہم اُس سے باتیں کرتے۔"

میں نے عرض کی آپ حضرت ابوبکرؓ کو بُلا کر باتیں کریں۔ آپ یہ سُن کر

خاموش رہے تو میں نے عرض کی:۔

پھر حضرت عثمانؓ آئے تو میں آپ نے اُن کے چہرے بوسہ دیا۔

یادِ عثمانؓ دُوسری روایت:۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے مرض کے دَوران فرمایا! میں چاہتا ہُوں کہ میرے پاس میرا کوئی صحابی ہو۔

میں نے عرض کی یا رسُول اللہ کیا میں حضرت ابوبکرؓ کو بُلاؤں؟

آپ یہ سُن کر خاموش رہے تو میں نے کہا حضرت علیؓ کو بُلا لیں؟

آپ پھر بھی خاموش رہے تو ہم نے کہا عثمانؓ کو بُلا لیں؟

آپ نے فرمایا ہاں!

پھر ہم نے حضرت عثمانؓ کی طرف پیغام بھیج دیا۔

یہ دونوں روایتیں ترمذی نے نقل کیں اور کہا غریب ہیں اور ابُو حاتم کی روایت کے یہ الفاظ ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر تھی کہ آپؐ نے فرمایا!

اے عائشہ اگر ہمارے پاس کوئی ہوتا تو ہم اُس سے باتیں کرتے۔

میں نے کہا کیا حضرت عمرؓ کو بُلا لیں؟

آپؐ یہ سُن کر خاموش رہے۔

پھر جب حضرت عثمانؓ نے آکر اجازت طلب کی تو آپؐ نے اُنہیں بُلا کر اُن کے ساتھ

طویل سرگوشی فرمائی۔

اس روایت کی تخریج احمد نے کی۔

ہمارے بھائی کو بلائیں :۔

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :۔

ہمارے بھائی کو بلائیں۔

ہم نے کہا ابو بکر کو بلادیں ؟

آپ نے فرمایا ہمارے بھائی کو بلادیں۔

ہم نے کہا عمرؓ کو بلائیں ؟

آپ نے فرمایا ہمارے بھائی کو بلائیں۔

ہم نے کہا عثمان کو بلائیں

آپ نے فرمایا، ہاں !

اس روایت کی تخریج ملاء نے اپنی سیرت میں کی۔

حضرت عثمان سے راز کی باتیں :۔

ابی عبداللہ جبیری سے روایت ہے کہا کہ میں حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے پاس حضرت حفصہ بنت عمر تھیں تو حضرت عائشہ نے حضرت حفصہ کو فرمایا۔ تجھے اللہ کی قسم ہے اگر جھوٹ کی تصدیق یا سچ کی تکذیب کرے تم جانتی ہو کہ میں اور تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ کی خدمت میں حاضر تھیں اور

آپ پر استغراق جاری تھا تو میں نے تمہیں کیا کہا تھا، میں نے کہا تم آپ کا قبض ہونا جانتی ہیں ؟

تم نے کہا میں نہیں جانتی۔

پھر آپؐ کو ہوش آیا تو آپ نے فرمایا اس کیلئے دروازہ کھول دو۔

میں نے کہا دروازے پر یا تمہارا باپ ہوگا یا میرا۔

تم نے کہا میں نہیں جانتی۔

پھر جب ہم نے دروازہ کھولا تو دروازے حضرت عثمان تھے۔ آپؐ نے انہیں دیکھ کر اپنے قریب بلالیا اور اُن پر جھکتے ہوئے کوئی بات ارشاد فرمائی جسے نہ تم جانتی ہو اور نہ میں کہ وہ کیا تھی۔

پھر آپؐ نے حضرت عثمان کو فرمایا جو کچھ ہم نے کہا ہے وہ تم نے سمجھ لیا؟

حضرت عثمان نے کہا ہاں !

آپؐ نے فرمایا ! میرے قریب ہو جاؤ۔ پھر آپؐ نے اُن پر جھکتے ہوئے دوسری مرتبہ پہلے کی طرح کوئی بات کی جسے میں نہیں جانتی کہ وہ کیا بات تھی۔

پھر آپؐ نے سر مبارک اُٹھا کر حضرت عثمان سے فرمایا، جو میں نے تمہیں کہا ہے تم نے سمجھ لیا ؟

حضرت عثمان نے کہا ہاں !

پھر آپؐ نے انہیں فرمایا میرے قریب آجاؤ۔ جب وہ قریب ہوئے تو آپؐ نے اُن پر بہت زیادہ جھکتے ہوئے کچھ ارشاد فرمایا اور پھر سر مبارک اُٹھا کر فرمایا جو بات میں نے تم سے کی ہے کیا تم نے وہ سمجھ لی ہے ؟

حضرت عثمان نے کہا ہاں ! میں نے کانوں سے سُنا اور دل سے قبول کیا۔

آپؐ نے فرمایا جائیں۔ حضرت عائشہ نے بات ختم کی تو حضرت حفصہ نے اسکی تصدیق کرتے ہوئے کہا ہاں یہ درست ہے۔
اس روایت کی تخریج احمد نے کی۔

حضرت عثمان کا حضورؐ سے وعدہ:-

حضرت عائشہ صدیقہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ میرے کسی صحابی کو بلاؤ۔
میں نے کہا ابوبکرؓ کو بلاؤں؟
آپؐ نے فرمایا نہیں!
میں نے کہا آپ کے چچا زاد (یعنی علی کو بلاؤں؟
آپؐ نے فرمایا نہیں!
میں نے کہا عثمان کو بلاؤں؟
آپؐ نے فرمایا ہاں!
پھر عثمان آئے تو آپؐ نے انہیں فرمایا ٹھہر جاؤ! عثمانؓ کا رنگ فق ہو گیا۔ اور وہ آپؐ کے بائیں طرف کھڑے ہو گئے۔
پھر جب عثمان کے گھر کا گھیراؤ کیا گیا تو میں اس میں موجود تھی۔ میں نے ان سے کہا امیر المومنین کیا آپ لڑائی کریں گے؟
اس نے کہا نہیں! یقیناً رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جو مجھ پر عہد ہے

میں اپنے نفس میں اس پر صابر ہوں۔
اس روایت کی تخریج احمد نے کی۔

عثمانؓ نے صبر کیا اور وعدہ پورا کیا:-

حضرت عائشہ صدیقہؓ ہی کی روایت میں ہے کہ میں نے پیغام بھیج کر حضرت عثمانؓ کو بلوایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے گفتگو فرمائی تو ان کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔
قیس نے کہا کہ مجھ سے ابو سہلہ نے حدیث بیان کی کہ جس روز حضرت عثمانؓ کے گھر کا گھیراؤ ہوا، اس دن انہوں نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے وعدہ لیا اور میں اس پر صابر ہوں۔
قیس نے کہا! اس روز ہم نے حضرت عثمانؓ کے صبر کا مشاہدہ کیا۔
یہ دونوں روایتیں ترمذی اور ابو حاتم نے بیان کیں اور یہ قیس، قیس بن ابی حازم ہیں جو حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کرتے ہیں۔

بارگاہِ رسولؐ میں نذرِ عباس:-

حضرت عبدالرحمٰن بن خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میری موجودگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جیشِ عسرت پر ترغیب دلائی تو حضرت عثمانؓ نے کھڑے ہو کر عرض کی میں سو اونٹ مع پالان وغیرہ اللہ کی راہ میں پیش کرتا ہوں پھر آپؐ نے دوبارہ اسی لشکر پر خروج کی ترغیب دلائی تو حضرت عثمانؓ نے کھڑے ہو کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مزید سو اونٹ مع پالان وغیرہ

اللہ کی راہ میں پیش کرتا ہوں۔

آپؐ نے پھر لوگوں کو جیشِ عُسرت پر خرچ کے لئے برانگیختہ فرمایا تو پھر حضرت عثمانؓ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں مزید سَو اُونٹ پیش کرتا ہوں یعنی کُل تین سَو اُونٹ اللہ کی راہ میں پیش کرتا ہوں۔

عثمان کا یہی عمل کافی ہے:-

راوی کہتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منبر سے اُتر آئے اور فرمایا:-

ما علی عثمان ما عمل بعد هذہ ما علی عثمان ما عمل بعد هذہ

یعنی اس کے بعد عثمان کو کسی عمل کی ضرورت نہیں، اس کے بعد عثمان کو کسی عمل کی ضرورت نہیں۔

اس روایت کی تخریج ترمذی اور احمد نے کی۔

احمد کی روایت میں مزید یہ الفاظ ہیں:-

قالت: فرأیت رسُول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم یقول بیدہٖ هٰکذا و یحر کہا۔

کہا میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا آپ ہاتھ ہلا کر اشارہ فرماتے تھے۔

اور عبدالصمد کی بیان کردہ روایت میں ہے:-

یدہٖ کالمتعجب، ما علی عثمان ما عمل بعد ها

حضرت عثمانؓ نے دو ہزار اُونٹ گھوڑے پیش کئے

ابُو عمر نے روایت بیان کی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جیشِ عُسرت میں نو سَو پچاس اُونٹ مع پالان اور ایک ہزار پچاس گھوڑے پیش کئے تھے

قتادہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمانِ غنیؓ نے جیشِ عسرت میں ایک ہزار اُونٹ اور سات سَو گھوڑے دیئے تھے۔

ابنِ شہاب زہری سے روایت ہے کہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جیشِ عُسرت یعنی غزوۂ تبوک کے لشکر کے لئے نو سَو چالیس اُونٹ اور ساٹھ گھوڑے یعنی کُل ایک ہزار سواریاں مہیا کیں۔

اس روایت کی تخریج قزوینی حاکمی نے کی۔

ایک ہزار دینار کی نذر۔ کوئی عمل نقصان نہیں دے گا

عبدالرحمٰن بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عثمانِ غنیؓ جیشِ عُسرت کے لئے ایک ہزار دینار لائے اور حضُور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی گود میں ڈال دیئے۔ میں نے دیکھا کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی گود میں اُن دیناروں کو اُلٹتے پلٹتے تھے اور فرماتے تھے:-

ما ضر عثمان ما عمل بعد الیوم

یعنی آج کے دن کے بعد عثمان کو اُس کا کوئی عمل نقصان نہیں پہنچائے گا

اس روایت کی تخریج ترمذی نے کی اور کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

قیامت تک کسی عمل کی فکر نہیں :-

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جیشِ عسرت کے لئے حضرت عثمان کو پیغام بھیجا تو حضرت عثمان نے آپ کی خدمتِ اقدس میں دس ہزار دینار پیش کئے۔ آپ نے ان دیناروں کو اُلٹ پلٹ کرتے ہوئے فرمایا۔

"غفر الله لك يا عثمان ما اسررت و ما اعلنت و ما هو كائن الى يوم القيامة ما يبالى ما عمل بعدها"

یعنی اے عثمان جو تو نے ظاہر طور پر اور پوشیدہ طور پر کیا اور جو قیامت تک کرے گا اللہ تعالیٰ نے سب بخش دیا۔ اور آج کے بعد تجھے کسی عمل کی فکر نہیں۔

اس روایت کی تخریج ملاء نے اپنی سیرت میں اور فضائلی نے کی۔

سات سو اوقیہ سونا :-

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے روایت ہے کہ حضرت عثمانِ غنی حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جیشِ عسرت میں سات سو اوقیہ سونا پیش کیا۔

اس روایت کی تخریج حافظ سلفی نے کی۔

تضاداتِ روایات کا وہم :-

روایات کے اختلاف سے وہم ہوتا ہے کہ ان کے درمیان تضاد ہے

جبکہ ان کا جمع کرنا ممکن ہے کہ پہلے حضرت عثمانؓ نے تین سو اونٹ پالانوں وغیرہ سمیت پیش کئے جو کہ پہلی حدیث میں شامل ہے۔

پھر آپ نقدی کی صورت میں ایک ہزار دینار لیکر آئے جن کی مسافر کو سفر میں فوری ضرورت ہوتی ہے۔

پھر جب انہیں معلوم ہوا کہ یہ اونٹ اور گھوڑے ناکافی ہیں تو انہوں نے ایک ہزار اونٹ پورے کر دیئے اور پچاس گھوڑوں میں مزید بیس گھوڑے شامل کر دیئے اور دس ہزار دینار بھیج دیئے۔ جیسا کہ اس پر رازی اور فضائلی کی حدیث دلالت کرتی ہے اور ان میں تضاد و تہافت نہیں اور اس کی تائید وہ روایت کرتی ہے جو اُم عمرو بنت حسان بن یزید بن ابی الغصن نے کی۔

امام احمد بن حنبل نے کہا! یہ کبیر السن خاتون تھیں۔ انہوں نے کہا میں نے اپنے باپ سے سنا کہ حضرت عثمانِ غنیؓ نے جیشِ عسرت میں دو مرتبہ سامان دیا۔

اس روایت کی تخریج قزوینی حاکمی نے کی۔

حضرت عثمان کا مسلمانوں کیلئے پانی خریدنا :-

بشر بن بشیر اسلمی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب مہاجرین مدینہ منورہ میں آئے تو لوگ پانی سے انکار کرتے تھے اور بنی غفار کے ایک شخص کے

پاس بئرِ رومہ نامی ایک چشمہ تھا جس سے وہ ایک مُد کے عوض پانی کی مشک دیتا تھا۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے فرمایا کہ تُو اِس چشمہ کو جنت کے چشمہ کے عوض فروخت کردے؟

اُس نے کہا یا رسُول اللہ! میرے اور میرے اہل وعیال کے پاس صرف یہی ایک چشمہ ہے۔ مَیں اسے فی سبیل اللہ دینے کی طاقت نہیں رکھتا۔

یہ بات حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچی تو آپؓ نے وہ چشمہ پینتیس ہزار درہم کا خرید لیا اور پھر حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی، کیا مجھے اس چشمے جیسا چشمہ جنت میں مل جائے گا؟

آپؐ نے فرمایا، ہاں!

حضرتِ عثمان نے کہا میں نے اُسے خرید کر مسلمانوں کے لئے مخصوص کر دیا ہے۔

اس روایت کی تخریج فضائلی نے کی اور اس میں اس امر پر دلالت ہوتی ہے کہ چشمے والا شخص مسلمان تھا۔

بئرِ رُومہ کا مالک یہودی تھا۔

ابو عمر نے کہا کہ اس چشمے کا مالک ایک یہودی تھا۔ جب حضرت عثمان غنی نے یہ چشمہ خریدنا چاہا تو اُس نے کہا میں یہ پُورا چشمہ فروخت نہیں کرونگا۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ نے اُس سے نصف چشمہ بارہ ہزار درہم میں مسلمانوں کے لئے خرید لیا

اور یہودی کے ساتھ یہ طے پایا کہ ایک روز وہ چشمہ یہودی کے تصرف میں اور ایک روز حضرت عثمان کے تصرف میں رہے گا۔

چنانچہ جس روز حضرت عثمانؓ کی باری ہوتی وہاں سے مسلمان اتنا پانی لے لیتے جو اُن کے دو دنوں کے لئے کافی ہوتا۔

جب یہودی نے یہ امر دیکھا تو اُس نے کہا یہ تو میری بربادی ہے پھر اُس نے فروخت کردہ نصف حصہ حضرت عثمانِ غنی سے اٹھارہ ہزار درہم میں خرید لیا۔

حضرت عثمان کا مسجد نبوی کیلئے زمین خریدنا۔

احنف بن قیس سے روایت ہے کہ جب ہم حضرت عثمانؓ پر بلوہ کے دنوں میں مدینہ منورہ میں پہنچے تو حضرت عثمان تشریف لائے اور آپ نے زرد رنگ کے کپڑے سے سر ڈھانپ رکھا تھا۔

پھر آپ نے کہا یہاں علیؓ ہیں؟

لوگوں نے کہا ہاں!

آپ نے کہا یہاں طلحہؓ ہیں؟

لوگوں نے کہا ہاں!

آپ نے کہا میں تمہیں اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا جو شخص بنی فلاں کے باڑے کی جگہ خریدے گا اُس کے لئے جنت ہے، تو میں نے زمین کا وہ قطعہ بیس یا پچیس ہزار کا خرید لیا۔

اور پھر میں نے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ وہ جگہ میں نے خرید لی ہے۔

آپ نے فرمایا! وہ قطعہ زمین ہماری مسجد کو دے دے اس کا اجر تجھے ملے گا۔

لوگوں نے کہا! اَللّٰھُمَّ آپ نے درست فرمایا۔

حضرت عثمان نے کہا! میں تمہیں اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا جو شخص بئر رومہ کو خرید دے گا اللہ اُسے بخش دے گا۔

پھر میں نے بئر رومہ کو خریدا اور حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میں نے وہ کنواں خرید لیا ہے۔

آپ نے فرمایا! اسے مسلمانوں کے لئے وقف کر دے اس کا اجر تجھے ملے گا۔

لوگوں نے کہا اَللّٰھُمَّ ہاں یہی بات ہے۔

حضرت عثمان نے فرمایا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کے چہرے پر نظر ڈالتے ہوتے فرمایا تھا جو شخص جنگِ عسرت کے لئے سامان دیگا اُسے اللہ بخش دے گا۔ تو میں نے تمہیں لشکر کا پورا سامان دیا جس میں ایک رسی اور ایک مہار بھی کم نہ تھی۔

لوگوں نے کہا، الٰہی! ہاں درست ہے۔

حضرت عثمان نے کہا الٰہی میں نے تین گواہیاں پیش کر دیں۔

اس روایت کی تخریج دارقطنی اور ابو حاتم نے کی۔

ایسی ہی دوسری روایت :-

امام احمد بن حنبل نے یہ روایت ان الفاظ سے بیان کی ہے کہ احنف بن قیس نے کہا ہم حج کے لئے نکلے اور مدینہ منورہ سے گذرنے لگے تو وہیں ٹھہر گئے جب ہم مسجد میں آئے تو لوگ گھبراتے ہوتے تھے۔ میں اور میرا ساتھی آگے بڑھے تو لوگ مسجد میں ایک شخص کے گرد جمع تھے۔ ہم ان لوگوں کے پاس کھڑے ہو گئے پھر حضرت علی ابن ابی طالبؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ تشریف لائے پھر حضرت عثمان نے آ کر کہا۔

کیا یہاں علی ہیں ؟

لوگوں نے کہا ہاں !

حضرت عثمان نے کہا کیا یہاں زبیر ہیں ؟

لوگوں نے کہا ہاں !

حضرت عثمان نے کہا کیا یہاں طلحہ ہیں ؟

لوگوں نے کہا ہاں !

حضرت عثمان نے کہا ! کیا یہاں سعد ہیں ؟

لوگوں نے کہا ہاں !

حضرت عثمان نے کہا میں تمہیں اس اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ پھر آخر تک حدیث بیان کی۔ پھر کہا الٰہی تو گواہ ہے۔ پھر آپ واپس چلے گئے۔

بئرِ رُومہ خریدنے والا جنّت میں مگر تم کیسا بدلہ دیتے ہو۔

ثمامہ بن حزن قشیری سے روایت کیا ہے ، کہا کہ میں حضرت عثمان کے گھر پر موجود تھا جب آپ نے مکان کی چھت پر آ کر لوگوں سے کہا میں تمہیں اللہ کی قسم اور اسلام کا واسطہ دیکر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ منوّرہ میں تشریف لائے تو بغیر بئرِ رُومہ کے میٹھا پانی دستیاب نہ تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

من یشتری بئر رومة یجعل دلوہ مع دلاء
المسلمین بخیر لہ منہا فی الجنّة۔

یعنی جو بئرِ رومہ کو خریدے اور اپنا ڈول مسلمانوں کے ڈولوں کے ساتھ رکھے اُس کے لئے جنت میں اس سے بہتر چشمہ ہے۔

تو میں نے اپنے مال سے بئرِ رُومہ خرید کر دیا مگر آج تم مجھے اُس کا پانی پینے سے روکتے ہو۔ یہاں تک کہ میں سمندر کا پانی پیتا ہوں۔

لوگوں نے کہا اَللّٰھُمَّ آپ ٹھیک کہتے ہیں ۔

حضرت عثمان نے فرمایا ! میں تمہیں اللہ اور اسلام کا واسطہ دیکر پوچھتا کہ مسلمانوں کے لئے مسجد کی جگہ تنگ تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا :-

من یشتری بقعة آل فلان فیزیدھا فی المسجد
بخیر لہ منہا فی الجنّة ۔

یعنی جو آلِ فلاں سے زمین کا قطعہ خرید کر مسجد میں شامل کرے اُس کے لئے

جنت میں اس سے بہتر جگہ ہے تو میں نے وہ زمین اپنے مال سے خرید دی اور آج تم مجھے اُس مسجد میں دو رکعت نماز پڑھنے سے روکتے ہو۔

لوگوں نے کہا الٰہی ! یہ درست ہے۔

حضرت عثمان نے فرمایا ! میں تمہیں خدا اور اسلام کا واسطہ دیکر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ثبیر مکہ پر تھے اور آپ کے ساتھ ابوبکر و عمر اور میں تھے تو کوہِ ثبیر ہلنے لگا ۔ یہاں تک کہ اُس کے پتھر لڑھکنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پاؤں کی ٹھوکر مار کر فرمایا تھا۔

اسکن ثبیر علیك نبیاً و صدیقاً و شہیدین

یعنی ثبیر ٹھہر جا تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں ۔

لوگوں نے کہا۔ اَللّٰھُمَّ ہاں

حضرت عثمان غنی نے فرمایا اللہ اکبر ، یہ لوگ اور ربِّ کعبہ گواہ ہیں کہ اُن تین میں سے ایک شہید میں ہوں ۔

اس روایت کی تخریج ترمذی نے کی اور کہا حدیث حسن ہے ۔

ایسی ہی ایک اور روایت :-

امام احمد بن حنبل نے یہ روایت تغیّر لفظی اور تقدیم و تاخیر کے ساتھ بیان کی ہے اور ثبیر کی جگہ کوہِ حرا کا ذکر کیا ہے اور یہ زیادہ کیا ہے کہ حضرت عثمان نے لوگوں کو فرمایا کہ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں جو بیعتِ رضوان میں موجود تھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے مشرکینِ مکہ کی طرف بھیجا تو فرمایا :-

ھٰذہٖ یدی و ھٰذہٖ ید عثمان

یعنی آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کے لئے کہا کہ یہ ہاتھ میرا ہے اور یہ ہاتھ عثمان کا ہے۔ پھر آپ نے میری بیعت لی۔

اس روایت کی تخریج دار قطنی نے کی اور اس کے بعض طرق میں مزید ہے کہ حضرت عثمان نے فرمایا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یکے بعد دیگرے اپنی دو صاحبزادیاں میری رضا کے ساتھ اور میری رضا سے میرے نکاح میں دیں ؟

لوگوں نے کہا ! اللّٰھم ہاں

مسجد نبوی کی زمین :۔

حضرت قتادہ سے روایت ہے مسجد نبوی کے پہلو میں زمین کا ایک ٹکڑا تھا جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :۔

من یشتریھا دیوسعھا فی المسجد له مثلھا فی الجنة

یعنی جو زمین کے اس ٹکڑے کو خرید کر مسجد کو وسیع کریگا جنت میں اس کے لئے اسی طرح کا قطعہ زمین ہوگا۔

حضرت عثمان نے یہ زمین خرید کر مسجد کو وسیع کیا۔

اس روایت کی تخریج خثیمہ بن سلیمان نے فضائل عثمان میں کی۔

حضرت عثمان نے مسجد نبوی کی توسیع کی :۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں مسجد نبوی کی بنیاد کچی اینٹوں سے رکھی تھی اور اس کی چھت کھجور کی شاخوں کی اور ستون

کھجور کے تنوں کے تھے۔

حضرت ابو بکرؓ نے اس میں کچھ اضافہ نہ کیا جبکہ حضرت عمرؓ نے اس میں اضافہ کیا اور اس کی بنیادوں کو کچی اینٹوں وغیرہ سے انہیں بنیادوں پر اٹھایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں تھیں اور اس کے ستون لکڑی کے بنائے۔

پھر حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے اس میں مزید بہت سا اضافہ کیا اور اس کی دیواریں اور ستون منقوش پتھروں سے بنائے اور اس کی چھت سیاہ لکڑی سے تیار کی۔

اس روایت کی تخریج بخاری نے کی۔

آسمان والوں کا نور جنت والوں کا چراغ :۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !

ہمارے ساتھ عثمان کے ہاں جانے کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔

ہم نے کہا یا رسول اللہ ! وہ بیمار ہیں ؟

آپ نے فرمایا ، ہاں !

پھر آپؐ کھڑے ہوگئے اور ہم آپ کے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے حضرت عثمانؓ کے مکان پر پہنچے۔ آپؐ اجازت لے کر اندر داخل ہوئے اور ہم بھی آپ کے پیچھے پیچھے داخل ہو گئے۔ دیکھا تو حضرت عثمانؓ اوندھے منہ پڑے ہوئے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! عثمان تمہیں کیا بات ہے تم اپنا سر نہیں اٹھاتے ؟

حضرت عثمانؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اللہ تعالیٰ سے

حیا آتی ہے۔

آپؐ نے فرمایا ایسا کیوں ہے ؟

حضرت عثمانؓ نے کہا! مَیں خوفزدہ ہُوں کہ مجھ پہ دو ناراضگیاں ہوں گی۔

آپؐ نے اُنہیں فرمایا! عثمان کیا تم نے رومہ کا کنواں نہیں کھودا اور جیشِ عُسرت کو سامان نہیں دیا ؟ اور میری مسجد کو وسیع نہیں کیا اور اللہ کی اور میری رضا میں مال کی سخاوت نہیں کی ؟

اور وہ کون ہے جس سے آسمان کے فرشتے حیا کرتے ہیں ؟ اور یہ جبریلؑ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دے رہے ہیں کہ تو اہلِ آسمان کا نُور اور اہلِ زمین اور اہلِ جنّت کا چراغ ہے۔

اس روایت کی تخریج ملاء نے کی ہے۔

حضور کا بایاں ہاتھ عثمان ہیں :۔

مُہلب بن عبداللہ سے روایت ہے کہ سالم بن عبداللہ بن عُمر کے پاس ایک شخص گیا اور وہ حضرت علیؓ کی مدح اور حضرت عثمان کی مذمت کر رہا تھا۔

اُس شخص نے کہا اَے ابو الفضل کیا تو مجھے بتلائے گا کہ حضرت عثمان بیعت رضوان اور بیعت فتح ہر دو بیعتوں میں موجود تھے ؟

سالم نے کہا! نہیں

وہ شخص اللہ اکبر کہہ کر اُٹھا اور اپنی چادر جھاڑ کر چلا گیا۔

پھر حضرت علی کرم اللہ وجہٗ الکریم نے اُس شخص کو بُلا کر فرمایا کہ یہ مجھ سے سُن کر کیا عثمان بیعت رضوان اور بیعت فتح میں موجود تھے یا نہیں ؟

آپ نے پھر فرمایا ! جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درخت کے نیچے لوگوں سے بیعت لی اُس وقت آپؐ نے عثمان کو اللہ اور اُس کے رسُول اور مومنوں کے کام کے لئے بھیجا ہُوا تھا اور آپؐ نے فرمایا !

الا ان یمینی یدی و شمالی ید عثمان و انی قد بایعت لہ

یعنی جان لو میرا دایاں ہاتھ میرا اپنا اور میرا بایاں ہاتھ عثمان کا ہاتھ ہے اور مَیں اُس کی بیعت لیتا ہُوں ۔

پھر دوسری بیعت کا واقعہ اس طرح ہے کہ حضُور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو یمن میں بھیجا ہُوا تھا جہاں پر حضرت علیؓ امارت کے فرائض انجام دے رہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان کی بیعت کے لیئے فتح مکّہ کے وقت بھی مکرّر وہی الفاظ دہرائے جو بیعتِ رضوان میں ارشاد فرمائے تھے یعنی میرا بایاں ہاتھ عثمان کا ہاتھ ہے ۔

مسجد حرام کی توسیع اور جنت میں گھر :۔

حضرت عثمان کی شان بیان کرتے ہوئے حضرت علی نے مزید فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہلِ مکّہ سے ایک شخص کو فرمایا اَے فلاں کیا تو ہمیں اپنا گھر فروخت کریگا تاکہ مسجدِ کعبہ میں وسعت ہو جائے اور تجھے جنت میں گھر مل جائے۔

اُس شخص نے کہا یا رسُول اللہ ! میرا اس گھر کے علاوہ کوئی مکان نہیں اگر مَیں یہ گھر آپ کے ہاتھ بیچ دَوں تو مجھے اور میرے بچوں کو مکّہ میں کہیں پناہ نہیں ۔

آپؐ نے فرمایا نہیں! بلکہ تیرے گھر سے مسجدِ کعبہ میں اضافہ ہوگا اور تجھے اس کے ضمن میں جنّت میں گھر ملے گا ۔

اُس شخص نے کہا واللہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ۔

جب یہ بات حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی تو آپ مالک مکان سے ملے جو کہ اُن کا دَورِ جاہلیت کا دوست تھا ، اور پھر اُس سے مکان خریدنے پر اصرار کرتے رہے ۔ یہاں تک کہ اُس سے وہ مکان دس ہزار دینار میں خرید لیا اور حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی ۔ یا رسول اللہ ! مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ فلاں گھر مسجدِ کعبہ میں شامل کرنے والے کو اُس کے بدلے جنت میں گھر ملے گا ، وہ گھر میرا ہے کیا آپ اُسے لیکر مجھے جنّت میں گھر دیں گے ؟

آپؐ نے فرمایا ہاں !

پھر آپؐ نے حضرت عثمان سے وہ گھر لے لیا اور اُنہیں جنّت میں گھر دے کر مومنوں کو اس پر گواہ بنالیا ۔

حضورؐ کی اور صحابہ کی دُعا :۔

پھر جَیشِ عُسرت میں حضرت عثمان کے سامان کی بات کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تمام غزوات میں غزوۂ تبوک بہت زیادہ تنگی والا غزوہ تھا ۔ اس میں ہر قسم کے سامان کی قلت تھی ۔ جب یہ بات حضرت عثمان کو پہنچی تو اُنہوں نے خوراک کا سامان ، گندم اور جس جس چیز کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپکے صحابہ کو ضرورت تھی خرید کر آپ کی خدمت میں پیش کر دی ۔

آپؐ نے ان اشیاء کو دیکھ کر فرمایا !

هذا قد جاءكم الله بخير ۔

یعنی یقیناً تمہارے پاس اللہ کی طرف سے بھلائی آئی ہے ۔ پھر آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر تین مرتبہ دُعا کی :۔

اللّٰهم انى قد رضيت عن عثمان فارض عنه ۔

یعنی الٰہی ! مَیں عثمان سے خوش ہُوں تو تُو بھی اُس سے خوش ہو ۔

پھر آپؐ نے فرمایا اَے لوگو ! عثمان کے لئے دعا کرو ۔ پھر تمام لوگوں نے اور اُن کے نبی نے اُن کے ساتھ مل کر حضرت عثمان کیلئے دُعا کی ۔

حضرت حفصہؓ کی شادی آپؐ سے کیسے ہُوئی :۔

پھر حضرت عثمانؓ کی شان یہ ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کی تھی ۔ جب وہ فوت ہوگئیں تو حضرت عثمان اور حضرت عمرؓ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت عمرؓ سے حضرت عثمانؓ نے کہا ! اَے عُمر آپ اپنی بیٹی کی شادی مجھ سے کر دیں ۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن کی بات سُنی تو فرمایا :۔

خطب اليك عثمان ابنتك زوجنى ابنتك و انا ازواجه ابنتى ۔

یعنی اَے عُمر ، عثمان نے تجھ سے تیری بیٹی کا رشتہ مانگا ہے ۔ تُو اپنی بیٹی کی شادی مجھ سے کر دے اور ہم اپنی بیٹی کی شادی عثمان سے کر دیتے ہیں ۔

اس روایت کی تخریج ابوالخیر قزوینی حاکمی نے کی ۔

حضرت عثمانؓ کا ہاتھ :-

دستِ اُو را دستِ خود گفتہ رسُولؐ

بیعتِ عثمانؓ کا ذکر ضمناً پہلے بھی ہو چکا ہے ، مزید ملاحظہ کریں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بیعتِ رضوان اس لئے عمل میں آئی کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عثمان بن عفانؓ کو اہلِ مکہ کی طرف بھیج رکھا تھا۔ پھر لوگوں سے بیعت لیتے ہوئے آپؐ نے فرمایا کہ :-

ان عثمان فی حاجۃ اللہ وحاجۃ رسولہ

یعنی عثمانؓ اللہ کے اور اُس کے رسُول کے کام میں ہے۔

پھر آپ نے اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مارا تو عثمانؓ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہاتھ لوگوں کے اپنے ہاتھوں سے بہتر ہے۔

اس روایت کی تخریج ترمذی نے کی اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حضرت عثمانِ غنیؓ سے روایت ہے کہ بیعتِ رضوان میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میرے لئے اپنے بائیں ہاتھ سے اپنے دائیں ہاتھ پر تھپکی دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بایاں ہاتھ میرے دائیں سے بہتر ہے۔

صحابہ کرام بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ کسی نے کہا عثمان آگئے ہیں ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ سُنا تو بیعت کا سلسلہ ختم کر دیا۔

اس روایت کی تخریج خیثمہ نے فضائل عثمان میں کی۔

✶

بے خطر کُود پڑا آتشِ نمرود میں عشق :-

ایاس بن سلمہ بن اکوع اپنے باپ حضرت سلمہ بن اکوعؓ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ مشرکین کے ہاتھوں میں مسلمان آجاتا اُس پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے حضورؐ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عُمرؓ کو فرمایا :-

یا عمر هل انت مبلغ عنی اخوانك من اسری المسلمین ؟

یعنی اُے عُمر کیا تُو اپنے مسلمان قیدی بھائیوں کو میرا پیغام پُہنچائے گا ؟

حضرت عُمرؓ نے کہا ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ! خدا کی قسم مکہ میں میرے لئے دوسروں کے قریبی نہیں اکثر میرے قریبی ہیں۔

پھر آپؐ نے حضرت عثمانؓ کو بُلا کر اہلِ مکہ کی طرف روانہ فرمایا۔ حضرت عثمانؓ سواری پر بیٹھ کر نکلے اور مشرکین کے لشکر تک پہنچ گئے۔ مشرکین نے پہلے تو اُنہیں بُرا بھلا کہا اور پھر اُن کے چچا زاد بھائی ابان بن سعید بن عاص نے اُنہیں اجازت دے دی اور اُنہیں آگے گھوڑے کی زین پر بٹھا کر خود پیچھے بیٹھ گیا۔

پھر حضرت عثمانِ غنیؓ نے اُسے باتوں باتوں میں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پیغام مکہ معظمہ میں ہر مسلمان قیدی کو پہنچاؤں گا۔

اس روایت کی تخریج ابوعُمر دغفاری نے کی۔

حضورؐ سے پہلے طواف نہیں کیا :-

ایاس بن سلمہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اپنے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ پر عثمانؓ کی بیعت لی تو لوگوں نے کہا! ابو عبداللہ "عثمان" کو امن کے ساتھ طوافِ کعبہ مبارک ہو۔

آپؐ نے فرمایا! اگر عثمان وہاں ٹھہر گئے تو ہم سے پہلے طواف نہیں کریں گے

اس روایت کی تخریج ابن ضحاک نے احاد اور مثانی میں کی۔

مصری شخص کا سوال ابنِ عمرؓ کا جواب :۔

عثمان بن وہب سے روایت ہے کہ ایامِ حج میں ایک مصری شخص نے ایک جماعت کو دیکھ کر کہا یہ کون لوگ ہیں؟

لوگوں نے کہا! قریش

اُس نے پوچھا ان کا امیر کون ہے؟

لوگوں نے کہا! عبداللہ بن عمرؓ

اُس نے حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے کہا مجھے آپ سے کچھ پوچھنا ہے۔

مجھے بتائیں کیا آپ جانتے ہیں حضرت عثمانؓ اُحد کے دن بھاگ گئے تھے؟

عبداللہ بن عمرؓ نے کہا! ہاں فرار ہو گئے تھے۔

اُس نے کہا کیا آپ جانتے ہیں کہ عثمان غزوہ بدر سے غائب تھے؟

عبداللہ ابن عمرؓ نے کہا! ہاں غائب تھے۔

اُس نے کہا کیا آپ جانتے ہیں کہ عثمان بیعتِ رضوان سے غائب تھے اور وہاں موجود نہیں تھے؟

عبداللہ ابنِ عمرؓ نے کہا! ہاں موجود نہ تھے۔

اُس نے کہا! اللہ اکبر۔

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے فرمایا: اِدھر آ تجھے بتاؤں۔ رہا اُن کا اُحد سے فرار ہونا! تو اس پر گواہ رہ کہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں معاف کر دیا ہے اور اُنہیں بخش دیا ہے۔

رہا اُن کا غزوہ بدر میں موجود نہ ہونا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی اُن کی بیوی تھیں اور اُن دنوں بیمار تھیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان کو فرمایا تمہارے لئے وہی اجر ہے جو غزوہ بدر میں شریک ہونے والوں کا اور تمہارا غنیمت میں حصہ ہے۔

رہا اُن کا بیعتِ رضوان سے غائب ہونا تو اگر وادیٔ مکہ میں حضرت عثمان سے زیادہ کوئی معزز ہوتا تو اُن کی جگہ مشرکین کے پاس اُسے بھیجا جاتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں اہلِ مکہ کے پاس بھیجا تھا اور بیعت رضوان اُن کے جانے کے بعد ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کو فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور پھر اس ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مار کر فرمایا یہ عثمان کی بیعت ہے۔

پھر حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے اس شخص سے کہا کہ جا اور یہ جواب اپنے ساتھ لے جا۔

اس روایت کی تخریج بخاری اور ترمذی نے کی جبکہ الفاظ مختلف اور معنی ایک ہیں۔

دوسری روایت مزید سوال :۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابن عمرؓ سے سوال کرنے والا شخص کھڑا ہوا تو کسی نے

حضرت عبداللہ ابنِ عمر سے کہا کہ یہ کہتا ہے کہ آپ نے حضرت عثمان کے بارے میں ایسے ایسے کہا ہے۔

حضرت عبداللہ نے کہا کیا کہتا ہے؟

لوگوں نے کہا! یہ کہتا ہے کہ آپ نے اُسے ایسے اور ایسے بتایا ہے۔

حضرت عبداللہ نے کہا اُسے واپس بلاؤ۔ جب وہ واپس آیا تو حضرت عبداللہ نے اُس سے کہا۔ کیا جو کچھ میں نے تمہیں بتایا ہے وہ تُو نے سمجھ لیا ہے؟

اُس نے کہا ہاں! میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ عثمان بیعتِ رضوان میں موجود تھے؟

آپ نے کہا نہیں!

میں نے پوچھا! غزوہ بدر میں موجود تھے؟

آپ نے کہا نہیں!

میں نے پوچھا اکان ممن استزلہ الشیطان؟

حضرت ابنِ عمر نے کہا! میں نے تجھے بتایا ہے کہ بیعتِ رضوان کا واقعہ ایسے ہوا۔

واما الذین تولوا یوم التقی الجمعان انما استزلھم الشیطان ببعض ما کسبوا ولقد عفا اللہ عنھم فاجھد علیہ جھدک

اس روایت کی تخریج ابوالبختری قزوینی حاکمی نے کی اور حضرت عثمان کے بدر میں پیچھے رہ جانے کے بارے میں مشہور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی اور اُن کی بیوی حضرت رقیہ بیمار تھیں۔ جب وہ لوگوں کے ساتھ غزوہ بدر کے لئے نکلے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں اپنی بیٹی کی تیمارداری کے لئے پیچھے چھوڑ دیا۔

اس امر کا ذکر ابن اسحاق وغیرہ سیرت نگاروں نے کیا ہے۔

بعض نے کہا کہ بنتِ رسول کو چیچک کا مرض لاحق تھا اور حضرت عثمان غزوہ بدر کے لئے نکلے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم واپس جاؤ، اور اُن کا غنیمت سے حصّہ نکالا اور اُن کے لئے غزوہ میں شرکت کا اجر ہے۔

اس روایت کی تخریج قلعی نے کی جبکہ پہلی روایت درست ہے۔

کتابتِ وحی:۔

فاطمہ بنتِ عبدالرحمٰن اپنی والدہ سے روایت کرتی ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ اُنہیں اُن کے چچا نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مسئلہ پوچھنے کے لئے بھیجا تو کہا کہ آپ کا ایک بیٹا آپ کو سلام کہتا ہے اور حضرت عثمان کے بارے میں لوگ اُنہیں بُرا بھلا کہتے ہیں؟

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا، اُن پر لعنت کرنے والے پر اللہ کی لعنت ہو۔ خدا کی قسم عثمان اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور آپ نے اپنی پشت کی ٹیک میرے ساتھ لگائی ہوئی تھی کہ جبریل آپ کی طرف وحیِ قرآن لے کر آئے تو آپ نے عثمان کو فرمایا!

اکتب یا عثیم فما کان اللہ ینزل تلک المنزلۃ الا کریما علی اللہ

ورسولہ۔

اے عیثم یعنی عثمان لکھیں تو اللہ کی شان نہیں کہ یہ منزلت نازل فرمائے مگر وہ جو اللہ اور اُس کے رسولؐ پر کریم ہے۔

فرمانِ صدّیقہؓ لعنت کرنیوالے پر اللہ کی لعنت :-

اس روایت کی تخریج احمد نے کی اور حاکم نے نقل کرتے ہوئے کہا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے تین مرتبہ فرمایا عثمان پر لعنت کرنے والے پر اللہ کی لعنت ہو حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ٹیک لگا کر تشریف فرما تھے اور آپ کی ران مبارک عثمان کی طرف تھی اور میں آپ کی جبینِ اقدس سے پسینہ پونچھ رہی تھی اور آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی تو آپ نے فرمایا۔

اکتب یا عیثم فواللہ ما کان اللہ لینزل عبداً من نبیہ
تلک المنزلۃ ان کان علیہ کریما۔

اسرارِ رسولؐ کی کتابت :-

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والدِ گرامی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے۔ حضرت ابوبکرؓ آپ کی دائیں طرف اور حضرت عمرؓ آپ کی بائیں جانب اور حضرت عثمانؓ آپ کے سامنے بیٹھے ہوئے آپ کا راز لکھ رہے تھے۔

اس روایت کی تخریج حافظ ابوالقاسم حمزہ بن یوسف سہمی نے فضائلِ عباس کتاب میں کی۔

جنّت میں رفاقتِ رسولؐ :-

زید بن اسلم اپنے باپ سے روایت کرتا ہے، کہا کہ حضرت عثمانؓ کے محاصرہ کے دن اتنا ہجوم تھا کہ اگر کوئی پتھر گرتا تو کسی نہ کسی شخص کے سر پر پڑتا اور حضرت عثمانؓ لوگوں کو اس کھڑکی سے دیکھ رہے تھے جو مقامِ جبریل سے ملی ہوئی تھی۔ پھر حضرت عثمانؓ نے حضرت طلحہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا!

میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں، اُس دن کو یاد کرو جب میں اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ فلاں مقام پر ایسے اور ایسے موجود تھے اور آپ کے ساتھ میرے اور تمہارے سوا آپؐ کا کوئی صحابی موجود نہ تھا۔

حضرت طلحہ نے کہا، ہاں درست ہے۔

حضرت عثمانؓ نے فرمایا! تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔

یا طلحۃ انہ لیس من نبی الا ومعہ من اصحابہ
رفیق الجنۃ وان عثمان یعنینی رفیقی فی الجنۃ۔

اے طلحہ ہر نبی کے اصحاب سے کوئی ایک جنت میں اُس کا رفیق ہوگا اور عثمان میرا مددگار اور جنت میں رفیق ہے۔

حضرت طلحہ نے کہا!

اللّٰھمّ آپ درست فرماتے ہیں اور پھر واپس ہو گئے۔

اس روایت کی تخریج امام احمد نے کی اور ترمذیؒ نے اسے حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ سے مختصراً ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا۔

لکل نبی رفیق و رفیقی عثمان

یعنی ہر نبی کا رفیق ہے اور میرا رفیق عثمان ہے۔

ترمذی نے جنت میں رفاقت کا ذکر نہیں کیا اور ایسے ہی حافظ ابو القاسم نے موافقات میں نقل کیا ہے اور اس لفظ کا سیاق جنت میں رفاقت کی تخصیص ظاہر کرتا ہے۔

ایسے ہی پہلے اس سیاق سے حضرت ابوبکرؓ کے حق میں روایت بیان ہو چکی ہے کہ دونوں میں سے ایک رفیق اُس وقت میں یا جنت میں ہو اور دوسرا رفیق آخر یا دوسرے سے آخر میں ہو بغیر اس کے کہ دونوں خبروں میں تنافت یا تضاد ہو۔

مطرف سے روایت ہے کہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا تو اُنہوں نے مجھے فرمایا اے ابا عبد اللہ

مابطابک عنا احب عثمان ؟

ہاں! اگر تو ایسے کہے۔

لقد کان اوصلنا للرحم و اتقانا للرب

اس روایت کی تخریج صفوت میں ہوئی۔

امام حسنؑ کا خواب :-

امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں عرش کے ساتھ معلق دیکھا۔ پھر ابُوبکر کو دیکھا۔ اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو کو پکڑ رکھا تھا۔ پھر حضرت عُمر کو دیکھا اُنہوں نے حضرت ابوبکر کے پہلو کو پکڑ رکھا ہے۔ پھر حضرت عثمان کو دیکھا۔ اُنہوں نے حضرت عمر کے پہلو کو پکڑ رکھا ہے۔ پھر میں نے آسمان سے زمین کی طرف خون گھڑا دیکھا۔

امام حسن علیہ السلام نے یہ حدیث بیان فرمائی تو آپ کے پاس کچھ شیعہ لوگ تھے۔ اُنہوں نے کہا!

کیا حضرت علی کو دیکھا تھا ؟

امام حسن علیہ السلام فرمایا مجھ سے زیادہ کوئی نہیں چاہتا کہ یہ دیکھتا کہ حضرت علی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو کو پکڑ رکھا ہے لیکن خواب یہی ہے۔

حضرت عثمان کیلئے دُعائے رسُولؐ :-

ابو مسعود عقبہ بن عمرو نے کہا تم خواب میں دیکھنا حسن پر قرار پاؤ گے۔ یقیناً میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا اور ہم نے جنگ میں مسلمانوں پر آنے والی مصیبتوں کو دیکھا ہے۔ یہاں تک کہ جیش عسرت میں مسلمانوں کے چہروں پر کرب اور منافقوں کے چہروں پر خوشی تھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ امر دیکھا تو فرمایا۔

واللّٰہ لا تغیب الشمس حتیٰ یاتیکم اللہ برزق

خدا کی قسم! سُورج غروب ہونے سے پہلے تمہیں اللہ تعالیٰ رزق دے گا۔

پھر جب حضرت عثمان کو علم ہوا کہ اللہ اور اس کا رسول سچ کہتے ہیں تو انہوں نے
چودہ اونٹنیاں خریدلیں جن میں سے سات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اور
سات اپنے گھر والوں کی طرف بھیج دیں۔ جب مسلمانوں نے ان اونٹوں کو دیکھا تو ان
کے چہروں پر خوشی آگئی اور منافقوں کے منہ لٹک گئے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ تبدیلی دیکھی تو فرمایا
کیا بات ہے۔
لوگوں نے کہا عثمان نے آپ کی خدمت میں ہدیہ بھیجا ہے۔
راوی کہتا ہے میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اپنے ہاتھ مبارک بلند کر کے حضرت عثمان کے لئے ایسی دعا فرمائی جو نہ اُن سے
پہلے کسی کیلئے فرمائی اور نہ اس کے بعد کسی کیلئے مانگی۔
اَللّٰھمّ اعط عثمان وافعل بعثمان
دُعا مانگتے وقت آپ کے ہاتھ مبارک اتنے بلند تھے کہ میں نے آپؐ کی بغلوں
کی سفیدی دیکھ لی۔
اس روایت کی تخریج قزوینی حاکمی نے کی۔

شام سے طلوعِ سحر تک :-

حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب کے آغاز سے طلوعِ فجر تک جو دُعا فرمائی ، آپ
فرماتے تھے :-
اللّٰھم عثمان رضیت عنہ فارض عنہ

الٰہی میں عثمان سے خوش ہوں تو اس سے خوش ہوجا۔
اس روایت کی تخریج حافظ ابوالحسن علی اور صاحب صفوت نے کی
اور شبہ ہے کہ اس دعا کا سبب یا تو حضرت عثمان کا جیش عسرت کیلئے سامان
دینا ہے یا بئر رومہ مسلمانوں کیلئے خریدنا۔
اور واحدی نے بیان کیا یہ معلوم نہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد حضرت
عثمان اور حضرت عبدالرحمن بن عوف کے حق میں نازل ہوا۔
الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ ثم لا یتبعون
ما انفقوا۔
وہ لوگ جو اپنے اموال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر اُس کا خود
فائدہ نہیں اُٹھاتے۔
تو حضرت عثمان نے جیش عسرت کے لئے سامان دیا اور اللہ کی راہ میں
بئر رومہ خریدکیا۔
ابوسعید سے روایت ہے ، میں رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم کو ہاتھ
بلند کئے حضرت عثمان کے لئے دُعا کرتے دیکھا۔ یہاں تک کہ فجر طلوع ہوگئی
آپ فرماتے تھے :-
یارب رضیت عن عثمان فارض عنہ
اے پروردگار میں عثمان سے خوش ہوں تو اس سے راضی ہوجا۔

آلِ محمد کیلئے ھدیے :-

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت عثمان کیلئے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دعا فرمانے کا واقعہ اس طرح ہے کہ آلِ محمدؐ کو مسلسل چار روز تک کچھ کھانے کو نہ ملا یہاں تک کہ ہمارے بچوں نے بھی کچھ نہیں کھایا۔
پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے فرمایا:۔

یاعائشۃ ھل اصبتم بعدی شیئاً ؟
اے عائشہ کیا میرے بعد تمہیں کوئی چیز پہنچی ؟
میں نے کہا کہاں سے !
اگر اللہ عزّوجل آپ کے ہاتھ پر نہ بھیجے۔

پھر آپؐ نے وضو فرمایا اور تشریف لے گئے اور ایک مرتبہ ایک جگہ اور ایک مرتبہ دوسری جگہ نماز پڑھ کر دعا فرماتے۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں پھر دن کے آخری وقت عثمان آئے اور اجازت طلب کی تو میں نے سوچا کہ اس سے پردہ رکھوں۔ پھر میں کہا یہ شخص مکاثیر صحابہ سے ہے۔ ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے اسے ہمارے پاس بھیجا ہو اس لئے ہو اور اس کے ہاتھوں بہتری ہو جائے تو میں نے اسے کہا اجازت ہے۔
اس نے کہا امی جان ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہاں ہیں ؟
میں نے کہا بیٹا ! آلِ محمدؐ نے چار روز سے کچھ نہیں کھایا۔
اسی اثنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے۔
تو آپؐ کو جو گفتگو ہوئی بتا دی۔
حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ عثمان بن عفان رونے لگے اور کہا دنیا کے لئے پسندیدگی نہیں۔
پھر کہا اے ام المومنین آپ پر جو بیتی ہے اس کا تذکرہ آپ نے مجھ سے

اور عبدالرحمٰن بن عوف اور ثابت بن قیس سے کیوں نہ کیا، جو لوگوں میں زیادہ مال والے ہیں۔
پھر عثمان چلے گئے اور ہمارے ہاں ایک اونٹ پر آٹا، ایک اونٹ پر گندم ایک اونٹ پر کھجوریں اور تین سو درہم نقد بھیج دیئے۔
پھر روٹیاں اور بہت سا شوربہ بھیجا اور کہا کہ آپ لوگ کھائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کھانا تیار کریں یہاں تک کہ آپؐ تشریف لے آئیں۔

ثم اقسم علی ان یکون مثل ھذا الا اعلمتہ۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے اور فرمایا:۔

یاعائشۃ ھل اصبتم بعدی شیئاً ؟
یعنی اے عائشہ کیا میرے بعد تمہیں کوئی چیز پہنچی ہے ؟
میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ جانتے ہیں کہ جب آپ گھر سے تشریف لے گئے تھے تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی اور آپ جانتے ہیں کہ اللہ عزّوجل کبھی آپ کا سوال رد نہیں فرماتا۔
آپ نے فرمایا تمہیں کیا پہنچی ہے۔
میں نے کہا ایسے اور ایسے ایک اونٹ کا بوجھ آٹا اور ایک اونٹ کا بوجھ گندم اور ایسے اور ایسے ایک اونٹ کا بوجھ کھجوریں اور تین سو درہم کی تھیلی اور مصفا کھال روٹیاں اور بہت سا شوربہ۔

آپؐ نے فرمایا، یہ سامان کس نے بھیجا ہے؟

میں نے کہا عثمان بن عفان نے۔ اور بتایا کہ عثمان ہمارے حال پر رو پڑے تھے۔
اور دنیا کی ناپسندیدگی کا اظہار کرتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سنا تو بیٹھنے کی بجائے مسجد میں تشریف لے گئے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر تین مرتبہ فرمایا:۔

اللھم قد رضیت عن عثمان فارض عنہ۔

یعنی الٰہی! میں عثمان سے خوش ہوں تو اس سے خوش ہو جا۔

اس روایت کی تخریج حافظ ابوالقاسم دمشقی نے اربعین میں کی۔

حلوے کا نذرانہ:۔

لیث بن ابی سالم سے روایت ہے اسلام میں سب سے پہلے میٹھا حلوا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنایا۔ جب قافلہ خوراک کا سامان لایا تو انہوں نے شہد میں آٹا ملا کر حلوا بنایا اور حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر بھیج دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو اپنے سامنے رکھ کر اس حلوے کو تناول فرمایا اور اسے پسند کرتے ہوئے فرمایا یہ کس نے بھیجا تھا؟

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! عثمان نے بھیجا تھا۔
آپؐ نے فرمایا۔

اللھم ان عثمان ترضاک فارض عنہ۔

الٰہی! عثمان تیری رضا کا طالب ہے تو اس سے خوش ہو۔

یوسف بن سہل انصاری اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا!

اللھم ارض عن عثمان بن عفان

یعنی الٰہی! عثمان بن عفان سے راضی ہو جا۔

یہ دونوں روایتیں خیثمہ نے فضائل عثمان میں نقل کی ہیں۔

حلوے کا نام خبیص ہے:۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب خوراک کا قافلہ آیا تو اس میں حضرت عثمان بن عفان کے اونٹ تھے جن پر آٹا، گھی اور شہد تھا۔ حضرت عثمان یہ اونٹ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائے تو آپؐ نے ان میں برکت کی دعا فرمائی۔

آپ نے ایک برتن میں گھی، آٹا اور شہد ڈال کر آگ پر رکھا اور حلوا بنا کر فرمایا کھاؤ۔ فارسی میں اس چیز کا نام خبیص ہے۔

اس روایت کی تخریج تمام نے اپنی کتاب فوائد میں اور طبرانی نے معجم میں کی ہے۔

حضرت عثمان کے ہر قسم کے گناہ معاف ہو چکے ہیں:۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے فرمایا:۔

غفر اللہ لك يا عثمان ما قدمت وما آخرت وما اسررت وما اعلنت وما اخفيت وما ابديت وما هو كائن الى يوم القيامة۔

یعنی اے عثمان! اللہ تعالیٰ نے تجھے بخش دیا جو تو نے پہلے کیا اور جو بعد میں کیا اور جو چھپ کر کیا اور جو اعلانیہ کیا اور جو پوشیدگی میں کیا اور جو ظاہر کیا اور جو قیامت تک کرے گا۔

حضرت عثمانؓ سے بغض رکھنے والے کی نماز جنازہ:۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص کے جنازہ پر تشریف لائے تاکہ اُس پر نماز جنازہ پڑھیں مگر آپ نے اُس پر نماز جنازہ نہ پڑھی کسی نے کہا یا رسول اللہ! ہم نے نہیں دیکھا کہ آپ نے اس سے پہلے کسی پر نماز جنازہ نہ پڑھی ہو۔

آپؐ نے فرمایا یہ شخص عثمان سے بغض رکھتا تھا تو اللہ عزوجل اس پر ناراض ہے۔

اس روایت کی تخریج ترمذی اور خلعی نے کی۔

حضرت عثمانؓ کی نماز جنازہ فرشتے پڑھیں گے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے۔

يوم يموت عثمان تصلى عليه ملائكة السماء

یعنی جس روز عثمان فوت ہوں گے ان پر آسمان کے فرشتے نماز پڑھیں گے۔

مَیں نے عرض کی یا رسول اللہ یہ بات عثمان کے ساتھ مخصوص ہے یا عام لوگوں کے لئے ہے۔

آپؐ نے فرمایا عثمان کیلئے خاص ہے۔

اس روایت کی تخریج حافظ دمشقی نے کی اور یہ پہلے وفاتِ عمرؓ کے بیان میں طویل حدیث میں بیان ہو چکی ہے۔

عثمان حضورؐ کے دنیا و آخرت میں ولی ہیں:۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے ہم مہاجرین کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ ان لوگوں میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص بھی موجود تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

لينهض كل رجل منكم الى كفئه

یعنی تم میں سے ہر شخص اپنے کفوء کی طرف اُٹھے۔

پھر حضورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عثمان کی طرف اُٹھے اور اُن سے معانقہ کرتے ہوئے فرمایا اے عثمان تو دُنیا و آخرت میں میرا ولی ہے

اس روایت کی تخریج خجندی نے اربعین میں اور ملاء نے اپنی سیرت میں کی اور اُس سے حافظ ابن عبید بن جابر نے آپ کا یہ قول نقل کیا ہے۔

انت ولی فی الدنیا والآخرۃ۔
یعنی تُو دنیا و آخرت میں میرا وُلی ہے۔

سب سے پہلے کس کا حساب ہوگا۔

حضرت علی ابنِ ابی طالبؓ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کی یا رسُول اللہ قیامت کے دن سب سے پہلے حساب کس کا ہوگا؟
آپؐ نے فرمایا ابوبکر کا۔
مَیں نے پُوچھا ان کے بعد کس کا حساب ہوگا؟
آپؐ نے فرمایا عُمر کا
مَیں نے پوچھا ان کے بعد کس کا حساب ہوگا؟
آپؐ نے فرمایا اُے علی! پھر تمہارا حساب ہوگا۔
مَیں نے کہا یا رسُول اللہ! عثمان کہاں گئے؟
آپؐ نے فرمایا! مَیں نے پردے میں ضرورت بیان کی تو عثمان نے پردے میں ضرورت پوری کر دی، تو مَیں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ قیامت کے دن عثمان کا حساب نہ ہو۔

حضرت عثمان کا حساب نہ ہوگا۔

اس روایت کی تخریج حافظ بن بشران نے کی اور اس مفہوم کی روایت ابن سمان نے موافق میں مزید الفاظ کے ساتھ کی کہ۔

مَیں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! سب سے پہلے حساب کے لئے کسے بُلایا جائے گا؟
آپؐ نے فرمایا مجھے، اور مَیں قیامت کے دن جب تک اللہ چاہے گا اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا رہوں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے گا۔
مَیں نے کہا آپ کے بعد کس کا حساب ہوگا؟
آپ نے فرمایا پھر عمرؓ ابوبکر سے دوگنا وقت کھڑا رہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اُسے بخش دے گا۔
مَیں نے کہا یا رسول اللہ پھر کس کا حساب ہوگا؟
آپؐ نے فرمایا اُے علی! پھر تمہارا حساب ہوگا۔
مَیں نے کہا یا رسُول! عثمان کہاں گئے؟
آپؐ نے فرمایا عثمان حیاؔ دار آدمی ہے۔ مَیں نے اپنے رب سے دُعا مانگی کہ اسے حساب کیلئے نہ کھڑا کیا جائے تو مَیں اس میں سفارش کروں گا۔

الٰہی عُثمان کا حساب پوشیدہ رکھنا۔

ابی امامہ سے روایت ہے کہ مَیں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے سُنا کہ اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کی!
یا رسول اللہ! سب سے پہلے کس کا حساب ہوگا؟
آپؐ نے فرمایا ابوبکر تیرا
مَیں نے پُوچھا پھر کس کا حساب ہوگا؟
آپؐ نے فرمایا عُمر کا

مَیں نے پُوچھا پھر کس کا حساب ہوگا ؟

آپ نے فرمایا علی کا۔

مَیں نے عرض کی عثمان کا حساب ؟

آپ نے فرمایا مَیں نے اپنے ربّ سے دُعا کی کہ عثمان کا حساب مجھے ہبہ کر دے تو اُس کا حساب نہیں ہوگا وہ میرے ذمّہ ہے۔

اس روایت کی تخریج الخجندی نے کی اور کہا کہ حافظ ابوبکر نے دوسری روایت میں کہا کہ آپ نے فرمایا! عثمان نے میری ایک ضرورت پوشیدہ طور پر پُوری کی تو مَیں نے دُعا کی الٰہی! عثمان کا حساب چھپا کر لینا۔

تضاد نہیں :-

اِن دونوں روایتوں میں تضاد نہیں بلکہ پہلی کو اس پر محمول کرنا ہوگا کہ آپ نے دُعا فرمائی کہ عثمان کا حساب لوگوں کے سامنے ظاہر طور پر نہ لیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو عطا کر دیا۔ اور یہ روایت اُس روایت کو شامل ہے جو پہلے حضرت ابوبکرؓ کے حق میں گذری کہ ان کا حساب نہیں لیا جائے گا۔ اور اس روایت حضرت ابوبکر کا یہ کہنا کہ سب سے پہلے کس کا حساب لیا جائے گا، اس سے مراد ہے کہ اوّل کس کا حساب ہوگا اس دلیل کے ساتھ کہ سب سے پہلے زمین شق ہوگی جیسا کہ اُوپر بیان ہوا۔ پھر اُن کا حساب نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم

پہلی خطِ مفصل ہتھیلی :-

ابی سعید مولیٰ ابی سعید انصاری سے روایت ہے کہ مَیں حضرت عثمانؓ کے محاصرہ کے دن اُن کے پاس گیا تو ایک شخص اُن پر تلوار سونت کر کھڑا تھا۔ پھر اُس نے تلوار چلائی تو آپ نے اپنا ہاتھ آگے کر دیا اور آپ کا ہاتھ کٹ گیا۔

حضرت عثمان نے فرمایا !

"خدا کی قسم ! یہ پہلی ہتھیلی خطِ مفصل ہے"۔

اس روایت کی تخریج ابوحاتم نے کی۔

حضرت عثمانؓ کا وہ اعزاز جو ابوبکرؓ و عُمرؓ کو حاصل نہیں :-

حضرت عبدالرحمٰن بن مہدی نے کہا کہ حضرت عثمانؓ کیلئے دو چیزیں ایسی ہیں جو حضرت ابوبکر اور حضرت عُمر کو حاصل نہیں۔

قرآن مجید کا دُرست نسخہ :-

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت حذیفہؓ حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہُوئے اور وہ اہلِ شام کی جنگوں میں شامل تھے اور اہلِ عراق کے ساتھ مل کر اُنہوں نے آذر بائیجان اور آرمینیہ کو فتح کیا تھا تو حذیفہؓ قرأت قرآن میں لوگوں کے اختلاف سے گھبرا گئے۔ چنانچہ اُنہوں نے حضرت عثمانؓ کی خدمت میں عرض کی اے امیرالمومنین اس اُمت کو دیکھیں کہ یہ لوگ یہود و نصاریٰ کے اختلاف کی طرح کتاب میں بھی اختلاف کرتے ہیں۔

حضرت عثمانؓ نے اُمّ المومنین حضرت حفصہؓ کے ہاں پیغام بھیجا ہے کہ وہ ہمیں
قرآن مجید کا وہ نسخہ بھیجیں جو مصاحف میں ناسخ ہو۔ ہم آپ کو بعد میں واپس کر دیں گے
اُمّ المومنین حضرت حفصہؓ نے قرآن مجید کا وہ نسخہ بھیج دیا تو حضرت عثمانؓ
نے حضرت زید بن حارث، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت سعید بن عاص اور حضرت
عبداللہ بن حارث بن ہشام کو حکم دیا کہ وہ اس نسخہ کے مطابق قرآنِ مجید تحریر کریں۔

پھر آپ نے قریش کی جماعت کو فرمایا کہ اگر تم میں اور زید بن ثابت کے درمیان
قرأتِ قرآن کا اختلاف ہو جائے تو قریش کی زبان میں لکھیں۔ کیونکہ قرآن مجید انہی کی
زبان میں نازل ہوا ہے۔

پھر جب قرآن پاک کا نسخہ تحریر ہو گیا تو آپ نے اُمّ المومنین حضرت حفصہؓ کا
نسخہ واپس کر دیا اور اس نسخہ کے مطابق نسخے لکھوا کر بھیج دیئے اور حکم دیا کہ اس کے
علاوہ جو نسخے ہوں انہیں جلا دیا جائے۔

اس روایت کی تخریج بخاری نے کی۔

حضرت عثمانؓ کی دس خوبیاں :-

ابی ثور فہمی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عثمانؓ کو یہ فرماتے سُنا کہ میرے
پروردگار کے ہاں میرے دس اختباء ہیں۔

میں اسلام میں چار میں سے چوتھا ہوں۔

میں نے جیشِ عسرت کے لئے سامان فراہم کیا۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد پر قرآن جمع کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے اپنی بیٹی کا نکاح کیا۔ جب وہ فوت ہو گئیں
تو آپ نے دوسری بیٹی میرے نکاح میں دے دی۔

میں ایسا مالدار نہیں ہوں جو جھوٹ سے مال جمع کرتا ہے۔

میں نے اپنا دایاں ہاتھ کبھی اپنی شرمگاہ کو نہیں لگایا۔ کیونکہ اس سے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی تھی۔

میرے پاس دو بیویاں جمع نہیں ہوئیں مگر میں نے جناب رقیہؓ کو اس میں آزاد رکھا اگر میرے
پاس نہ ہوتی تو اس کے بعد اُسے آزاد کر دیتا۔

میں نے جاہلیت اور اسلام میں کبھی زینت نہیں کی۔

میں نے کبھی چوری نہیں کی۔

حضرت عثمانؓ کی شان میں قرآن :-

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ یہ آیت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں
نازل ہوئی ہے۔

الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ ثم لا
یتبعون ما انفقوا[1]

اور آپ کا دعائے رسولؐ اور تمام رات عبادت کرنے میں اختصاص ہے
چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت حضرت عثمانؓ کے
حق میں نازل ہوئی۔

[1] البقرہ۔ آیت نمبر ۲۶۱

امن ھو قانت اناۃ اللیل ساجدًا و قائمًا یحذر الاخرۃ و یرجو رحمۃ ربہ[1]۔

اس روایت کی تخریج واحد، حاکمی اور فضائلی نے کی۔

محمد بن حاتم سے روایت ہے، کہا کہ میں نے حضرت علیؓ سے سُنا" آپ فرماتے تھے یہ آیت حضرت عثمانؓ کے حق میں ہے۔

ان الذین سبقت لھم منا الحسنیٰ[2]

اس روایت کی تخریج حاکمی نے کی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں یہ آیت حضرت عثمانؓ کے حق میں نازل ہوئی۔

ھل یستوی ھو ومن یامر بالعدل وھو علیٰ صراط مستقیم[3]۔

اس روایت کی تخریج نجار نے کی۔

---

[1] الزمر۔ آیت ۹۔ [2] الانبیاء۔ آیت ۱۰۱ [3] النحل آیت ۷۶

ساتویں فصل

حضرت عثمانؓ کا حضرت عمرؓ کے بعد افضل ہونا

اس فصل کی احادیث اصحابِ ثلاثہ اور اصحاب اربعہ کے باب میں ابنِ عمر وغیرہ کی حدیث سے پہلے گذر چکی ہیں تاہم پھر دیکھیں۔

نزال سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا۔ حضرت عثمانؓ اپنے دَورِ خلافت میں ہم باقی رہنے والوں سے بہتر تھے اور اُن تک کوئی نہیں پہنچتا۔

اس روایت کی تخریج خیثمہ بن سلیمان، قلعی اور صاحب صفوت نے کی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے صحابہ کے مشورہ کے بعد حضرت علیؓ سے کہا کہ میں لوگوں کو دیکھ رہا ہُوں کہ کوئی بھی عثمانؓ کے برابر نہیں تو آپ پر محبّت قائم نہیں ہوگی۔

علی بن موفق کا خواب:۔ علی بن موفق سے روایت ہے کہ میں ایک سرد

رات میں کھڑا تھا اور ٹھنڈا پانی چمک رہا تھا۔ میں نے قبلہ کی طرف منہ کیا اور نماز پڑھی اور ایک ہزار مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھ کر فارغ ہوا تو میری آنکھوں پر نیند کا غلبہ ہوا اور میں سو گیا۔ پھر میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی اور آپ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ قرآن کریم اللہ کا کلام غیر مخلوق ہے ؟

آپؐ نے کوئی جواب نہ دیا اور خاموش رہے۔

میں نے کہا یا رسول اللہ ! القدر خیرہ و شرہ میٹھا اور کڑوا ہے ؟

آپؐ پھر بھی خاموش رہے۔

میں نے کہا یا رسول اللہ ! ایمان قول و عمل ، طاعت کے ساتھ زیادہ اور معصیت کے ساتھ کم ہوتا ہے ؟

آپؐ پھر بھی خاموش رہے۔

میں نے کہا یا رسول اللہ ! حضرت عمرؓ حضرت ابوبکرؓ کے بعد ہیں۔ پھر میں حضرت عثمانؓ کے بارے میں عرض کرنا چاہتا تھا کہ مجھے ان سے حیا آتی ہے اور میں نے کہا حضرت علی حضرت عمرؓ کے بعد ہیں ؟

آپؐ نے فرمایا ! عمرؓ کے بعد عثمانؓ ، ان کے بعد علی اور پھر فرمایا عمرؓ کے بعد عثمانؓ اور پھر علی۔

پھر آپؐ نے میرا بازو پکڑ کر فرمایا اے علی بن الموفق رات کو جاگنا میری سنت ہے۔ پھر میں بیدار ہو گیا۔

اس روایت کی تخریج حافظ سلفی نے کی۔

آٹھویں فصل

حضور سالتمآب حضرت عثمانؓ کیلئے جنت کی گواہی دیتے ہیں

اس فصل کی احادیث عشرہ مبشرہ اور اصحاب اربعہ کے باب میں گذر چکی ہیں۔ اصحاب ثلاثہ کے بارے میں حدیث ابو موسیٰ ، حدیث انس ، حدیث عائشہ حدیث زید بن ارقم ، حدیث عبد الرحمٰن بن عوف اور حدیث سعید بن زید ، اور خصائص کی فصل میں زید بن اسلم اور طلحہ بن عبد اللہ کی حدیث خصائص عثمان میں پہلے بیان ہو چکی ہے جس میں ہے کہ آپ جنت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت میں ہوں گے۔

عبداللہ بن حوالہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :۔

یهجمون علی رجل یبایع الناس مدثر ببرد من اهل الجنة

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب اُن سے حضرت عثمانؓ کے بارے میں پوچھا گیا تو اُنہوں فرمایا :۔

" عثمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد ہیں ، آپ کی دو بیٹیاں اُن کی زوجیت میں آئیں اور اُن کا گھر جنت میں ہے ۔

اِس روایت کی تخریج سمان نے موافقت میں کی ۔

عثمان جنت میں ہیں :۔

حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر چڑھے اور پھر جب اُترے تو فرمایا :۔

" عثمان فی الجنة " یعنی عثمان جنت میں ہیں ۔

اس روایت کی تخریج حاکمی نے کی ۔

جنّتی سے بُغض رکھنے والا :۔

عبداللہ بن ظالم سے روایت ہے کہ سعید بن زبیر کے پاس ایک شخص نے آکر کہا میں عثمان سے زیادہ بُغض رکھتا ہوں کہ کسی اور چیز سے اِتنا بُغض نہیں رکھتا ۔

اُنہوں نے کہا وہ شخص کتنا بُرا ہے جو جنّتی انسان سے بُغض رکھتا ہے ۔

اِس روایت کی تخریج احمد نے مناقب میں کی ۔

عقبہ بن عامر جہنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں معراج کی شب جنّت عدن میں داخل ہُوا تو میرے ہاتھ میں ایک سیب آگیا ۔

اُس کی آنکھوں پر نور کے پَر ہیں ۔

مَیں نے کہا تو کس کے لئے ہے ؟

اُس نے کہا آپ کے بعد آنے والے خلیفہ عثمان بن عفان کے لئے ۔

اس روایت کی تخریج خیثمہ بن سلیمان نے کی اور حاکمی نے مزید روایت بیان کی کہ اُس حُور نے کہا آپ کے بعد شہید ہونے والے خلیفہ کے لئے ۔

اور ملاء نے حضرت انس سے روایت بیان کی اور اس کے الفاظ یہ ہیں کہ :۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں جنّت میں داخل ہوا تو جبریل نے مجھے سیب دیا پھر آپ نے باقی مضمون کی حدیث بیان کی اور فرمایا کہ اس حُورِ عین نے کہا کہ مَیں ظلماً شہید کئے گئے مظلوم خلیفہ عثمان کے لئے ہوں اور یہ لفظ نہیں کہے کہ آپ کے بعد آنے والے خلیفہ کے لئے ۔

حضرت عثمان کے جنّت کو واجب کرنیوالے کام

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپ نے بئر رومہ اور مسجد نبوی کی توسیع کے لئے زمین خریدی ۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی حسین سے روایت ہے کہ حضرت عثمان غنی رضؓ نے ایک شخص سے ایک احاطہ خرید کیا تو اُس نے پھر دوبارہ کہا کہ مجھے اس کے دس ہزار درہم دیں۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی طرف دیکھا تو اُنہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا ہے آپ نے فرمایا

ان اللہ عزوجل ادخل الجنۃ رجلاً کان سمحاً
بائعاً ومبتاعاً و قاضیاً و مقتضیاً۔

پھر کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنی ہوئی بات آپ پر دس ہزار مزید ادا کرنا واجب کرتی۔

اس روایت کی تخریج ابوالخیر حاکمی نے کی۔

نویں فصل

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سابقون الاولون صحابہ میں سے تھے اور آپ نے دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی اور دو ہجرتیں فرمائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دو بیٹیاں آپ کے حبالۂ عقد میں آئیں۔ وہ اہلِ بدر اور بیعتِ رضوان والوں میں شامل نہ ہونے کے باوجود اُن میں شمار ہوتے ہیں جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔

اور یہ اُن صحابہ میں سے ایک ہیں جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے وصال کے وقت خوش تھے۔

پہلے بیان ہوا ہے کہ عشرہ مبشرہ کے علاوہ کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے احادیث حراءِ اور اصحاب ثلاثہ کے بارے میں آنے والی احادیثِ اُحد و ثبیر میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کے لقب

سے ملقّب کیا۔

حضرت عثمان حق وہدایت پر تھے :۔

کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عنقریب بپا ہونے والے بہت بڑے فتنہ کا ذکر فرمایا۔ پھر ایک شخص سر پہ رُومال باندھے گذرا تو آپ نے فرمایا۔

ھٰذا یومئذٍ علی الحق یعنی یہ شخص اُس روز حق پر تھا۔

پھر حضرت عثمانِ غنی کا بازو پکڑ کر لایا گیا اور عرض کی یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، وہ شخص یہ ہے۔

آپ نے فرمایا ہاں!

اسی مفہوم کی حدیث ترمذی نے مرہ بن کعب البنہری سے نقل کی اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

"یہ اس روز ہدایت پر ہوگا اور حضرت عثمان کی جانب کھڑے ہو کر آپ نے اس کے مابعد کا ذکر کیا۔"

ترمذی نے کہا حدیث حسن صحیح ہے۔

مرہ بن کعب البھزی سے روایت ہے کہ ہم مدینہ منورہ کے ایک راستے میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے تو آپ نے فرمایا

کیف تصنعون فی فتنۃ تثور فی اقطار الارض کانھا صیاصی کفر

لوگوں نے کہا یا رسُول اللہ! کس کے ساتھ ہوگا؟

آپ نے فرمایا!

علیکم بھذا و اصحابہ او اتبعوا ھٰذا او اصحابہ

پھر لوگ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کی خدمت میں لائے اور عرض کی یا رسول اللہ وہ یہ ہیں؟

آپؐ نے فرمایا ہاں!

اس روایت کی تخریج ابوحاتم اور احمد نے کی۔

فتنہ واختلاف کی پیشگوئی :۔

ابی حبیبہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے سُنا کہ حضرت عثمانِ غنیؓ نے محصور ہونے کے دنوں لوگوں سے بات کرنے کی اجازت لیکر فرمایا! میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا۔

انھا تکون فتنۃ واختلاف او اختلاف و فتنۃ

کہ یہ فتنہ اور اختلاف یا اختلاف اور فتنہ ہوگا۔

ہم نے عرض کی یا رسُول اللہ ہمارے لئے کیا حکم ہے؟

آپؐ نے حضرت عثمان بن عفان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا یہ اور اس کے ساتھی تم پر امین ہیں۔

اس روایت کی تخریج قزوینی حاکمی نے کی۔

حضرت عثمانؓ امینِ اُمّت :-

کعب سے روایت ہے، کہا کہ مجھے اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اللہ کی کتاب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی ہے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں، حضرت عمر فاروقؓ ہیں اور حضرت عثمان غنیؓ امین ہیں۔ تو اے معاویہ اس اُمت کے معاملہ میں اللہ کو یاد رکھو۔

پھر دوسری آواز دی کہ یہ کتاب اللہ کی طرف سے نازل ہوئی اور پھر تیسری مرتبہ اس کا اعادہ کیا۔

اس روایت کی تخریج انصاری نے کی۔

حضرت عثمان میدانِ محشر میں کیسے آئیں گے :-

زید بن ابی اوفیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحابہ کے درمیان بھائی چارے کی حدیث کے ضمن میں روایت بیان کرتے ہیں کہ اس میں ہے پھر آپ نے حضرت عثمان کو بلایا اور فرمایا، اے ابا عمرو قریب آؤ، اے ابا عمرو قریب آؤ۔ حضرت عثمان آپ کے قریب ہوتے گئے یہاں تک کہ ان کا کندھا آپ کے کندھے سے مل گیا۔ آپ نے آسمان کی طرف دیکھ کر تین مرتبہ فرمایا سبحان اللہ۔

پھر آپ نے حضرت عثمان کی طرف دیکھا اور اُن کی چادر کو ہاتھ پہ رکھ کر فرمایا :-

مَیں نے تیری چادر تیری گردن پر رکھ دی۔

پھر فرمایا اے ابا عمرو ! تیری اہلِ آسمان میں بڑی شان ہے تم میرے حوض پر آؤ گے اور تمہاری شہ رگ سے خون بہہ رہا ہوگا، میں پوچھوں گا تمہارے ساتھ یہ کس نے کیا ہے ؟

تم کہو گے فلاں اور فلاں نے۔ اور یہ کلام جبرئیل کا ہے۔

ابو الخیر حاکمی نے اسی قدر نقل کیا ہے جبکہ ابو القاسم دمشقی نے مواخات کی پوری حدیث نقل کی ہے جو عشرہ مبشرہ کے باب میں پہلے نقل ہو چکی ہے۔

چچا زاد بھائی پر حد لگوا دی :-

عبد اللہ بن عدی بن خیار بن مسور بن مخرمہ نے کہا کہ اُس سے عبد الرحمٰن بن اسود بن عبد یغوث نے کہا تم حضرت عثمان سے اُن کے بھائی ولید کی بات کیوں نہیں کرتے جبکہ اکثر لوگ اس سے ناخوش ہیں۔

پھر جب حضرت عثمان نماز کے لئے تشریف لائے تو مَیں نے کہا مجھے آپ سے ایک کام ہے اور اُس میں آپ ہی کی بھلائی ہے۔

حضرت عثمان نے کہا اے شخص تجھے اللہ کی پناہ !

پھر مَیں واپس آگیا تو حضرت عثمانؓ کا آدمی مجھے بلانے آگیا۔ مَیں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا، ہاں ! بتاؤ وہ بھلائی کی کیا بات ہے؟ مَیں نے کہا ! اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور آپ پر کتاب نازل فرمائی اور آپ اُن میں سے ہیں جنہوں نے اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم مانا۔ آپ نے دو ہجرتیں کیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رہے اور آپ کے

اندر از راہِ ہدایت کا مشاہدہ کیا ہے جبکہ بہت سے لوگ ولید کے بارے میں باتیں کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا! تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہے؟

میں نے کہا نہیں! مگر آپ کی وہ باتیں مجھ تک پہنچ گئی ہیں جو ایک پردہ نشین کنواری عورت تک کو پہنچ چکی ہیں۔

حضرت عثمان نے فرمایا، امابعد! یقیناً اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور میں بھی آپ پر ایمان لایا اور اللہ اور اس کے رسولؐ کے اطاعت گذاروں میں تھا۔ جیسا کہ تم نے کہا میں نے دو ہجرتیں کی ہیں۔

میں نے آپؐ کی بیعت کی اور خدا کی قسم نہ میں نے کبھی آپؐ کی نافرمانی کی اور نہ ہی کبھی آپؐ کو دھوکہ دیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو وفات دے دی۔

پھر حضرت ابوبکرؓ سے بھی میرا ایسا ہی معاملہ رہا اور پھر حضرت عمرؓ کی بھی اسی طرح میں نے اطاعت کی۔ پھر مجھے خلافت حاصل ہوگئی تو کیا خلافت کا جو حق اُن لوگوں کو حاصل تھا مجھے حاصل نہیں؟

میں نے کہا کیوں نہیں! آپ کو وہی حق حاصل ہے۔

حضرت عثمان نے فرمایا! تو پھر وہ کیسی باتیں ہیں جو مجھے تم سے پہنچ رہی ہیں؟

تاہم ولید کے بارے میں جو تم کہتے ہو ہم انشاءاللہ اُس کو اس میں پکڑیں گے۔

پھر آپ نے حضرت علیؓ کو بُلا کر فرمایا! ولید کو کوڑے لگائیں تو اُنہوں نے اُسے حد کے تحت اَسّی کوڑے لگائے۔

حصین بن منذر سے روایت ہے کہ جب ولید بن عقبہ شراب پی کر حضرت عثمانؓ کی طرف آیا تو حضرت عثمان نے حضرت علی سے کہا باوجود اس کے کہ یہ میرا عم زاد بھائی ہے اس پر حدّ قائم کریں۔ چنانچہ اُسے چالیس کوڑے لگائے گئے۔

حضرت عُثمان کی چھینک :-

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان حضورِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ اُنہیں چھینک آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

اَے عثمان کیا تمہیں خوشخبری دُوں؟

حضرت عثمانؓ نے عرض کی! ہاں یا رسول اللہ۔

آپؐ نے فرمایا!

"یہ جبریلؑ جو مجھے اللہ عزّ وجلّ کی خبر دے رہے ہیں کہ جسے چھینک آئے اور تین چھینکیں آئیں تو اُس کے دل میں ایمان ثابت ہے"

اس روایت کی تخریج ابوالخیر حاکمی نے کی اور کہا اس سے مراد یہ ہے کہ جسے تین چھینکیں آئیں اور وہ حضرت عثمان کی طرح حیاء و ایقان کے مقام پر ہو۔

میں کہتا ہوں یہ حکم اُس تک نہیں پہنچتا بلکہ اگر حدیث صحیح ہے تو اس کا ظاہر عموم پر ہے اور یہ تخصیص مومنوں کے لئے ہوگی۔

حضرت عثمان ستّر ہزار افراد کی سفارش کریں گے :۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :۔

يشفع عثمان يوم القيامة فى سبعين الفاً عند الميزان من امتى ممن استوجبوا النار ۔

یعنی عثمانؓ قیامت کے دن میزان کے وقت میری اُمت کے ستّر ہزار ایسے افراد کی سفارش کریں گے جن پر جہنم واجب ہو چکا ہو گا۔

ابی امامہ باہلی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

يدخل بشفاعة رجل من امتى الجنة مثل احد الحيين ربيعة و مضر ۔

یعنی میری اُمت کے ایک شخص کی شفاعت سے ربیعہ اور مضر کے قبیلوں کی لاتعداد لوگ جنت میں جائیں گے ۔

بعض نے کہا یہ شخص عثمان بن عفان ہوں گے ۔

دونوں روایتیں ملا نے اپنی سیرت میں نقل کیں ۔

حسن سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :۔

يشفع عثمان يوم القيامة فى مثل ربيعة و مضر

یعنی حضرت عثمان قیامت کے دن ربیعہ و مضر قبیلوں کی مثل میں شفاعت

کریں گے ۔

اس روایت کی تخریج حاکمی قزوینی نے کی ۔

حضرت خلیلؑ کے مشابہ :۔

مسلم بن یسار سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کی طرف دیکھ کر فرمایا :۔

شبيه بابراهيم عليه السلام وان الملائكة لتستحى منه ۔

یعنی یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مشابہ ہے اور فرشتے اس سے حیاء کرتے ہیں ۔

اس روایت کی تخریج ذہبی نے مختلعی میں اور بغوی نے فضائل میں کی ۔

اور پہلے متعدد مناقب میں بیان ہوا کہ حضرت عثمانؓ ، حضرت ہارونؑ کے مشابہ ہیں تو احتمال ہے کہ فرشتوں کے ان سے حیاء کرنے کی وجہ سے حضرت ابراہیمؑ کے مشابہ ہوں یا بعض صفات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اور بعض صفات میں حضرت ہارون علیہ السلام کے مشابہ ہوں ۔

حضرت عثمانؓ کی نگاہ بصیرت :۔

روایت ہے کہ ایک شخص حضرت عثمان غنیؓ کے پاس آیا اور ایک اجنبی عورت

کو دیکھنے لگا۔

حضرت عثمان نے اس کی طرف دیکھا تو تعجب سے فرمایا :۔

ہاں ! تم میں ایک شخص میرے پاس آیا ہے ۔ جس کی آنکھوں میں زنا کا اثر ہے ؟

اُس شخص نے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد وحی آنے لگی ؟

حضرت عثمان نے فرمایا نہیں ! بلکہ قولِ حق اور فراست صدق ہے ۔

اس روایت کی تخریج ملاء نے اپنی سیرت میں کی ۔

دشمنِ عثمانؓ کی سزا :۔

نافع سے روایت ہے کہ جہجاہ غفاری نے حضرت عثمانؓ کا عصا لیکر اُن کے کندھے پر توڑ دیا تو اُس کے پاؤں کو گوشت خور مرض نے پکڑ لیا ۔

دشمنانِ عثمانؓ کی بربادی :۔

ابی قلابہ سے روایت ہے میں شام میں دوستوں کے ساتھ تھا ایک شخص کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا : یا ویلاہ النار

میں نے اُٹھ کر دیکھا کہ ایک شخص ہے جس کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہیں اور دونوں پاؤں ران تک کٹے ہوئے ہیں اور دونوں آنکھیں اندھی

اور چہرہ ٹیڑھا ہے ۔

میں نے اُس سے پوچھا تیرا یہ حال کیسے ہوا ؟

اس نے کہا ! بلوہ کے دنوں میں میں حضرت عثمانؓ کے گھر کے اندر داخل تھا جب میں اُن کے قریب ہوا تو اُن کی بیوی نے چیخ ماری ۔ میں نے اُن کے منہ پر تھپڑ مار دیا ۔ اس کے ساتھ ہی مجھے بجلی کی کڑک نے پکڑ لیا ۔ میں وہاں سے بھاگتا ہوا نکل آیا تو میرا یہ حال ہو گیا جو تم دیکھ رہے ہو ۔ اور وہ صرف آگ کو پکارتا تھا ۔ میں نے اُس سے کہا کہ دُور ہو جا ! اور وہ دُور ہٹ گیا ۔

یہ دونوں روایتیں ملاء نے اپنی سیرت میں نقل کی ہیں ۔

قبر کی جگہ بتا دی :۔

مالک سے روایت ہے کہ حضرت عثمان گھاس کے ایک قطعہ پر سے گذرے تو آپ نے فرمایا کہ عنقریب یہاں ایک صالح شخص دفن ہوگا تو وہاں پر پہلے حضرت عثمان ہی دفن ہوئے ۔

اس روایت کی تخریج قلعی نے کی ۔

سُنّتِ رسول کا اہتمام :۔

عبدالرحمٰن بن یزید سے روایت ہے کہا کہ میں ابنِ مسعود کے ساتھ عرفات سے نکل کر مزدلفہ میں آیا اور مغرب و عشاء کی نماز دونوں کی اذان و اقامت کے

ساتھ ادا کی اور سو گئے۔ جب کسی نے کہا کہ فجر ہو گئی تو فجر کی نماز ادا کی۔ پھر کہا کہ یہ دونوں نمازیں ہم نے اُن کے وقت سے آخر پر اُسی جگہ ادا کیں جہاں مغرب پڑھی تھی۔ کیونکہ لوگ یہاں رات کا کچھ حصہ گذارتے ہیں اور پھر فجر اِس وقت میں ادا کرتے ہیں۔

پھر ٹھہر کر چلے تو کہا! امیر المومنین کو یہ طریقہ پہنچا ہے تو وہ پہنچ جائیں گے کہا کہ عبداللہ ابھی فارغ نہیں ہوا تھا کہ حضرت عثمان پہنچ گئے۔

حضرت عثمان کی نمازِ کسوف :۔

ابی شریح خزاعی سے روایت ہے کہا حضرت عثمان بن عفانؓ کے زمانہ میں سورج گرہن لگا اور عبداللہ بن مسعودؓ مدینہ منورہ میں تھے۔

کہا کہ حضرت عثمانؓ لوگوں کے ساتھ نکلے اور نمازِ کسوف کی دو رکعتیں ادا کیں اور ہر رکعت میں دو سجدے ادا کئے۔ پھر واپس آ کر اپنے گھر میں تشریف لے گئے اور عبداللہ بن مسعود اُمّ المومنین عائشہ صدیقہؓ کے حُجرہ کی طرف بیٹھ گئے۔ اور ہم لوگ عبداللہ کی طرف بیٹھ گئے تو اُنھوں نے کہا :۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورج گرہن اور چاند گرہن کے وقت نماز کا حکم فرماتے تھے تو جب تم سورج گرہن اور چاند گرہن کو دیکھو تو نماز کے لئے نکلو کیونکہ تم ڈرائے جانے کے وقت غفلت میں نہیں ہوگے اور اگر تمہیں نہیں ڈرایا گیا ہوگا تو جب بھی تمہیں

بھلائی پہنچے گی تو اُس سے اکتساب کرو گے۔

اس روایت کی تخریج احمد نے کی۔

وتر میں قرآن :۔

۱۔ محمد بن سیرین نے کہا کہ حضرت عثمان پوری رات میں ایک رکعت نماز ادا کرتے اور اُس ایک رکعت میں پورا قرآن ختم فرماتے۔

۲۔ محمد بن سیرین ہی سے روایت ہے کہ حضرت عثمان کی بیوی نے کہا کہ جب لوگ اُن کو قتل کرنے کیلئے اُن کے گھر کے چکر کاٹ رہے تھے وہ پوری رات قیام فرما کر ایک رکعت میں پورا قرآن مجید ختم کرتے تھے۔

حضرت عثمانؓ کا قیام اللّیل :۔

عثمان بن عبدالرحمٰن تیمی سے روایت ہے کہا کہ میں نے کہا کہ رات مقام میں ضرور غلبہ کرتی ہے۔ پھر جب ہم رات کا کچھ حصہ قیام کرتے تو اپنی جگہ سے نکل جاتے اور پھر دوبارہ اپنی جگہ پہ کھڑے ہوتے۔ مگر ہمارے درمیان حضرت عثمان بن عفان ایک ایسے شخص ہیں جو نماز کی رکعت سورہ فاتحہ سے شروع کرتے ہیں اور ختم قرآن یعنی والناس تک پہنچ جاتے ہیں۔ پھر رکوع و سجود کرتے ہیں پھر اپنی نعلین پکڑ لیتے ہیں تو میں نہیں جانتا کہ اس سے پہلے نماز میں کچھ پڑھ چکے ہیں یا نہیں۔ یعنی آپ ایک رکعت میں رات کو پورا قرآن مجید ختم کرتے ہیں مگر تھکن کے

آثار ظاہر نہیں ہوتے۔

اس روایت کی تخریج ملا اور حاکمی نے کی۔

حضرت عثمانؓ صائم الدہر تھے:۔

۱۔ حضرت عثمان کی ایک کنیز سے روایت ہے کہ حضرت عثمان غنی صائم الدہر تھے

اس روایت کی تخریج ابو عمر اور صاحبِ صفوت نے کی۔

۲۔ زبیر بن عبداللہ اپنی دادی سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے کہا حضرت عثمان صائم الدہر تھے اور قائم اللیل تھے مگر رات کے پہلے حصے میں سو لیتے تھے۔

اس روایت کی تخریج صفوت میں کی گئی۔

قیام میں ختمِ قرآن:۔

عبدالرحمٰن بن عثمان تیمی سے روایت ہے کہا کہ رات مقام پر ضرور غلبہ کرتی ہے۔ جب غلبہ ہوا تو میں کھڑا ہو گیا۔ جب میں کھڑا ہوا تو سر پہ رومال باندھے ہوئے ایک شخص نے میری جگہ کو تنگ کر دیا۔ جب میں نے اُس پر نگاہ ڈالی تو وہ حضرت عثمان بن عثمان تھے تو میں نے اپنا قیام مؤخر کر دیا۔

پھر میں نے دیکھا کہ وہ قرآن کے سجدوں کے مقام پر سجدہ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ فجر ہو گئی تو اُنہوں نے اپنا وتر پورا کیا اور اس کے علاوہ کوئی رکعت نہ پڑھی۔ پھر وہ تشریف لے گئے۔

اس روایت کی تخریج شافعی نے اپنی مُسند میں کی۔

شانِ عثمانؓ بزبانِ عثمانؓ:۔

ابو ثور فہمی سے روایت ہے کہا کہ میں حضرت عثمان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پھر آپ کے پاس اہلِ مصر کا وفد آیا۔ میں وہاں سے چلا آیا۔ جب وفد واپس چلا گیا تو میں پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

حضرت عثمانؓ نے مجھے فرمایا تُو نے ان اہلِ مصر کو کیسا دیکھا؟

میں نے کہا میں نے ان کے چہروں پر شر دیکھا ہے۔

ان لوگوں پر امیر ابن عدیس بلوی تھا۔ وہ منبرِ رسولؐ پر چڑھا۔ پھر اُن کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھی اور خطبے میں حضرت عثمانؓ کی تنقیص کی۔

میں نے حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر ابنِ عدیس کے بارے میں بتایا تو آپ نے فرمایا خدا کی قسم! ابن عدیس جھوٹ بکتا ہے۔

اگر یہ ایسی باتیں نہ کرتا تو میں یہ ذکر نہ کرتا۔ خدا کی قسم میں پہلے چار اسلام لانے والوں میں سے ایک ہوں۔

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے حبالۂ عقد میں اپنی بیٹی کو دیا جب وہ فوت ہو گئیں تو آپؐ نے اپنی دوسری بیٹی کو میرے نکاح میں دے دیا۔ میں نے دورِ جاہلیت اور اسلام کے زمانہ میں نہ زینت کی اور نہ ہی کبھی چوری کی۔

میں نے جب سے اسلام قبول کیا ہے نہ کبھی مال جمع کیا اور نہ ہی کبھی مالِ دُنیا کی تمنّا کی ہے۔

میں نے جب سے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی ہے

کبھی اپنا دایاں ہاتھ اپنی شرم گاہ کو نہیں لگایا۔

میں نے قرآن مجید کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کے مطابق جمع کیا۔

میں جب سے اسلام لایا ہوں ہر جمعہ کے دن ایک غلام آزاد کرتا ہوں اگر ایک جمعہ کے دن غلام آزاد نہیں کر سکا تو دوسرے جمعہ کو دو غلام آزاد کرتا رہا ہوں۔

اس روایت کی تخریج رازی اور فضائلی نے کی۔

غلّہ کے ایک ہزار اونٹ راہ خدا میں :-

اس سے قبل حضرت عثمانؓ کے خصائص میں ان کے صدقات کے سلسلہ میں ان سے بھی بڑی بڑی باتیں بیان ہو چکی ہیں۔

تاہم حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں قحط پڑا تو حضرت ابوبکرؓ نے لوگوں سے کہا:-

"تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس قحط سے نجات دے گا۔"

پھر جب اگلا دن ہوا تو ان کے پاس خوشخبری دینے والا آگیا کہ حضرت عثمانؓ کے پاس گندم اور سامانِ خوراک کے ایک ہزار اونٹ آرہے ہیں۔

کہا کہ پھر حضرت عثمان غنیؓ کے پاس گندم اور دیگر اشیائے خوردنی کے ایک ہزار اونٹ آئے تو اگلے روز تاجر لوگ حضرت عثمانؓ کے ہاں پہنچ گئے

اور اُن کے دروازہ پر دستک دی۔

حضرت عثمانؓ اُن لوگوں کے پاس تشریف لائے تو اُن لوگوں میں وہ غلام بھی تھا جسے آپ نے آزاد کیا تھا۔

آپ نے اُن سے پوچھا تم لوگ کیا چاہتے ہو؟

اُنہوں نے کہا ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ کے گندم اور دیگر اشیاء خوردنی کے ایک ہزار اونٹ آئے ہیں آپ وہ ہمیں فروخت کر دیں تاکہ مدینہ منوّرہ کے ضرورت مندوں پر رزق کی وسعت ہو جائے۔

حضرت عثمانؓ نے اُنہیں فرمایا: اندر آجاؤ۔ وہ لوگ اندر آگئے تو ایک ہزار اونٹ کا بوجھ گندم وغیرہ کی صورت میں آپ کے گھر میں پہنچ چکا تھا آپ نے ان سے پوچھا کہ تم ملک شام کے نرخوں کے مطابق کیا نفع دو گے؟

اُنہوں نے کہا دس روپے کے چودہ روپے دیں گے یعنی دس روپے پر چار روپے منافع دیں گے۔

آپ نے فرمایا مجھے زیادہ ملتا ہے۔

اُنہوں نے کہا دس کے پندرہ دے دیں۔

آپ نے فرمایا مجھے اس سے زیادہ منافع مل رہا ہے۔

اُنہوں نے کہا مدینہ کے تاجر ہم ہیں آپ کو کون زیادہ نفع دے رہا ہے؟

آپ نے فرمایا مجھے ایک روپیہ پر دس روپے منافع مل رہا ہے تم اس سے زیادہ دو گے؟

اُنہوں نے کہا نہیں! ہم اتنا منافع نہیں دے سکتے۔

آپؓ نے فرمایا اے تاجروں کی جماعت! اس پر گواہ ہو جاؤ کہ میں نے

یہ تمام اشیاء خوردنی مدینہ منوّرہ کے ضرورت مندوں کے لئے صدقہ کردی ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں رات کو سوگیا تو میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔ آپؐ نے نور کی چادر پہن رکھی تھی اور آپؐ کے ہاتھ مبارک میں نور کی چھڑی اور پاؤں مبارک میں نعلین تھی۔

میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان یا رسول اللہ! آپ کی طرف میرا اشتیاق بڑھتا جاتا ہے۔

آپؐ نے فرمایا! میں جلدی میں ہوں۔ عثمان نے ایک ہزار اونٹ کے بوجھ گندم وغیرہ کا صدقہ کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے عثمان اور اُس کی بیوی کے لئے دو حجلہ ہائے عروسی مقرر فرمائے ہیں۔ میں عرس عثمان کی طرف جارہا ہوں۔

اس روایت کی تخریج ملاء نے اپنی سیرت میں کی۔

فقراء جیسی خوراک:۔

شرحبیل بن مسلم سے روایت ہے کہا حضرت عثمانِ غنیؓ لوگوں کو امراء کا کھانا کھلاتے اور خود زیتون کا تیل اور فقراء کا کھانا استعمال کرتے۔

اس روایت کی تخریج صاحب صفوت، ملاء اور فضائلی نے کی۔

ردائے فقر:۔

عبداللہ بن شداد سے روایت ہے کہا کہ میں نے حضرت عثمانؓ کو اُن کے دورِ خلافت میں دیکھا۔ آپ جمعۃ المبارک کا خطبہ ارشاد فرمارہے تھے اور آپ کے اُوپر جو کپڑا تھا وہ چار یا پانچ درہم کا تھا۔ "خرجہ، ملاء"

حسن سے روایت ہے کہ اُن سے ایک شخص نے حضرت عثمانؓ کی ردا کے بارے میں پُوچھا کہ کیسی تھی؟

کہا، بہت معمولی اور گھٹیا۔

پُوچھا، اُس کی قیمت کیا ہوگی؟

کہا! آٹھ درہم

پُوچھا اُن کی قمیص کیسی تھی؟

کہا، سُنبل کی

پُوچھا اُس کی کیا قیمت ہوگی؟

کہا آٹھ درہم

کہا آپ کی نعلین کیسی تھی؟

کہا، ایڑی کی طرف سے اُونچی ہوتی اور آپ کے پنجے کا درمیانی حصّہ زمین پر نہ لگتا تھا، اور اُسے تسموں سے باندھ رکھا ہوتا۔

اس روایت کی تخریج بغوی نے اپنی معجم میں کی۔

ایک روایت میں مزید اُن کے تہبند کے بارے میں پوچھا گیا تو کہا:۔ وہ پاجامہ پہنتے تھے۔

غلاموں کو قصاص دیتے تھے:۔

ابی فرات سے روایت ہے کہا کہ حضرت عثمانؓ نے اپنے غلام کو فرمایا میں نے

ایک مرتبہ تیرا کان مسلا تھا مجھ سے اس کا قصاص لے لے ۔ تو اُس نے آپ کا کان پکڑ لیا۔ آپ نے فرمایا ذرا زور سے مَسل ۔ مجھے آخرت کی بجائے دنیا میں قصاص اور بدلہ دینا پسند ہے ۔

اس روایت کی تخریج ابن سمان نے الموافقت میں کی ۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر میں جنت اور دوزخ کے درمیان ہوا اور مجھے معلوم نہ ہوا کہ دونوں میں سے کدھر جانے کا حکم ہو گا تو میں اس کا علم ہونے سے پہلے ہلاک ہو جاؤں گا کہ مجھے دونوں میں سے کدھر جانا ہے ۔

اس روایت کی تخریج ملا نے کی ۔

ایامِ محاصرہ میں استقامت :-

حماد بن زید سے روایت ہے کہا ! اللہ تعالیٰ امیر المومنین عثمان پر رحم فرمائے اُن کا چالیس سے زیادہ دن محاصرہ رہا۔ آپ سے کوئی ایسی بات ظاہر نہیں ہوئی جس میں بدعتی کے لئے حجت ہوتی ۔

اس روایت کی تخریج فضائلی نے کی ۔

دورِ خلافت میں آپ کی سادگی :-

۱ ۔ حسن سے روایت ہے میں نے حضرت عثمان کو مسجد میں سوئے ہوئے دیکھا آپ کی چادر آپ کے سر کے نیچے تھی کہ ایک شخص آیا اور آپ کے پاس بیٹھ گیا پھر ایک اور شخص آیا اور وہ بھی آپ کے پاس بیٹھ گیا۔ گویا آپ انہیں میں سے ایک ہوں ۔

اس روایت کی تخریج صفوت میں کی گئی ۔

۲ ۔ انہی الفاظ و معانی کی روایت خیثمہ نے بیان کی ہے ۔ اُنہوں نے کہا میں نے امیر المومنین حضرت عثمان لحاف لئے مسجد میں سوئے ہوئے دیکھا اور آپ کے ارد گرد کوئی بھی نہیں تھا حالانکہ آپ امیر المومنین تھے ۔

اس روایت کی تخریج ملا نے کی ۔

۳ ۔ اور یہ روایت ان الفاظ سے بھی بیان کی جب حضرت عثمانؓ سو کر اُٹھے اور پھر کھڑے ہوتے تو آپ کے پہلو میں زمین کی کنکریوں کے نشانات تھے تو لوگوں نے کہا یہ امیر المومنین ہیں ۔

حضرت عثمانؓ کی توبہ :-

علقمہ بن وقاص سے روایت ہے کہ حضرت عثمان لوگوں کو خطاب فرما رہے تھے ۔ عمرو بن عاص نے کھڑے ہو کر کہا ! اے عثمان آپ لوگوں کی گردنوں پر سوار ہیں ۔ آپ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کریں گے تو لوگ بھی ضرور توبہ کریں گے ۔

حضرت عثمانؓ نے اُسے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ، اے نابغہ کے بیٹے تُو یہاں ہے ؟

پھر آپ نے قبلہ کی طرف رُخ کیا اور دونوں ہاتھ اُٹھا کر کہا میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں توبہ کرتا ہوں ۔

یا اللہ ! میں تیری طرف پہلا توبہ کرنے والا ہوں ۔

اس روایت کی تخریج قلعی نے کی ۔

برائی کو روکنا:۔

سلیمان بن موسیٰ سے روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ کو کچھ لوگوں کے برائی میں مبتلا ہونے کا پتہ چلا تو آپ اُن کے پاس گئے تو اُنہیں اس امرِ قبیح میں مبتلا پایا۔ اُن لوگوں نے آپ کو دیکھا تو منتشر ہو گئے۔

فحمد الله اذ لم یصادفهم واعتقق رقبة۔

اس روایت کی تخریج صاحبِ صفوت نے صفوت میں کی۔

گھر والے بھی شب زندہ دار تھے:۔

زبیر بن عبداللہ کی دادی اور حضرت عثمان غنیؓ کی کنیز نے کہا حضرت عثمانؓ کے گھر والے رات کو نہیں سوتے تھے بلکہ شب زندہ دار تھے اور رات کے وقت آپ کو وضو کراتے۔

اس روایت کی تخریج ابوعمر اور صاحبِ صفوت نے کی۔

دورِ عثمانؓ کشادگی کا زمانہ تھا:۔

محمد بن سیرین نے کہا حضرت عثمان کا زمانہ مال و دولت کی فراخی اور کشادگی کا عہد تھا۔ چنانچہ کنیز اپنے وزن کے ساتھ اور ایک گھوڑے اور ایک لاکھ درہم کے عوض فروخت ہوتی۔ ایسے ہی کھجوروں کے باغ کی قیمت ایک لاکھ درہم ہوتی۔

حسن سے روایت ہے کہ حضرت عثمان کے زمانہ میں رزق کی بہتات اور خیر کثیر تھی۔

عثمانؓ میدانِ محشر میں کس طرح آئیں گے:۔

ابنِ عمر سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن عثمانؓ مع اپنی ازواج کے آئیں گے تو اُن کی شہ رگ سے خون بہہ رہا ہوگا اور اُن کا رنگ اور خون کا رنگ اور خوشبو کستوری کی خوشبو ہوگی۔

آپ کو نور کے دو حُلّے پہنائے جائیں گے اور پُلصراط پر اُن کا تخت بچھایا جائے گا اور مومن اُن کے چہرے کی روشنی میں پُلصراط کو پار کر جائیں گے اور آپ سے بغض رکھنے والوں کا اس میں حصّہ نہیں ہوگا۔

دشمنِ عثمانؓ کی سزا:۔

۱۔ علی بن زید بن جدعان سے روایت ہے کہ مجھ سے سعید بن مسیّب نے کہا اس شخص کا چہرہ دیکھو۔ میں نے دیکھا تو اُس کا چہرہ سیاہ تھا۔

میں نے کہا! مجھے بتائیں کہ یہ کیسے ہوا؟

اُنہوں نے کہا! یہ حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ کو گالیاں دیتا تھا۔ میں نے اسے روکا مگر یہ نہ رُکا تھا۔ تو میں نے کہا الٰہی! یہ تو ان دونوں بزرگوں کو گالیاں دیتا ہے نامعلوم اس کا کیا حال ہے جو ان سے پہلے دونوں بزرگوں یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ کو گالیاں دیتا ہے۔ الٰہی! حضرت علی و عثمان کو گالیاں دینے پر اس سے ناراض ہے تو مجھے اس میں نشانی دکھا۔ تو اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا۔

اس روایت کی تخریج ابوعمر نے کی۔

۲۔ یہی روایت خیثمہ سے بھی مروی ہے اُس نے کہا میں سعید بن مسیّب کے پاس بیٹھا تھا۔ اُنہوں نے کہا بیٹھنے سے پہلے اُس شخص کو جاکر دیکھ پھر میں تجھ سے بات کروں گا۔ میں نے اُسے جاکر دیکھا اور پھر سعید بن مسیّب کو بتایا کہ میں نے اُسے دیکھا ہے۔ اُس کا جسم سفید اور چہرہ سیاہ ہے۔

سعید نے کہا یہ شخص حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کو گالیاں دیتا تھا۔ میں نے کہا اگر یہ جھوٹا ہے تو اس کا مُنہ سیاہ ہوجائے تو اس کے مُنہ پر پھنسیاں نکل آئیں اور اس کا مُنہ سیاہ ہوگیا۔

حضرت علی اور حضرت عثمان کی محبت:۔

حضرت انس سے روایت نقل کی ہے کہ اُنہیں کہا گیا کہ انسان کے دل میں حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ دونوں کی محبت کبھی جمع نہیں ہوسکتی؟

اُنہوں نے کہا تم جھوٹ کہتے ہو، میرے دل میں دونوں کی محبت جمع ہے

ایک روایت میں ہے کہ اُنہوں نے کہا اُس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہمارے دلوں میں حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ دونوں کی محبت جمع ہے اور الحمدللہ! ہم ایسے ہی ہیں۔

شانِ عثمانؓ بزبانِ علیؓ:۔

۱۔ اس سے قبل حضرت عثمان کے خصائص میں حضرت علی کا یہ ارشاد گذر چکا ہے کہ حضرت عثمان ہم سے صلہ رحمی کرنے والے اور رب سے ڈرنے

والے تھے۔

۲۔ اُم عمرو بنت حسان بن یزید بن ابی الغُصن سے روایت ہے اور حضرت احمد بن حنبل نے کہا کہ یہ بوڑھی خاتون یعنی اُم عمرو صادقہ ہے۔ اس خاتون نے کہا کہ میرے باپ نے مجھے بتایا کہ میں کُوفہ میں بڑی مسجد میں گیا تو حضرت علی منبر پر تشریف فرما ہوکر لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے اور پھر آپ نے بلند آواز سے تین مرتبہ فرمایا اے لوگو، اے لوگو، اے لوگو تم عثمان کے حق میں زیادتی کرتے ہو جبکہ میری مثل اور اُن کی مثل کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

ونزعنا فی صدورھم من غل اخوانًا علی سرر متقابلین۔[1]

اور ہمارے سینوں سے کینوں کو کھینچ لیا گیا اور ہم ایک دوسرے کے سامنے تختوں پر بیٹھے ہیں۔

اے لوگو! یہ آیت ہمارے لئے خاص ہے۔

قاتلِ عثمان پر لعنت:۔

اور اسی سے روایت ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت علی نے حضرت عثمان کو شہید کیا تو اُنہوں نے فرمایا کہ اُن کو شہید کرنے والا قتل ہو۔ اللہ کی لعنت اُس پر جس نے عثمان کو قتل کیا۔

---

[1] قرآن مجید۔

حضرت علی نے فرمایا! میں اور طلحہ اور عثمان و زبیر اس طرح ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

ونزعنا مافی صدورھم من غل اخوانا علی سرر متقابلین۔

ان دونوں روایتوں کی تخریج ابن سمان نے کی۔

ہم بھائی ہیں فرمانِ علی :-

محمد بن حاطب سے روایت ہے میں کوفہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی میں حجاز کا ارادہ رکھتا ہوں۔ لوگوں نے مجھ سے آپ کے بارے میں پوچھا تو اس میں کیا کہوں ؟

آپ اُس وقت تکیہ سے ٹیک لگائے تشریف فرما تھے میری گذارش سن کر آپ اُٹھ کر بیٹھ گئے، اور فرمایا! اے ابن حاطب تو چاہتا ہے کہ میں عثمان کے بارے میں بات کروں۔

خدا کی قسم! میں اُمید رکھتا ہوں کہ میں اور بھائی عثمان اُن میں سے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :-

ونزعنا مافی صدورھم من غل اخوانا علی سرر متقابلین

اور ہمارے سینوں سے کینوں کو کھینچ لیا گیا اور ہم ایک دوسرے کے سامنے تختوں پر بیٹھے ہیں۔

اس روایت کی تخریج ابن سمان نے کی۔

محمد بن حاطب سے ہی روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا عثمان ایمان لانے والوں میں سے ہیں۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی :-

لیس علی الذین آمنوا وعملوا الصالحات جناح فیما طعموا

اس روایت کی تخریج ابن حرب طائی نے کی۔

ثابت بن عبد سے روایت ہے، کہا آلِ حاطب سے ایک شخص حضرت علی بن ابی طالب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اے امیر المومنین میں مدینہ منورہ کی طرف جا رہا ہوں اور وہاں کے لوگ مجھ سے حضرت عثمان کے بارے میں پوچھیں گے تو میں اُنہیں کیا بتاؤں ؟

حضرت علی نے فرمایا، اُن سے کہنا کہ حضرت عثمان ان لوگوں سے ہیں :-

آمنوا وعملوا الصلحات ثم اتقوا وامنوا ثم اتقوا واحسنوا واللہ یحب المحسنین۔

محمد بن حنفیہ سے روایت ہے کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا :-

لو سیرنی عثمان الی کذا اسمعت و اطعت

حضرت عثمان کا جنّت میں گھر :-

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ جب حضرت عثمان نے مسجد نبوی میں اضافہ کیا تو حضرت علی نے فرمایا ، جو کیا کتنا اچھا کیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے :-

من بنی مسجداً بنی اللہ لہ بیتاً فی الجنۃ۔

یعنی جو مسجد بناتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جنت میں گھر بنا دیتا ہے۔

حضرت عثمان کے نام پر نام :۔

ابی سعید سے روایت ہے کہ مَیں نے حضرت علی بن ابی طالب کے پہلو میں ایک لڑکا دیکھا۔ مَیں نے اُس سے زیادہ خوبصورت نہ کوئی لڑکا دیکھا ہے اور نہ لڑکی۔ مَیں نے حضرت علی کی خدمت میں عرض کی اللہ تعالیٰ آپ کو عافیت عطا فرمائے آپ کے پہلو میں یہ جوان کون ہے ؟

آپ نے فرمایا یہ میرا بیٹا عثمان بن علی ہے۔ مَیں نے اس کا نام عثمان بن عفان کے نام پر رکھا ہے۔

اور حضرت علی نے اپنے ایک بیٹے نام حضرت عمر بن خطاب کے نام پر عُمر اور حضُور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس کے نام پر عباس اور ایک بیٹے کا نام تمام لوگوں سے بہتر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر محمد رکھا تھا جبکہ آپؓ کے بیٹوں کے نام حَسن وحُسین اور محُسن حضُور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکھے تھے اور آپؐ ہی نے اُن تینوں کا عقیقہ کیا تھا اور اُن کے سر کے بال اُترواکر بالوں کے ہم وزن سونا تقسیم فرمایا تھا اور اُن کے یہ نام رکھنے کا حکم فرمایا تھا۔

اس روایت کی تخریج ابن سمان نے الموافقت میں کی۔

ایک دوسرے کیلئے استغفار :۔

سعید بن مسیّب سے روایت ہے کہ

شیطان کے وَرغلانے سے حضرت علی اور حضرت عثمان کے مابین نزاع پیدا ہوگیا مگر اُن میں سے کسی نے بھی ایک دوسرے سے تعلق ختم نہیں کیا بلکہ دونوں میں سے ایک کھڑا ہوتا تو دوسرے کے لئے استغفار کرتا۔

اس روایت کی تخریج ابن سمان نے کی۔

حضرت علی نے حضرت عثمان کی برائی نہیں کی :۔

محمّد بن حنیفہ سے روایت ہے کہا کہ حضرت علی کی خدمت میں کچھ لوگ حاضر ہوتے اور اُنہوں نے حضرت عثمان کی تونگری کا شکوہ کیا۔

محمّد بن حنیفہ کہتے ہیں کہ اس پر میرے باپ یعنی حضرت علی نے ایک خط دیکر کہا کہ حضرت عثمان کے پاس جاکر کہو کہ لوگ آپ کی تونگری کا شکوہ کرتے ہیں ، اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زکواۃ و صدقہ کے بارے میں یہ حکم ہے تو اس پر عمل کریں ۔ مَیں نے حضرت عثمان کی خدمت میں جاکر یہ بات عرض کی ۔ تو اگر حضرت عثمان نے کوئی بُری بات کی ہوتی تو اس خط میں اُس کا ذکر ہوتا۔

اس روایت کی تخریج احمد نے مناقب میں کی ۔

خلیفہ کا حق :۔

ارطاۃ بن منذر سے روایت ہے کہ امام حسَن بن علی علیہم السلام حضرت عثمان کے گھر سے نکلے تو اُن کی ملاقات اپنے والد گرامی حضرت علی سے ہوئی ۔

حضرت علی نے اُنہیں فرمایا ، بیٹا ! کیا تجھ پر میرا باپ ہونے کا حق ہے ؟

حضرت حسَن نے کہا ، خلیفہ کا حق باپ کے حق سے بڑا ہے ۔

اس روایت کی تخریج ابن ضحاک نے کی۔

پسرانِ عثمان و علی :-

ابهز بن میرز سے روایت ہے کہا میں نے ایک مرتبہ حج کے دنوں دو حسین و جمیل گورے رنگ کے نوجوانوں کو کعبے کا طواف کرتے دیکھا اور لوگ بھی اُن کے ساتھ طواف کر رہے تھے۔ میں نے پوچھا یہ دونوں کون ہیں؟

کسی نے بتایا یہ حضرت علی اور حضرت عثمان کے بیٹے ہیں۔

میں نے کہا! کیا تُو نے دیکھا کہ اُنہوں نے ایک دوسرے کے گھروں میں شادیاں کر رکھی ہیں اور اکٹھے حج کر رہے ہیں اور ہمارے لوگ ایک دوسرے پر کفر کی گواہی دیتے ہیں۔

وکیع نے کہا یہ دونوں ایک تو عبداللہ بن حسین تھے اور دوسرے محمد بن عمرو بن عثمان تھے جن کی والدہ فاطمہ بنت حسین تھی۔

اس روایت کی تخریج ابن سمان نے کی۔

نیچے اُوپر نہ کرو :-

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ اُن سے کسی نے حضرت علی اور حضرت عثمان کے بارے میں پوچھا تو اُنہوں نے پوچھنے والے کو فرمایا!

اللہ تیرا بُرا کرے تُو مجھ سے اُن کے بارے میں پوچھتا ہے جن میں سے ہر ایک مجھ سے بہتر ہے۔ تُو چاہتا ہے کہ میں ایک کو نیچے اور دوسرے کو اُوپر کر دوں۔

اس روایت کی تخریج ابو عمر نے کی۔

عثمانؓ و علیؓ ابنِ عُمر کی نظر میں :-

سعید بن عبدہ سے روایت ہے کہ ابنِ عمر کے پاس ایک شخص آیا اور اُن سے حضرت عثمان کے بارے میں پوچھا۔

حضرت ابنِ عُمر نے آپ کے عمل کے محاسن بیان کئے پھر فرمایا:-

تیرا خیال ہو گا کہ شاید میں اُن کی برائی بیان کروں گا؟

اُس نے کہا ہاں!

حضرت عمر نے کہا اللہ تجھے ناک کے بل گرائے۔

پھر اُس نے حضرت علی کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابنِ عمر نے حضرت علی کے عمل کے محاسن بیان کئے اور کہا اُن کا گھر حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے گھروں کے درمیان تھا، اور کہا شاید تُو انہیں بُرا جانتا ہے؟

اس نے کہا ہاں!

حضرت ابنِ عُمر نے کہا اللہ تجھے ناک کے بل گرائے نکل جا۔

اس روایت کی تخریج بخاری نے کی۔

بھائی اور دوست :-

براء بن عازب سے روایت ہے کہا:-

عثمان کو گالی نہ دو وہ میرا بھائی اور دوست ہے۔

علیؓ کو گالی نہ دو وہ میرا بھائی اور دوست ہے۔

اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمدؐ کی جان ہے تم میں سے کسی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک ساعت ٹھہرنا دُنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

اس روایت کی تخریج ابن البختری نے کی اور یہ براء پر موقوف ہے اور شاید مرفوع ہو اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر نہ کیا ہو۔

گناہوں کی معافی :-

نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ میرے باپ نے کہا کہ میں خارجہ بن زید نامی شخص کے پاس ٹھہرا۔ اُس نے خود کو کپڑے میں ڈھانپ رکھا تھا اور کہتا تھا اللہ کے بندے عثمان امیر المومنین عفت والے ہیں، اُن کے بہت سے گناہ دو راتوں میں اور بقیہ چار راتوں میں معاف ہو گئے۔

اس روایت کی تخریج ابن ضحاک اور ابن ابی دُنیا نے کی۔

اور اس سے پہلے صراحت و وضاحت سے اصحاب اربعہ اور اصحاب ثلاثہ کے ذکر میں اس کے مثل احادیث بیان ہو چکی ہیں اور اس ضمن میں مشکل احادیث سے کلام ہوا اور مطلوب امر پر دلالت کرنے والی وجہ بیان ہوئی اور جنت میں اُن کے لئے حُورِ عین کا بھی ذکر ہو چکا ہے۔

خلافت کے بعد فوت ہو نگے :-

اسود بن ہلال نے اپنی قوم

کے ایک شخص سے روایت بیان کی ہے کہ ہم حضرت عمرؓ بن خطابؓ کی خلافت کے زمانہ میں کہا کرتے تھے کہ حضرت عثمان جب تک خلیفہ نہیں بنیں گے فوت نہیں ہوں گے۔

ہم نے کہا، تم نے کیسے جان لیا؟

کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے :

رایت اللیلۃ فی المنام کان ثلاثۃ من اصحابی وزنوا۔ (الحدیث)

یعنی میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ میرے اصحاب میں سے تین قریب ہیں۔

اور اصحاب ثلاثہ کے باب میں یہ بھی گذر چکا ہے اور اس میں دقیق بحث ہے تو پھر دیکھیں

حضرت ابوبکر نے حضرت عثمانؓ سے اپنی موت کے وقت وصیت نامہ لکھوایا جب آپ خلیفہ کے ذکر پر پہنچے تو بیہوش ہو گئے اور حضرت عثمانؓ نے حضرت عمرؓ کا نام لکھ دیا۔ جب حضرت ابوبکر کو ہوش آیا تو حضرت عثمانؓ کو فرمایا خلافت کے لئے کس کا نام لکھا تھا؟

حضرت عثمانؓ نے کہا حضرت عمرؓ کا۔

حضرت ابوبکر نے کہا اگر آپ اپنا نام لکھ لیتے تو یقیناً اس کے اہل تھے۔

اس روایت کی تخریج صفوت میں کی گئی۔

دوسری روایت اسی معنیٰ کی :-

یزید بن اسلم نے اپنے باپ سے روایت کی حضرت عثمان حضرت ابوبکر کے بعد خلیفہ ہونے والے کے بارے میں وصیت نامہ لکھنے لگے تو حضرت ابوبکرؓ نے اُنہیں فرمایا

کہ کسی کا نام مت لکھیں تو انہوں نے کسی کا نام نہ لکھا اور حضرت ابوبکر پر بیہوشی طاری ہو گئی حضرت عثمان نے وصیت نامہ پکڑا اور اُس میں حضرت عمر کا نام لکھ دیا ۔ کہا کہ جب حضرت ابوبکر کی بیہوشی دُور ہوئی تو فرمایا میرا وصیت نامہ دکھاؤ ۔ پھر جب آپ نے وصیت نامہ میں حضرت عمر کا نام دیکھا تو فرمایا یہ کس نے لکھا ہے ؟

حضرت عثمان نے کہا میں نے لکھا ہے ۔

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا ! اللہ آپ پر رحم فرمائے اور آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے خدا کی قسم اگر آپ اپنا نام لکھ لیتے تو بھی ضرور آپ اس کے اہل تھے ۔

اس روایت کی تخریج ابن عرفہ عبدی نے کی ۔

خلافتِ عثمان کی پیشگوئی :۔

حذیفہ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ سے موقف میں پوچھا گیا کہ آپ کے بعد کون خلیفہ ہوگا ؟

آپ نے فرمایا عثمان بن عفان

اس روایت کی تخریج خثیمہ بن سلیمان نے کی اور یہ خبر کشف و اطلاع سے ہے نہ کہ وصیت ۔

حارثہ بن مضرب نے کہا کہ میں نے حضرت عمر کے ساتھ حج کیا تو حُدی خوان نے کہا ان کے بعد امیر عثمان ہوں گے اور جب حضرت عثمان کے دور میں اُن کے ساتھ حج کیا تو حُدی خوان نے کہا ان کے بعد حضرت علی امیر ہوں گے ۔

اس روایت کی تخریج بغوی نے اپنی معجم میں کی اور خثیمہ نے نقل کیا اور کہا میں نے حضرت عمر کے ساتھ دو حج کئے اور حُدی خوان سے دوسرے حج میں یہ بات سُنی ۔

خلافت و فتوحات :۔

حضرت عثمان غنی نے ۱۰ محرم الحرام بروز ہفتہ ۲۴ھ ایک ہجوم میں لوگوں سے خلافت کی بیعت لی جبکہ حضرت عمرؓ کی تدفین کو تین روز ہو چکے تھے ۔ اس کا بیان ابن قتیبہ اور ابو عمر وغیرہ نے کیا ۔

حضرت عثمان نے اپنے غلام حمران کو دربان بنایا اور قلمدان مروان بن حکم کے سپرد کیا ۔

اس کا ذکر خجندی وغیرہ نے کیا اور آپ کی مہر پر "آمنت باللہ مخلصًا" منقوش تھا ۔

بعض نے کہا آپ کی مہر پر یہ الفاظ کندہ تھے :۔

آمنت بالذی خلق فسوّی

بعض نے کہا آپ کی مہر پر یہ الفاظ کندہ تھے :۔

لتصبرن او لتندمن

اس کا ذکر خجندی نے بھی کیا ۔

اور آپ کے ہاتھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی تھی جس سے آپ مہر

لگاتے تھے۔ پھر وہ انگوٹھی آپ سے بئر اریس میں گر گئی جس کا ذکر قبل ازیں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت اور پھر حضرت عمرؓ کی خلافت کے ضمن میں کیا جا چکا ہے۔

ابن قتیبہ نے حضرت عثمان غنیؓ کی خلافت کے زمانہ میں پہلے اسکندریہ فتح ہوا پھر افریقہ، پھر قبرص، پھر روم کے سواحل اور آخری چٹانیں اور پہلا فارس فتح ہوا۔ بعد ازاں خوز اور آخری فارس فتح ہو گیا۔ پھر طبرستان، دارابجرد کرمان اور سجستان فتح ہوا۔ اور پھر جزیروں میں رہنے والے عجمیوں پر فتح حاصل کی۔ پھر افریقہ میں قبرص کے قلعے، ساحل اردن اور مرد کا علاقہ فتح ہوا۔

ان فتوحات کے بعد ماہ ذوالحجہ ۳۵ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت واقع ہو گئی۔

مجلس شوریٰ کا مشورہ :۔

عمرو بن میمون سے روایت ہے کہ جب لؤلؤ نے حضرت عمرؓ کو خنجر مارا تو ان لوگوں نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں عرض کی اپنے بعد خلیفہ کی وصیت فرما دیں۔

حضرت عمرؓ نے کہا کہ سوائے اُن لوگوں کے اِس امر کا حق کسی کو نہیں جن پر اپنے وقتِ وصال پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش تھے تو ان کے نام یہ ہیں :۔

حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم۔

کہا کہ عبداللہ بن عمر موجود تھے اور اُن کے لئے امر خلافت میں کوئی چیز نہ تھی جس طرح آن کے لئے تعزیت تھی۔

مجلس شوریٰ کا قیام :۔

پھر جب حضرت عمر فاروقؓ فوت ہوئے تو ان کی تدفین سے فارغ ہو کر یہ اعیان اکٹھے ہو گئے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا تم اپنا یہ امر خلافت خود میں سے تین افراد مقرر کر لو۔

حضرت زبیر نے کہا میں حضرت علی کو منتخب کرتا ہوں اور اپنا ووٹ انہیں دیتا ہوں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص نے کہا میں اپنی طرف سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو نامزد کرتا ہوں۔

حضرت طلحہ نے کہا میں اپنی طرف سے حضرت عثمان کو نامزد کرتا ہوں۔

پھر حضرت علی، حضرت عثمان اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف تینوں علیحدگی میں گئے اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے دوسروں سے کہا کہ تم دونوں امر خلافت سے الگ ہو جاؤ اور اس کے لئے چھوڑ دو خدا کی قسم اس کا اسلام فی نفسہٖ ان سے افضل ہے اور یہ اصلاح پر حریص ہیں۔ کہا کہ علی و عثمان دونوں بزرگ خاموش ہو گئے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا کیا تم اپنا امر مجھ پر چھوڑتے ہو؟ خدا کی قسم کیا علی تم میں افضل نہیں ہیں۔

اُنہوں نے کہا ہاں افضل ہیں تو حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ یہ سابق الاسلام ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریبی ہیں۔

اگر یہ تم پر خلیفہ بنیں تو ان کی بات سنو اور ان کی اطاعت کرو پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف حضرت عثمان کو علیحدگی میں لائے اور یہی باتیں ان کیلئے کہیں۔

پھر جب عہد پکا ہو گیا تو اُنہوں نے حضرت عثمان سے کہا ہاتھ لائیں مَیں آپ کی بیعت کروں۔ پھر ان کے بعد حضرت علی نے اور پھر دوسرے لوگوں نے اُن کی بیعت کی۔

اس روایت کی تخریج بخاری اور ابو حاتم نے کی۔

بیعت سیرتِ شیخین پر۔

ابن جوزی نے "منہاج اھل الاصابۃ فی محبۃ الاصابۃ" کتاب میں یہ روایت اس طرح بیان کی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے حضرت علی اور حضرت عثمان سے کہا کیا آپ دونوں اپنا معاملہ میرے سپرد کرتے ہیں؟

دونوں حضرات نے کہا ہاں!

حضرت عبدالرحمٰن نے حضرت علی سے کہا کیا آپ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی سیرت پر بیعت کریں گے؟

حضرت علی نے فرمایا علاوہ ازیں اجتہاد رائے سے بھی کام لوں گا۔

حضرت عبدالرحمٰن کو خوف پیدا ہوا کہ اس طرح یہ مباح کاموں میں رخصت سے کام لیں گے اور سیرتِ شیخین سے اس تشدد کی تالیف سے اس امر کو نہیں اُٹھا سکیں گے۔

پھر اُنہوں نے حضرت عثمان غنیؓ سے کہا کیا آپ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی سیرت پر بیعت لیں گے؟

حضرت عثمان نے فرمایا ہاں!

پھر اُنہوں نے حضرت عثمان کی بیعت کر لی۔

حضرت عثمان غنیؓ ایک عرصہ تک حضرات ابوبکرؓ و عمرؓ کی سیرت پر خلافت کے امر کو چلاتے رہے۔ پھر مباحات میں رخصت دینے لگے اور اس بوجھ کو نہ اُٹھا سکے یہاں تک کہ لوگ اُن کا انکار کرنے لگے۔

مدینہ منورہ کے ایک گروہ کا مشورہ

حضرت مسور ابن مخرمہ سے روایت ہے کہ مدینہ منورہ کے ایک گروہ کے لوگ جمع ہو کر مشورہ کرنے لگے تو حضرت عبدالرحمٰن نے اُنہیں فرمایا!

تم میں سے امر خلافت کا مستحق کوئی نہیں۔ ہاں اگر تم چاہو تو خود میں سے کسی کو پسند کر لو۔

اُن لوگوں نے حضرت عبدالرحمٰن ہی کو اس امر کے لئے مقرر کیا۔ پھر جب اُنہوں نے اپنے امر کا والی بنانا چاہا تو لوگوں نے حضرت عبدالرحمٰن کو گھیر لیا اور اُن کی طرف مائل ہو گئے۔ یہاں تک کہ میں نے دوسرے لوگوں میں سے کسی کو اس امر کی پیروی کرتے نہیں دیکھا۔

لوگ حضرت عبدالرحمٰن کی طرف مائل تھے، اُن سے مشورہ کرتے تھے، اور اس رات اُن سے سرگوشیاں کرتے رہے۔ جب اس رات کی صبح ہوئی تو ہم نے حضرت عثمان کی بیعت کر لی۔

رات بھر جاگتے رہے:-

مسور کہتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف تھوڑی سی نیند لینے کے بعد میرے گھر تشریف لائے اور دروازے پر دستک دی۔ میں بیدار ہوا تو اُنہوں نے آپس میں

مشورہ کیا۔ پھر مجھے بلا کر کہا کہ حضرت علی کو بُلا لاؤ تو یہ لوگ اُن سے سرگوشیاں کرتے رہے یہاں تک کہ رات کا کچھ حصہ باقی رہ گیا تو اُنہوں نے مجھے کہا۔ حضرت عثمان کو بُلا لاؤ۔ میں اُن کو بُلا لایا تو وہ اُن سے سرگوشیاں کرتے رہے یہاں تک کہ فجر کی اذان دینے والے نے ان دونوں کو الگ کر دیا۔

پھر جب فجر کی نماز پڑھی گئی تو یہ جماعت منبر کے قریب جمع ہو گئی۔ بعد ازاں حضرت عبدالرحمٰن نے دیگر مہاجرین و انصار اور لشکروں کے سپہ سالاروں کو بُلوا بھیجا اور یہ لوگ حضرت عمرؓ کے ساتھ دلیل پر موافقت رکھتے تھے۔

جب سب لوگ جمع ہو گئے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے توحید و رسالت کی گواہی دے کر کہا۔

اے علی! میں نے لوگوں کے امر میں دیکھا ہے۔ ان میں سے کسی نے بھی حضرت عثمان سے اعراض نہیں کیا۔ کیا آپ اپنی ذات پر یہ راستہ نہیں اپنائیں گے؟

اور حضرت عثمان کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ میں اللہ کے طریقہ پر اور اُس کے رسُول کے طریقہ پر اور آپؐ کے بعد آپ کے دونوں خلفاء کے طریقہ پر ان کی بیعت کرتا ہوں۔"

پس حضرت عبدالرحمٰن نے بیعت کی اور مہاجرین و انصار نے اور امراءِ عساکر اور دیگر مسلمانوں نے بیعت کر لی۔

حضورؐ عشرہ مبشرہ پر خوش تھے :-

سہل بن مالک اپنے باپ دادے سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس تشریف لائے تو منبر پر کھڑے ہوکر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا کہ لوگو مجھے ابوبکر سے کوئی برائی نہیں پہنچی تو اس کے لئے یہ امر جان لو۔

اے لوگو! میں عمرؓ، علی، عثمان، طلحہ بن عبیداللہ، زبیر بن عوام، سعد بن مالک اور عبدالرحمٰن بن عوف اور مہاجرین اولین سے خوش ہوں تو ان کے لئے یہ امر تم جان لو۔

اس روایت کی تخریج خلعی نے اور حافظ دمشقی نے اپنی معجم میں کی۔

اسی بناء پر حضرت عمرؓ نے امرِ خلافت کے لئے انہی لوگوں کو مخصوص کیا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی تخصیص فرمائی تھی حالانکہ عام حکم میں مہاجرینِ اولین پر خوش ہونے کا ذکر بھی آپ نے فرمایا تھا۔

اور آپ کا یہ ارشاد حجۃ الوداع کے بعد اور آپ کے وصال کے قریبی زمانہ کا ہے اور حضرت عمرؓ کا اس پر اعتماد کرنا اس کی تائید کرتا ہے اور اگرچہ اس سے بعد اس کے باقی رہنے کی اصل ہے۔ لیکن اس کا قرب زیادہ مناسب ہے اس لئے کہ اس پر اعتماد کا مرتبہ ہونا اور دوسرے حکم رضا زیادہ بعید ہے اور اگر جائز ہے تو وہ مرجوع ہے۔

اور اس امر سے لوگوں کی مراد یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے وصال کے وقت باقی دسوں پر خوش تھے اور اگر یہ مراد ہو تو ان میں حضرت

سعید بن زید داخل ہیں تو وہ موجود تھے کیونکہ وہ اُمرائے عساکر میں سے تھے اور پہلے حدیث میں بیان ہو چکا ہے کہ وہ لوگ اس سال میں موجود تھے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ذوالحجہ کی آخری تاریخوں میں ہوئی۔

اور اس پر یہ وجہ و تنقیص دلالت کرتی ہے یعنی سعید بن زید کا داخل ہونا کہ وہ اس سال میں موجود تھے۔

حضرت ابن عباسؓ سے سقیفہ کی حدیث ہے جس میں ہے کہ حضرت عمر نے حج سے واپس آکر جمعہ کا خطبہ دیا تو حدیث سقیفہ بیان کی۔

حضرت ابن عباس نے بیان کیا کہ اس روز انہوں نے حضرت سعید بن زید کو منبر کی طرف بیٹھے ہوئے پایا تو یہ اس پر دلالت کرتا ہے جو ہم نے بیان کیا کہ عشرہ مبشرہ اور ان کے علاوہ مہاجرین پر بھی حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے وصال کے وقت خوش تھے۔ لیکن ان میں رضا پہ تنصیص اُن کے تعین کے ساتھ نہیں ہوئی جیسا کہ عشرہ مبشرہ کے بارے میں وارد ہوا اور ان کا ذکر خصوصیت کے ساتھ کیا گیا اور نص راجح ہے۔

چنانچہ امرِ خلافت کے لئے حضرت عمرؓ نے اس پر اعتماد کیا اور یہ اُن کے علاوہ سعید وغیرہ رضی اللہ عنہم کے ذکر سے اعتذار میں محمد بن جریر طبری کے جواب سے اولیٰ ہے۔ جب اُسے پوچھا گیا کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کو باوجود اُن کی جلالتِ شان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُن کی قربت و منزلت کے حضرت عمرؓ نے اُن کو شوریٰ کے چھ افراد میں شامل نہیں کیا۔

اُنہوں نے کہا کہ حضرت عمرؓ نے سابقین اور اہلِ بدر میں سے لوگوں کا انتخاب کیا تھا اور حضرت عباس نہ مہاجر میں نہ سابق اور نہ بدری ہیں اور اس پر یہ اعتراض ہے

کہ حضرت عثمانؓ اور حضرت طلحہؓ دونوں بدر میں موجود نہ تھے اور اگر کہیں کہ ان دونوں کے لئے اہلِ بدر کا ثواب اور غنیمت کا حصہ ثابت ہے تو وہ بدریوں میں گنے جائیں گے۔ ہم کہتے ہیں کہ سعید بن زید کے ساتھ اشکال ہے کیونکہ وہ پہلے اسلام لانے والوں اور مہاجرین سے ہیں اور وہ بدر میں موجود نہ تھے مگر یہ کہ اُنہیں بدر کا اجر اور غنیمت کا حصہ دیا گیا تو اس پر دونوں کا حکم ہے۔

تو جان لیں کہ اگر یہ حالت اُن پر تنصیص اور اُن کے علاوہ سے ان کی تخصیص کے ذکر کا موجب نہیں مگر اس کو حدیث مذکور متضمن ہے جس سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا اعتماد کیا۔ واللہ اعلم

تمام اہلِ شوریٰ کی پسند

حضرت اسامہ بن زید، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت کرتے ہیں کہ اس رات تمام اہلِ شوریٰ کو بلایا گیا اور ہر ایک کے مناقب بیان کئے گئے اور کہا تو امرِ خلافت کا اہل ہے۔ تو اگر تو کسی کو پسند کرے تو وہ کون ہے۔ کہا کہ اگر میں پسند کروں تو وہ عثمان ہوں گے۔

حضرت عثمان ظلماً شہید کئے جائینگے :۔

حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتنے کا ذکر فرمایا تو حضرت عثمان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔

یقتل فیھا ھٰذا مظلومًا۔ یعنی اس فتنے میں انہیں ظلماً شہید کیا جائے گا۔

اس روایت کی تخریج مصابیح الحسان میں کی گئی۔

دوسری روایت :۔

اور ترمذی نے اسے نقل کیا تو حضرت عثمان کے لئے حضور علیہ السلام سے یہ الفاظ بیان کئے :۔

یقتل مظلومًا۔ اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

تیسری روایت :-

احمد بن حنبل نے اس روایت کو بیان کرتے ہوئے حدیث کے یہ الفاظ نقل کئے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان کو دیکھ کر فرمایا

یقتل فیہا ھذا المقنع یومئذٍ مظلومًا۔ یعنی اس فتنے میں یہ سر پر رومال باندھنے والا ظلماً قتل کیا جائے گا۔

حضرت عثمان مظلوم ہیں :-

موسیٰ بن حکیم سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد کی منبر پر تشریف لائے اور حضرت طلحہ مسجد میں مشرق کی طرف بیٹھے ہوئے تھے۔

حضرت عثمانؓ نے انہیں فرمایا طلحہ

طلحہ نے کہا لبیک یعنی میں موجود ہوں۔

حضرت عثمان نے فرمایا طلحہ!

میں آپ کو خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔

من یشتری قطعۃ یزیدھا فی المسجد۔ یعنی کون ہے جو مسجد میں اضافے کے لئے اس قطعہ زمین کو خریدے۔

تو میں نے یہ زمین اپنے مال سے خرید کی۔

حضرت طلحہ نے کہا اللّٰھمّ ہاں! آپ درست فرماتے ہیں۔

حضرت عثمان نے فرمایا اے طلحہ!

حضرت طلحہ نے کہا لبیک! یعنی میں حاضر ہوں۔

حضرت عثمانؓ نے فرمایا!

"میں آپ کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا آپ میرے بارے میں جانتے ہیں کہ میں نے جیشِ عسرت میں سامان کے سو اونٹ دیئے تھے؟"

حضرت طلحہ نے کہا خدا کی قسم ہاں!

پھر اس کے بعد طلحہ نے کہا، میں اس کے سوا نہیں جانتا کہ حضرت عثمانؓ مظلوم ہیں۔

اس روایت کی تخریج دارقطنی نے کی۔

شہادتِ عثمان کے بعد بلائیں :-

اوزاعی سے روایت ہے کہ حضرت کعب کی طرف پیغام بھیج کر بلوایا اور پوچھا،

اے کعب تو نے میری صفت کیسی پائی؟

کعب نے کہا میں نے آپ کی صفت "قرنِ حدید" پائی ہے۔

پوچھا! قرنِ حدید کیا ہے؟

کعب نے کہا، آپ کو اللہ تعالیٰ کے معاملے میں ملامت کرنے والے کی ملامت نہیں پکڑتی۔

پوچھا! پھر کیا ہوگا؟

کعب نے کہا! آپ کے بعد خلیفہ بننے والے کو اُمّت ظُلماً قتل کر دے گی۔

پُوچھا! پھر کیا ہوگا؟

کعب نے کہا، پھر مصیبت اور بلا واقع ہو گی۔

اس روایت کی تخریج ابن ضحاک نے کی۔

اُمّ المؤمنین کا فتویٰ قاتلِ عثمان کیلئے:۔

طلق بن حبیب سے روایت ہے کہ میں بصرہ سے مدینہ منوّرہ کی طرف نکلا۔ یہاں تک کہ میں اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا۔

آپ نے پوچھا اے شخص تو کہاں سے آیا ہے؟

میں نے کہا میں بصرہ سے آیا ہوں۔

آپ نے پوچھا بصرہ کے کس قبیلہ سے آتے ہو؟

میں نے کہا بکر بن وائل سے!

آپ نے فرمایا بکر بن وائل کس قبیلہ سے ہیں؟

میں نے کہا قیس بن ثعلبہ سے۔

آپ نے فرمایا یہ کون لوگ ہیں یعنی کس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں؟

میں نے کہا اُمّ المومنین! قتلِ عثمان میں حصّہ لینے والوں سے ہیں۔

آپؓ نے فرمایا خدا کی قسم! عُثمان کو ظلماً شہید کیا گیا۔ اُنہیں شہید کرنے والے پر

پر اللہ کی لعنت ہو۔

سرکارِ دوعالم کا افسوس فرمانا:۔

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے، کہا میں نے دیکھا کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان کے کندھوں کے درمیان ہاتھ رکھا اور فرمایا

کیف انتم ان اقتلتم امامکم وتجالدتم بأسیافکم وورث دنیاکم شرارکم؟ فویل لامتی! فویل لامتی اذا فعلوہ۔

یعنی تمہارا کیا حال ہوگا جو تم اپنے امام سے لڑائی کروگے اور اسے اپنی تلواروں سے قتل کردوگے اور تمہاری دُنیا کے وارث، تمہارے شریر لوگ ہوں گے۔ میری اُمّت کے لئے افسوس ہے، میری اُمّت کے لئے افسوس ہے۔ جب وہ اس کے یعنی عثمان کے ساتھ یہ ظلم کریں گے۔

اس روایت کی تخریج حاکمی نے کی۔

خدا کی تقدیر یہی تھی:۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ کی خلافت کے زمانہ میں میرے پاس ایک شخص آیا اور مجھے کہا کہ کیا میں عثمان پر سختی کروں؟

جب اُس نے بات ختم کی تو میں نے اُسے کہا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں ہم لوگ کہا کرتے تھے کہ آپ کی اُمت میں آپ کے بعد حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ ہیں، پھر ان کے بعد حضرت عثمانؓ ہیں اور خدا کی قسم ہم جانتے تھے کہ

حضرت عثمان کو ناحق شہید کیا جائے گا اور کیا تم میں سے کسی کا ارتکاب نہیں ہوا مگر اُن کا یہ مال و دولت ہے کہ اگر تمہیں دے دے تو تم خوش ہو جاتے ہو اور اگر وہ اپنے قریبیوں کو دے دیں تو تم ناراض ہو جاتے ہو۔

یقیناً تم چاہتے ہو کہ فارس اور روم کی طرح ہو جاؤ۔ اُن کا جو بھی امیر یا بادشاہ ہوتا اُسے قتل کر کے ہی چھوڑتے تھے۔

پھر حضرت ابنِ عمرؓ کی آنکھوں سے چار آنسو ٹپکے اور اُنہوں نے کہا خدا کی قسم یہ آنسو آنکھوں میں واپس نہیں جا سکتے۔

اس روایت کی تخریج حافظ دمشقی نے کی۔

الٰہی عُثمان کو صبر عطا فرما:۔

حضرت زبیر بن عوامؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:۔

اَللّٰهُمَّ صَبِّرْ عثمان بن عفان

یعنی الٰہی! عثمان بن عفان کو صبر عطا فرما۔

اس روایت کی تخریج خیثمہ بن سلیمان نے کی۔

رسول اللہ کا عہد عثمانؓ سے:۔

ابی سہلہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ نے ایک دن گھر میں کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھ سے عہد لیا تھا اور میں اس عہد پر صابر ہوں۔

اس روایت کی تخریج ترمذی نے کی اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

امام احمد نے اس کی تخریج کی اور یہ الفاظ زائد کئے کہ قیس نے کہا کہ ہم اُنہیں یعنی حضرت عثمان کو اُس روز دیکھ رہے تھے۔

حضرت عُثمان حوضِ کوثر پر کس طرح آئیں گے:۔

زید بن روفیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عثمان کو فرمایا:۔

ترد علی الحوض واودا جك تشخب وما قول!

من فعل بك هٰذا؟ منقول فلان و فلان۔

یعنی تم حوضِ کوثر پر ہمارے پاس آؤ گے تو تمہاری شہ رگ سے خون بہہ رہا ہو گا۔ تم سے جبریلؑ پوچھیں گے کہ یہ زخم کس نے لگایا؟ تو تم کہو گے کہ فلاں اور فلاں نے۔

اس روایت کی تخریج حافظ دمشقی نے کی اور اس سے پہلے اس معنیٰ و مفہوم کی حدیث حضرت عثمان کے بُغض سے ڈرانے کے باب میں ابنِ عمرؓ سے بیان ہو چکی ہے۔

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہلِ مصر وغیرہ سے اُس امر میں معذرت کر لی جس کی بنا پر وہ طعن و تشنیع کرتے تھے اور وہ لوگ واپس چلے گئے۔

بعد ازاں یہ لوگ پکڑے جانے والے خط کی وجہ سے پھر واپس لوٹ آئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم سے مل کر کہا کہ ہم آپ کی معیت میں عثمان کی طرف کھڑا ہونا چاہتے ہیں۔

حضرت علی نے انکار کر دیا تو اُن لوگوں نے آپ سے کہا کیا آپ نے ہمیں خط لکھ کر نہیں بُلایا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم نے قسم کھا کر کہا کہ میں نے تمہاری طرف ہرگز کوئی خط نہیں لکھا۔ اور آپ مدینہ منورہ سے باہر آ گئے۔

پھر یہ لوگ حضرت عُثمان کی طرف چلے گئے اور اُنہیں پکڑے جانے والے خط کے بارے میں بتایا۔ حضرت عثمانِ غنیؓ نے اس کا انکار کیا اور حلف اُٹھا کر کہا کہ میں نے کوئی خط نہیں لکھا۔

بایں ہمہ اُن لوگوں نے آپ کا محاصرہ کر لیا اور آپ اس پر صبر کرتے رہے اور آپ کے اور ان لوگوں کے درمیان بات چیت جاری رہی۔

انہی ایام میں حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی تو آپؐ نے اُنہیں اپنے پاس روزہ افطار کرنے کی خوشخبری دی۔ پھر لوگ حضرت عثمان کے گھر میں داخل ہو گئے اور آپ کو شہید کر دیا اللہ آپ سے راضی ہو

شہادتِ عثمان اور دیگر عنوانات :-

آپ کی شہادت۔ آپ کے محاصرہ کی مدت کے دوران لوگوں کے نماز پڑھنے اور

لوگوں کے ساتھ آپ کے حج کا بیان نیز آپ کے گھر میں کتنے لوگ تھے اور آپ کے محاصرہ کی مدت کتنی ہے۔

ابی سعید موسیٰ ، ابی سعید انصاری سے روایت ہے کہ حضرت عثمانِ غنیؓ نے مصر کے وفد کی آمد کے بارے میں سُنا تو آپ نے اُنہیں ملنا چاہا۔ اُنہوں نے جب سُنا کر آپ ملاقات کے لئے تیار ہیں تو وہ اُس مکان کی طرف آ گئے جس مکان میں آپ تشریف فرما تھے اور آپ سے کہا! قرآن کے ساتھ بلائیں۔ پس آپ نے قرآن کے ساتھ بُلایا تو اُنہوں نے کہا سابعہ سے شروع کریں۔ اُنہوں نے سابعہ سورہ یونس کا نام رکھا ہوا تھا۔

حضرت عثمان نے سورہ یونس کی تلاوت فرمائی یہاں تک کہ اس آیت پر پہنچ گئے۔

قل ارایتم ما انزل اللہ لکم من رزق فجعلتم
منہ حراما وحلالا قل اللہ اذن لکم ام علی اللہ
تفترون[1]

ترجمہ:- آپ فرمائیں، بتاؤ تو وہ جو اللہ نے تمہارے لئے رزق اُتارا اس میں تم نے اپنی طرف حرام حلال ٹھہرا لیا۔ آپ فرمائیں کیا اللہ نے اس کی تمہیں اجازت دی یا اللہ پر جھُوٹ باندھتے ہو۔

اُنہوں نے کہا ٹھہر جائیں ہمیں بتائیں کہ رحماء سے کون سی حبیت ہے جس کی اللہ نے آپ کو اجازت دی ہے یا افتراء ہے۔

آپ نے فرمایا " امضہ " ایسے اور ایسے میں نازل ہوا ہے جبکہ حمی صدقہ

---

[1] یونس آیت نمبر ۵۹

کے اُونٹ میں ہے۔ پس جب اونٹ کا بچہ پیدا ہوتا ہے صدقہ کے اونٹ میں زیادہ ہوتا تو حمیٰ میں زیادہ ہوتا ہے تو جب صدقہ کے اونٹ میں زیادہ ہو۔ کہا کہ وہ آپ سے آیت کے ساتھ آیت لیتے تو آپ فرماتے "امضہ" ایسے اور ایسے نازل ہوئی ہے۔ پھر آپ نے ان سے فرمایا تم چاہتے کیا ہو؟

اُنہوں نے کہا ہم آپ سے معاہدہ کرنا چاہتے ہیں اور اُنہوں نے آپ کو معاہدہ کی شرطیں لکھ دیں کہ نہ لاٹھی توڑیں گے اور نہ جماعت متفرق ہوگی۔ آپ ان کی شرطوں پر قائم ہوتے اور فرمایا تم چاہتے کیا ہو؟

اُنہوں نے کہا آپ چاہتے ہیں کہ اہلِ مدینہ عطاء نہ لیں؟

آپ نے فرمایا نہیں! یہ مال اُس کیلئے ہے جو اس پر جنگ کرتا ہے اور یہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بزرگ صحابہ کے لئے ہے۔

کہا کہ وہ راضی ہو گئے اور آپ کے ساتھ ملے اور راضی خوشی شہر کو چل پڑے

کہا کہ پھر حضرت عثمان نے کھڑے ہو کر خطاب کرتے ہوئے فرمایا سنو! جس کی کھیتی ہے وہ اپنی کھیتی کے پاس رہے اور جس کے پاس دُودھ دینے والی بکری ہے وہ اُس کا دُودھ دوہے مگر یہ کہ ہمارے پاس تمہارے لئے مال نہیں۔

یہ مال اُس کے لئے ہے جو اس پر جنگ کرتا ہے یعنی یہ مالِ غنیمت مجاہدین کے لئے ہے اور یہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بزرگ صحابہؓ کے لئے ہے۔

کہا کہ لوگ غضبناک اور ناراض ہو گئے اور کہا! یہ بنی اُمیہ کا مکر ہے

کہا کہ پھر اہلِ مصر واپس ہو گئے، اور وہ راستے ہی میں تھے کہ ایک سوار نے اُن سے منہ موڑ لیا اور اُن سے الگ ہو گیا۔ پھر اُن کی طرف آیا اور اُنہیں گالیاں دینے لگا۔

اُنہوں نے کہا تجھے کیا ہوا ہے۔ ہم تجھے امان دیتے ہیں اپنا تعارف کراؤ۔

اُس نے کہا میں امیر المومنین کا قاصد ہوں اور مصر کے گورنر کی طرف جا رہا ہوں۔

اُنہوں نے کہا ہمیں تلاشی دے دو۔ پھر اُنہوں نے خط پکڑ لیا جو حضرت عثمان کی زبان کا تھا اور اُس پر حضرت عثمان کی مُہر تھی اور یہ خط مصر کے گورنر کی طرف لکھا گیا تھا کہ ان لوگوں کو یا مصلوب کر دو یا قتل کر دو یا ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دو۔

یہ لوگ واپس مدینہ منورہ آ گئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مل کر کہا کیا آپ نے دیکھا کہ اس خدا کے دشمن نے ہمارے بارے میں ایسے ایسے لکھا ہے۔ بیشک اللہ نے اس کا خون حلال کر دیا ہے آپ ہمارے ساتھ اُس کے پاس چلیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا خدا کی قسم! میں تمہارے ساتھ اس معاملہ میں کھڑا نہیں ہوں گا۔

اُنہوں نے کہا آپ نے ہمیں خط نہیں لکھا؟ یعنی ہمیں مصر سے خط لکھ کر نہیں بلوایا۔

آپ نے فرمایا خدا کی قسم! میں نے تمہاری طرف کوئی خط نہیں لکھا۔

یہ سُن کر وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے اور پھر ایک دوسرے سے کہنے لگے اس کیلئے لڑتے ہو یا اس کیلئے غضبناک ہوتے ہو۔

پس حضرت علی وہاں سے نکلے اور مدینہ منورہ سے ایک بستی کی طرف چلے گئے اور وہ لوگ حضرت عثمان کے ہاں آ گئے اور کہا کہ آپ نے ایسے اور ایسے لکھا ہے؟

حضرت عثمانؓ نے فرمایا دو باتیں ہیں۔ یا تو مسلمان اپنے دونوں پاؤں پر کھڑے رہیں یا میں اُس اللہ کی قسم کھاتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ کہ نہ میں نے خط لکھا اور نہ لکھوایا اور نہ ہی مجھے معلوم ہے۔

پھر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ کس شخص کی زبان پر خط لکھا گیا ہے اور مُہر پر مُہر لگائی گئی ہے۔

اُن لوگوں نے کہا خدا کی قسم! آپ کا خون حلال ہے۔ پھر انہوں نے معاہدہ توڑ کر آپ کا محاصرہ کر لیا۔

دَوران محاصرہ ایک روز آپ چھت پر تشریف لائے اور کہا اَلسَّلامُ عَلَیکُم، تو کسی شخص سے وَعَلَیکُمُ السَّلام کہتے نہیں سُنا گیا۔ سوائے اس کے کہ کسی شخص نے اپنے دل میں کہہ لیا ہو تو کہہ لیا ہو۔

پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا! میں تمہیں خدا کا واسطہ دے کر پُوچھتا ہوں کیا تم لوگ جانتے ہو کہ میں نے اپنے مال سے بئرِ رُومہ خریدا کیا اور مسلمان اُس سے بارش کی طرح مستفیض ہوتے تھے۔

بعضوں نے کہا ہاں یہ درست ہے۔

آپ نے فرمایا! مجھے ہی تم اس کنوئیں کے پانی سے روکتے ہو اور میں سمندر کے پانی سے روزہ افطار کرتا ہوں۔

پھر فرمایا! میں تمہیں خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ میں نے [illegible] ایسی زمین خرید کر مسجد نبوی میں شامل کی ہے؟

بعض نے کہا ہاں یہ درست ہے۔

آپ نے فرمایا کیا تم کسی ایسے شخص کو جانتے ہو جسے مجھ سے پہلے مسجد میں نماز پڑھنے سے روکا گیا ہو؟

میں تمہیں خدا کو یاد دلا کر پُوچھتا ہُوں۔ کیا تم نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اُن کی شان میں متعدد باتیں سُنی ہیں؟

کہا کہ پھر آپ کو دوسری مرتبہ چھت پر اُن سے باتیں کرتے دیکھا۔ آپ نے اُنہیں وعظ و تذکیر کی مگر اُنہوں نے آپ سے نصیحت نہ پکڑی اور اُن میں سے لوگ آپ کا وعظ سُننے سے پہلے آپ سے نصیحت پکڑتے تھے۔ پھر جب آپ نے اُن پر بات لوٹائی تو اُن سے نصیحت نہ پکڑتے یعنی آپ کی بات نہ سُنتے۔

پھر آپ نے اپنی بیوی سے فرمایا دروازہ کھول کر اپنے سامنے قرآن رکھ دو اور یہ کہ رات کو اُنہوں نے رات کو خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کی۔

آپ نے انہیں فرمایا رات کو روزہ ہمارے پاس افطار کرنا۔

پھر ایک شخص اندر داخل ہُوا تو حضرت عثمانؓ نے اُسے فرمایا کہ میرے اور تیرے درمیان قرآن ہے تو وہ شخص آپ کو چھوڑ کر چلا گیا۔

پھر دوسرا شخص داخل ہُوا تو آپ نے فرمایا میرے اور تیرے درمیان قرآن ہے مگر وہ آپ کی طرف تلوار لے کر لپکا۔ آپ نے اُس کے آگے ہاتھ کر دیا تو اُس نے ہاتھ کاٹ دیا۔ حضرت عثمانؓ نے کہا خدا کی قسم! یہ پہلی خطِ مفصل ہتھیلی ہے۔

ابو سعید کے علاوہ حدیث میں ہے کہ بجتری اندر داخل ہُوا اور اُس نے تلوار ماری تو آپ کا بہتا ہوا خون اس آیت پر گرا۔

فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔

پس تمہیں اللہ کافی ہے اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے ۔

اور یہ قرآن میں ہے ۔

ابی سعید کی حدیث میں ہے بنت فرافصہ نے اپنی چادر لیکر اپنی گود میں رکھ لی اور یہ قتل سے پہلے ہے ۔ پھر جب آپ شہید ہوگئے تو آپ نے رُخ پھیر لیا تو بعض نے کہا :-

قاتلها الله ما اعظم عجیز تها ۔

تو میں نے جان لیا کہ اللہ کے دشمن سوائے دنیا کے کچھ نہیں جانتے ۔

"اخرجہ ابو حاتم"

ابن قتیبہ نے بیان کیا کہ آپ کے پاس آنے والوں میں اہل مصر سے محمد بن ابی حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن زید اور کنانہ بن بشیر لشکر میں ابن عدیس بلوی اور بصرہ میں سے حکیم بن جبلہ عدی ، سدوس بن عنیس الشنی اور اہل کوفہ کے آدمی تھے ۔ ان لوگوں نے آپ پر اعتراض اٹھائے ، آپ نے انہیں جواب دیا اور وہ خوش ہو گئے ۔ پھر جب انہوں نے واپسی پر حضرت عثمان کی طرف سے مصر کے گورنر کے نام لکھا ہوا خط دیکھا جس پر آپ کی مُہر تھی تو یہ لوگ غضبناک ہو کر حضرت عثمانؓ کی طرف لوٹ آئے تو حضرت عثمانؓ نے قسم کھا کر بتایا کہ نہ میں نے یہ خط لکھنے کا حکم دیا ہے اور نہ میں جانتا ہوں ۔

انہوں نے کہا یہ آپ پر اور بھی سخت بات ہے کہ آپ کی مُہر لو اور آپ کے قاصد کو بغیر آپ کے علم کے استعمال کیا گیا ۔ تو اگر آپ کو اپنی ذات پر غلبہ حاصل ہے تو معزول ہو جائیں اور اگر آپ نے معزول ہونے سے انکار کیا تو وہ لوگ اُن سے لڑائی کریں گے ۔ آپ نے انہیں لڑائی سے روکا اور دروازہ بند کر لیا

پھر اُن لوگوں نے محاصرہ کر لیا اور آپ کو بیس روز سے زیادہ اُن کے گھر میں محصور رکھا اور آپ چھ سو افراد میں گھرے ہوئے اپنے گھر میں تھے ۔

پھر محمد بن ابی حزم انصاری کے گھر سے آپ کے گھر میں داخل ہوئے تو سیار بن عیاض اسلمی نے آپ کے چہرے میں چوڑے پھل کا خنجر مارا تو آپ کے چہرے سے بہنے والا خون آپ کی گود میں رکھے ہوئے قرآن پر گرا ۔

امیر حج اور نماز پڑھانے والے :-

اس سال لوگوں کے لئے امیر حج کے فرائض حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ادا کئے اور لوگوں کو نماز پڑھانے اور خطبہ ارشاد فرمانے کا کام حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ذمہ تھا ۔

حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت ہے ۔ انہوں نے کہا کہ جب حضرت عثمان غنیؓ کا محاصرہ کیا گیا نماز پر حضرت ابو ہریرہؓ ولی تھے اور حضرت ابن عباسؓ ہمیں نماز پڑھاتے تھے اور اس سال امیر حج حضرت عبداللہ بن عمرؓ تھے ۔ حضرت عثمانؓ کی امارت میں لوگ دس حج کر چکے تھے ۔

اس روایت کی تخریج قلعی نے کی اور واقدی نے کہا کہ حضرت عثمان غنیؓ کا محاصرہ انچاس روز تک جاری رہا ۔

زبیر نے کہا کہ آپ کا محاصرہ دو ماہ بیس روز تک کیا گیا ۔

ابن جوزی نے "شرح صحیحین" میں مسند عثمان سے پانچویں حدیث کی شرح کرتے ہوئے بیان کیا کہ جن لوگوں نے حضرت عثمان پر خروج کیا تھا انہوں نے مدینہ پر ہجوم کیا ۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے آتے تو یہ لوگ بھی آپ

کے پیچھے ایک ماہ تک نمازیں پڑھتے رہے۔

پھر جب آخری جمعہ کو آپ تشریف لائے تو اُن لوگوں نے آپ کو کنکریاں ماریں یہاں تک کہ منبر سے بھی سنگباری کی گئی اور آپ میں اُن کے ساتھ نماز پڑھنے کی طاقت نہ رہی اور اُس روز ابو امامہ بن سہل بن حنیف نے ان لوگوں کو نماز پڑھائی۔

پھر اُن لوگوں نے حضرت عثمانؓ کا محاصرہ کر لیا اور اُنہیں مسجد میں نماز پڑھنے سے روک دیا۔ اور اُن لوگوں کو حضرت عثمان پر خروج کرنے والوں میں سے کبھی ابن عدیس اور کبھی کنانہ بن بشر نماز پڑھاتا۔ یہ سلسلہ دس روز جاری رہا اور پھر ان لوگوں نے حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا۔

ایک روایت میں ہے کہ ان لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چالیس روز تک محاصرہ جاری رکھا، اور ان دنوں حضرت طلحہؓ لوگوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ ان ایام میں حضرت علی ان کو نماز پڑھا کرتے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عثمانؓ پر سنگباری کر کے اُنہیں منبر سے اُتارنے کے بعد جہجاہ غفاری نے آپ سے کہا کہ تجھے ریت کے ٹیلوں میں چھپا دیا جائے گا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عصا مبارک کو اپنے گھٹنے کے ساتھ توڑ دیا تو اُس کے گھٹنے کو گوشت خور بیماری نے کھا لیا۔

شہادتِ عثمانؓ کی دیگر روایات :۔

ابن شہاب سے روایت ہے کہ میں نے سعید بن مسیب سے پوچھا کہ مجھے حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے بارے میں بتائیں کہ لوگوں کا کیا حال تھا اور آپ کس حال میں تھے؟ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب نے ان کی مدد کیوں نہ کی؟

سعید بن مسیب نے کہا حضرت عثمان مظلوم ہیں اور اُن کا قاتل ظالم ہے اور جس نے حضرت عثمان کی مدد نہیں کی وہ معذور تھا۔

میں نے کہا یہ کیسے ہے؟

سعید بن مسیب نے کہا کہ جب حضرت عثمانؓ خلیفہ بنے تو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ سے کچھ لوگ آپ کی خلافت کو ناپسند کرتے تھے۔ کیونکہ حضرت عثمان اپنی قوم کو چاہتے تھے۔

آپ کے دورِ خلافت میں بارہ حج ہوئے اور یہ اُمرائے حجاج اکثر بنی اُمیہ میں سے تھے جبکہ حضورؐ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اُن کے لئے یہ بات نہ تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ آپ کے اُمراء کی صحبت کو ناپسند کرتے اور وہ اُن پر مدد کرتے تو اُن کی مدد نہ ہوتی۔

پھر آخری چھ حجوں میں حضرت عثمانؓ نے اپنے چچا کے بیٹوں کو ولی اور امیر بنایا اور آپ نے اپنے جن رشتہ داروں کو گورنر بنایا اُن میں مصر کے گورنر عبداللہ بن سعد بن ابی سرح تھا جس سے اہلِ مصر کو شکایت تھی۔ حالانکہ اس سے پہلے حضرت عثمانؓ نے وہاں حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابی ذر اور حضرت عمار بن یاسر کو امیر بنایا تھا

اور اُن لوگوں کے دلوں میں ھزیل اور بنو زہرہ تھے جن میں سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ تھے اور بنو غفار اور اُن کے حلیفوں کے دلوں میں حضرت ابوذرؓ سے امارت واپس لینے کی ناراضگی تھی۔ اور بنو مخزوم حضرت عمار بن یاسر کی وجہ سے حضرت عثمان سے الگ ہو گئے تھے۔ پھر اہلِ مصر عبداللہ بن ابی سرح کی شکایت لیکر آئے تو حضرت عثمان نے اُس کی طرف تہدید نامہ تحریر کیا مگر ابن ابی سرح نے انکار کر دیا اور حضرت عثمان کی تہدید کو قبول نہ کیا اور اُس کام سے نہ رُکا جس سے روکا گیا تھا۔

یہاں تک کہ اہلِ مصر سے حضرت عثمانؓ کے پاس جو بھی شکایت لیکر آنا چاہتا اُسے قتل کر دیتا۔ اس پر اہلِ مصر کا چھ سَو افراد پر مشتمل لشکر حضرت عثمانؓ کے پاس آیا یہ لوگ مسجد نبوی میں اُترے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب سے شکایت کی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم حضرت عثمانؓ کے پاس گئے اور کہا کہ یہ لوگ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ ایک شخص کی جگہ دوسرا شخص بدل دیں۔ اُسے اُن سے معزول کر دیں اور اگر گورنر پر حق واجب ہے تو آپ اُس سے انہیں انصاف لیکر دیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہلِ مصر سے فرمایا تم کس شخص کو پسند کرتے ہو؟
اُنہوں نے حضرت محمد بن ابی بکر کی طرف اشارہ کیا تو حضرت عثمان نے اُنہیں گورنری کا پروانہ لکھ دیا۔

مروان کا خط اور اُس کے اثرات :-

بعد ازاں اہلِ مصر کے ساتھ مہاجرین و انصار نکلے تا کہ اہلِ مصر اور ابن ابی سرح

کے درمیان صورتِ حال کو دیکھیں اور محمد بن ابی بکر اور اُن کے ساتھی بھی نکلے، یہاں تک کہ مدینہ منورہ سے تین دنوں کی مسافت طے کر لی تو اُنہیں اونٹ پر ایک سیاہ فام غلام نظر آیا جس کا اونٹ مخبوط الحواس ہو کر اِدھر اُدھر گھوم رہا تھا۔ گویا کہ یا تو اُسے کسی کی تلاش ہے یا وہ کسی کو تلاش کر رہا ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہؓ نے اُس سے پوچھا تیرا کیا قصہ ہے اور تیرا کیا معاملہ ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے تو کسی کو تلاش کر رہا ہے یا پھر کہیں سے بھاگا ہوا ہے؟

اُس نے کہا میں امیر المومنین حضرت عثمان کا غلام ہوں اور مصر کے گورنر کے پاس جا رہا ہوں۔

ایک شخص نے کہا مصر کے گورنر تو ہمارے ساتھ ہیں۔
غلام نے کہا میری مراد ان سے نہیں۔

لوگوں نے حضرت محمد بن ابی بکر کو یہ واقعہ بتایا تو دو افراد اس غلام کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے اور اُسے پکڑ کر حضرت محمد بن ابی بکرؓ کے پاس لے آئے۔

محمد بن ابی بکرؓ نے غلام سے پوچھا تو کون ہے؟
غلام یہ سوال سُن کر گھبرا گیا اور اُس نے ایک مرتبہ کہا کہ میں امیر المومنین کا غلام ہوں اور ایک مرتبہ کہا میں مروان کا غلام ہوں۔
محمد بن ابی بکر نے کہا تمہیں کس کے پاس بھیجا گیا ہے؟
غلام نے کہا مصر کے گورنر کے پاس۔
پوچھا تجھے مصر کے گورنر کے پاس کیوں بھیجا گیا ہے؟
اُس نے کہا میں پیغام لیکر جا رہا ہوں۔

پُوچھا تیرے پاس کوئی خط ہے؟

اس نے کہا نہیں۔

پھر اُس کی تلاشی لی گئی تو اُس سے خط برآمد نہ ہوا اور اُس کے پاس مشکیزہ تھا جس میں کوئی خشک چیز تھی۔ ان لوگوں نے مشکیزہ کو اُلٹ پلٹ کر دیکھا مگر خط برآمد نہ ہوا۔ پھر اُنہوں نے مشکیزے کو پھاڑ دیا تو اُس میں سے خط برآمد ہو گیا۔ جس میں لکھا ہوا تھا "عثمان کی طرف سے ابن ابی سرح کے نام"۔

پھر محمد بن ابی بکر نے لوگوں کو جمع کیا جن میں مہاجرین و انصار وغیرہم تھے پھر خط کھولا گیا جس کا مضمون تھا۔

"جب تیرے پاس فلاں شخص اور محمد بن ابی بکر اور فلاں شخص آئیں
تو انہیں قتل کر دینا اور خط ضائع کر دینا اور اپنے کام پر ٹھہرے
رہنا اور یہاں تک کہ اللہ نے چاہا تو تجھے میرا حکم آئے گا۔"

جب لوگوں نے خط پڑھا تو گھبرا کر مدینہ منورہ کی طرف آ گئے اور محمد بن ابی بکرؓ نے اس خط کو اپنے ساتھ آنے والے اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مُہریں لگوا کر بند کیا اور ایک صحابی کے سپرد کر کے مدینہ منورہ میں پہنچ گئے۔

پھر حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت علی اور حضرت سعد اور دیگر اصحاب محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو جمع کر کے پھر اُن کے سامنے خط کو کھولا گیا اور اُس کے مضمون سے آگاہ کیا گیا اور اُنہیں غلام کا واقعہ بتایا گیا۔

یہ واقعہ سُننے کے بعد اہلِ مدینہ میں سے ایک بھی شخص ایسا باقی نہ تھا جسے حضرت عثمانؓ پر غصہ نہ آیا ہو اور ان میں سے سب سے زیادہ غصہ حضرت ابن مسعودؓ، حضرت ابوذر غفاریؓ اور حضرت عمار بن یاسرؓ کو تھا۔

اور پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کھڑے ہو گئے اور اپنے گھروں کو چلے گئے اور اُن میں سے ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جو اس واقعہ پر غمزدہ نہ ہو۔

اہلِ مصر نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا محاصرہ کر لیا۔ جب حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم نے اس صورتِ حال کو دیکھا تو حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عمار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیگر بعض اصحاب کو لیکر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر گئے اور آپ کے ساتھ وہ خط اور غلام اور اُونٹ بھی تھا۔

حضرت علیؓ نے حضرت عثمانِ غنیؓ سے کہا کیا یہ غلام آپ کا غلام ہے؟

اُنہوں نے کہا ہاں!

حضرت علی نے کہا یہ اُونٹ آپ کا اُونٹ ہے؟

اُنہوں نے کہا ہاں!

حضرت علی نے کہا یہ خط آپ نے لکھا ہے؟

حضرت عثمانؓ نے کہا نہیں خدا کی قسم! نہ خط میں نے لکھا اور نہ میں نے لکھنے کا حکم دیا اور نہ میں جانتا ہوں اور نہ میں نے اس غلام کو مصر کی طرف بھیجا تھا۔

خط کی تحریر کو لوگوں نے پہچان لیا کہ یہ تحریر مروان کی ہے۔ چنانچہ لوگوں نے آپ سے سوال کیا کہ آپ مروان کو اُن کے حوالے کر دیں۔ مگر آپ نے اُسے لوگوں کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ آپ کو ڈر تھا کہ لوگ اُسے قتل کر دیں گے۔

جب آپ نے مروان کو لوگوں کے حوالے نہ کیا تو لوگ غضبناک ہو کر آپ کے پاس سے اُٹھ آئے اور لوگ جانتے تھے کہ حضرت عثمانؓ نے جھوٹی قسم نہیں کھائی۔

پھر ان لوگوں نے آپ کا محاصرہ کر لیا اور پانی روک لیا۔ آپ چھت پر تشریف لائے

اور لوگوں سے کہا کہ تم میں علی ہیں؟

لوگوں نے کہا نہیں۔

آپ نے کہا کیا تم میں سعدؓ ہیں؟

لوگوں نے کہا نہیں۔

آپ نے فرمایا کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو ہمیں پانی پلاتے؟

حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم کو اس بات کی خبر ہوئی تو پانی کی تین مشکیں بھر کر حضرت عثمان کو بھیجیں مگر یہ پانی آپ تک نہ پہنچنے دیا گیا۔ یہاں تک کہ اس کے باعث بنی ہاشم اور بنی اُمیّہ کے متعدد موالی اُن لوگوں سے الگ ہو گئے۔

بعد ازاں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو یہ خبر پہنچی کہ یہ لوگ حضرت عثمانؓ کو شہید کرنا چاہتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ ہم چاہتے ہیں عثمانؓ مروان کو ہمارے حوالے کر دیں۔ مگر ہم عثمانؓ کو قتل کرنا نہیں چاہتے۔

پھر آپ نے حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ علیہما السلام کو فرمایا کہ آپ دونوں تلواریں لے کر جائیں اور حضرت عثمانؓ کے دروازے پر کھڑے ہو جائیں اور کسی کو حضرت عثمانؓ تک نہ پہنچنے دیں۔

حضرت زبیرؓ نے اپنے بیٹے کو بھیجا اور حضرت طلحہؓ نے اپنے بیٹے کو بھیجا۔ اور بہت سے اصحاب النبیؐ نے اپنے بیٹوں کو بھیجا تاکہ لوگوں کو حضرت عثمان پر حملہ کرنے سے روکیں اور اُن سے مروان کو باہر نکالنے کا مطالبہ کریں۔

پھر لوگوں نے دیکھا کہ حضرت عثمانؓ کے دروازے پر تیر چلائے جا رہے ہیں۔ یہاں تک کہ حضرت امام حسن بن علی علیہما السلام اپنے خون سے رنگے گئے ہیں اور مروان کو تیر لگے اور وہ گھر میں تھا۔ ایسے ہی محمد بن طلحہ کو زخم آیا اور حضرت علی کے غلام حضرت قنبر بھی زخمی ہو گئے۔

پھر بعض لوگ حضرت عثمانِ غنیؓ کے محاصرہ سے ڈرنے لگے کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہم السلام کی وجہ سے کہیں بنو ہاشم ناراض نہ ہو جائیں۔ پھر یہ فتنہ پھیل گیا یعنی دو شخص ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگے کہ اگر بنو ہاشم آ گئے اور اُنہوں نے امام حسینؓ کے خون آلود چہرے کو دیکھ لیا تو لوگ حضرت عثمانؓ کے محاصرہ سے الگ ہو جائیں گے اور جو تم چاہتے ہو وہ نہیں ہو سکے گا۔ تم ہمارے ساتھ اُن کے گھر چلو اور بغیر کسی کو معلوم ہوئے حضرت عثمان کو قتل کر دو۔

پھر یہ لوگ چلتے ہوئے ایک انصاری کے گھر میں آئے اور وہاں سے حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں داخل ہوتے اور کوئی نہیں جانتا تھا کہ اُن کے ساتھ کون ہے۔ کیونکہ اُن کے ساتھ جو تھا وہ گھر کے اوپر تھا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ صرف اُن کی بیوی تھیں۔

پھر اُنہوں نے حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا اور جس طرح داخل ہوئے تھے بھاگتے ہوئے نکل گئے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی نے چیخ ماری مگر اُن کی چیخ شور و غل کی وجہ سے نہ سُنی گئی تو وہ چھت پر چڑھیں اور کہا کہ امیر المومنین قتل کر دیئے گئے ہیں۔

حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہم السلام نے سُنا تو اپنے ساتھیوں کو لیکر اندر داخل ہوئے اور دیکھا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذبح کئے پڑے ہیں۔ حضرات حسنین کریمین اُن کی لاش دیکھ کر رونے لگے۔ پھر اور لوگ داخل ہوئے تو دیکھا کہ حضرت عثمان جامِ شہادت نوش کر چکے ہیں تو اُنہوں نے اس کی اطلاع حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد اور مدینہ کے دیگر لوگوں کو دی۔ سب لوگ گھروں سے نکل آئے اور اُن کی عقلیں گُم ہو گئیں۔ یہاں تک کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے گھر جا کر دیکھا کہ اُنہیں شہید کر دیا گیا ہے تو اُنہوں نے کہا:۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؕ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ امیر المومنین کو کیسے قتل کر دیا گیا جبکہ تم دروازے پر موجود تھے؟

پھر آپ نے ہاتھ بلند کیا اور امام حسن علیہ السلام کو طمانچہ مارا اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے سینے پر ضرب لگائی، محمد بن طلحہ کو بُرا بھلا کہا اور عبداللہ بن زبیر کو لعن طعن کیا۔

پھر حضرت علی غصے کی حالت میں باہر نکلے تو ان کی ملاقات حضرت طلحہ سے ہوئی حضرت طلحہ نے کہا!

اے ابا الحسن آپ کو کیا ہو گیا تھا کہ آپ نے حسنین کریمین کو مارا ہے۔ آپ دیکھتے تھے کہ حضرت طلحہ نے حضرت عثمان شہید کرنے پر مدد دی ہے تو یہ تجویز اُسے اور اُسے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی بدری صحابی پر حجت قائم نہیں کی جا سکتی۔

حضرت طلحہ نے کہا! اگر عثمانؓ مروان کو لوگوں کے حوالے کر دیتے تو نہ شہید ہوتے۔

حضرت علی نے فرمایا! اگر تمہاری طرف مروان آتے تو اسے ضرور قتل کر دیتا قبل اس کے کہ اس پر حکومت ثابت ہو جائے۔

حضرت علیؓ سے لوگوں کی بیعت :۔

پھر حضرت علی اپنے گھر گئے تو تمام لوگ حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ

آپ کی بیعت کریں۔

حضرت علی نے فرمایا یہ کام تمہارا نہیں بلکہ بدر کا ہے، یعنی تم لوگ خلافت قائم نہیں کر سکتے بلکہ یہ اہلِ بدر کا حق ہے۔ تو جس سے اہلِ بدر خوش ہوں وہی خلیفہ ہوگا۔ آپ کی یہ بات سُن کر تمام اہلِ بدر نے اجتماعی طور پر کہا کہ ہم آپ سے زیادہ کسی کو خلافت کا مستحق نہیں سمجھتے۔ جب حضرت علی نے لوگوں کا یہ عالم دیکھا تو آپ مسجد میں تشریف لے آئے اور منبر پر چڑھ گئے۔

سب سے پہلے جو آپ کی طرف منبر پر چڑھا اور آپ کی بیعت کی وہ حضرت طلحہ حضرت زبیر اور حضرت سعد تھے۔ پھر دیگر صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی بیعت کر لی۔

بعد ازاں جب مروان کو تلاش کیا گیا تو وہ کہیں بھاگ گیا تھا۔ پھر جب مروان کے بیٹے اور ابی معیط کے بیٹوں کو تلاش کیا گیا تو وہ بھی بھاگ کر کہیں جا چکے تھے۔

اس روایت کی تخریج ابن سمان نے اپنی کتاب الموافقت میں کی۔

مجھے کیوں قتل کرتے ہیں :۔

ابی امامہ بن سہل سے روایت ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر میں محصور تھے اور ہم اُن کے ساتھ تھے تو حضرت عثمانؓ نے کہا کہ ان لوگوں نے میرے قتل پر وعدہ کر لیا ہے۔

ہم نے کہا: اے امیر المومنین اُنہیں اللہ کافی ہے۔

حضرت عثمانؓ نے کہا وہ مجھے کیوں قتل کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مسلمان کا خون حلال نہیں سوائے تین کے کہ کوئی شخص اسلام کے بعد کفر کرے یا اپنی عصمت کے بعد زنا کرے یا کسی جان کو قتل کرے تو اُس کے ساتھ قتل ہو گا۔

خدا کی قسم میں اُس وقت سے دین کی تبدیلی کو پسند نہیں کرتا جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت دے رکھی ہے اور میں نے جاہلیت اور اسلام میں کبھی زنا نہیں کیا اور نہ ہی کسی جان کو قتل کیا ہے تو یہ مجھے کیوں قتل کرتے ہیں۔

اس روایت کی تخریج احمد نے کی۔

ابراہیم بن سہل اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان نے کہا اگر تم اللہ کی کتاب میں پاؤ کہ قید میں میرے پاؤں کو ضائع کر دو تو اسے ضائع کر دو۔

اس روایت کی تخریج احمد نے کی۔

پہلے بیان کی طرف رجوع زیارت رسولؐ :-

حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ نے لوگوں کی طرف کھڑے ہو کر کہا! تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟

اُنہوں نے کہا آپ کی ذات کو حکومت سے الگ کرنا چاہتے ہیں۔

حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو قمیص پہنائی ہے اُسے

نہیں اُتاروں گا۔

کسی نے پوچھا تو وہ آپ کو قتل کر دیں گے؛

آپ نے فرمایا! اگر مجھے قتل کریں گے تو میرے بعد حمایتی نہیں پائیں گے اور اگر مجھے قتل کریں گے تو میرے بعد تمام دشمن ہمیشہ لڑتے رہیں گے۔

پھر جب حضرت عثمان پر گھیرا تنگ کر دیا گیا اور محاصرہ سخت کر دیا گیا تو آپ نے جمعۃ المبارک کو روزہ رکھا ہوا تھا۔ پھر آپ نے دن کے وقت کھڑے ہو کر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُس وقت دیکھا ہے۔ آپ نے مجھے فرمایا ہے عثمانؓ تو اس رات ہمارے ساتھ افطار کرے گا۔ پھر آپ کو اُسی دن شہید کر دیا گیا۔

زیارت و افطار کی دُوسری روایت :-

حضرت عثمانؓ کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرنے کا ذکر اس سے پہلے ہو چکا ہے اور پہلے ذکر میں حضرت عبداللہ بن سلام نے کہا کہ حضرت عثمانؓ محصور تھے تو میں نے اُن کے پاس جا کر سلام کہا۔

تو آپ نے فرمایا اَے بھائی مرحبا! اُے بھائی مرحبا! کیا تجھے میں وہ خواب بتاؤں جو میں نے رات کو دیکھا تھا؟

میں نے کہا ہاں! کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کھڑکی میں دیکھا تھا اور کھڑکی ان کے گھر میں تھی۔

آپ نے مجھے فرمایا! تیرا محاصرہ کیا گیا ہے؛

میں نے کہا ہاں!

آپ نے فرمایا، تجھے پیاس لگی ہے ؟

مَیں نے عرض کیا ہاں !

آپ نے پانی کا ڈول مجھے عطا کیا تو مَیں نے پانی پیا۔ یہاں تک دیکھا کہ میرے کندھوں اور سینے کے درمیان ٹھنڈک پہنچ گئی ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اگر تم چاہو تو ان لوگوں پر تمہاری مدد کی جائے اور اگر چاہو تو ہمارے پاس افطار کرنا۔

کہا کہ پھر حضرت عثمانؓ نے اُن کے پاس افطار کرنے کو پسند کیا اور اُسی دن شہید ہو گئے۔

اس روایت کی تخریج حاکمی قزوینی نے کی۔

حضورؐ کے ساتھ خلیفہ اوّلؓ و دومؓ کی آمد :-

مسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مولیٰ ابی سعید سے روایت کی کہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیس غلاموں کو آزاد کیا۔

ودعا بسراویل منشد ھا علیہ اور اسے جاہلیت اور اسلام میں کبھی نہیں پہنا۔

کہا کہ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ مَیں نے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کو دیکھا کہ وہ مجھے کہہ رہے ہیں صبر کر تو ہمارے پاس روزہ افطار کرے گا۔

پھر آپ نے قرآن مجید منگوایا اور اپنے سامنے کھول لیا۔

اس روایت کی تخریج احمد نے کی۔

خواب دوبارہ آیا :-

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ نے صبح کو لوگوں سے باتیں کرتے ہوئے کہا! مَیں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت کی۔

آپ نے فرمایا! اے عثمان کل تو ہمارے ساتھ افطار کرے گا۔ پھر اُنہوں نے صبح کو روزہ رکھا اور پھر اُسی دن شہید ہو گئے۔

اور اختلاف روایات کو مکرّر خواب دیکھنے پر محمول کیا جائے گا کہ ایک مرتبہ آپ نے دن کے وقت خواب دیکھا اور ایک مرتبہ رات کو۔

حضرت علی کا تعاون اور مشورہ :-

شداد بن اوس سے روایت ہے کہا کہ جب لوگوں نے حضرت عثمان کا محاصرہ کیا تو ایک دن آپ نے چھت پر آکر لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا! اے اللہ کے بندو؟ کہا کہ مَیں نے اس کے جواب میں دیکھا کہ حضرت علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا عمامہ پہنے اور تلوار حمائل کئے ہوئے نکلے۔ آپ کے ساتھ مہاجرین و انصار کے افراد میں امام حسن اور عبداللہ بن عمر بھی تھے۔ یہاں تک کہ آپ نے لوگوں پہ حملہ کیا اور اُنہیں متفرق کر دیا۔

پھر حضرت علی عثمان کے پاس گئے اور اُنہیں فرمایا اَلسَّلامُ علیکم یا امیر المومنین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ایسا امر نہیں ملا یہاں تک کہ آگے پیچھے سے ضرب لگاتی۔ اور خدا کی قسم میں ان لوگوں کو دیکھ رہا ہوں یہ آپ کو ضرور شہید کر دیں گے

س لئے ہمیں حکم دیں کہ ہم ان کے ساتھ لڑیں۔

حضرت عثمانؓ نے کہا!

انشد اللہ رجلا رای اللہ حقا و اقران لی علیہ حقا

ان یھریق فی سبیلی ملأ محجمۃ من دم او یھریق دمہ فیّ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم یہ سُن کر لوٹ آئے اور اُنہیں مُن کی مثل جواب دیا کہا کہ میں نے حضرت علیؓ کو اُن کے دروازے سے نکلتے ہوئے دیکھا۔ آپ فرماتے تھے الٰہی تو دیکھ رہا ہے کہ ہم امداد کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ پھر آپ مسجد میں داخل ہوئے تو نماز کے لئے حاضر ہونے والوں نے آپ سے کہا اے ابا الحسن آگے آئیں اور ہمیں نماز پڑھائیں۔

آپ نے فرمایا میں تمہارے ساتھ نماز نہیں پڑھوں گا اس لئے کہ تم نے عثمانؓ کا محاصرہ کر رکھا ہے مگر میں اکیلا ہی نماز پڑھوں گا۔ پھر آپ نے اکیلے ہی نماز پڑھی اور اپنے گھر تشریف لے گئے۔

پھر ان کا بیٹا انہیں ملا اور اُس نے اُن سے کہا، ابا جان! خدا کی قسم عثمانؓ کے گھر پر لوگوں نے بلا جانے بوجھے حملہ کر دیا ہے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؕ خدا کی قسم وہ اُنہیں قتل کر دیں گے۔

لوگوں نے کہا اے اباحسن عثمانؓ کہاں ہوں گے؟

حضرت علیؓ نے فرمایا! خدا کی قسم جنت میں ہوں گے۔

لوگوں نے کہا اے اباحسن اُن کے قاتل کہاں ہوں گے۔

آپ نے خدا کی قسم کھا کر تین مرتبہ فرمایا آگ میں۔

صحابیوں کے جنگ کے مشورے:-

ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ابو قتادہ اور ایک دوسرا شخص حضرت عثمان کے پاس گئے۔ اور حضرت عثمان کا محاصرہ کیا گیا تھا۔ اُن دونوں نے آپ سے حج کے لئے اجازت چاہی تو آپ نے اُنہیں اجازت دے دی۔ پھر اُن دونوں نے آپ سے کہا اگر یہ لوگ غالب آ گئے تو ہم کس کے ساتھ ہوں گے؟

آپ نے فرمایا جماعت کے ساتھ۔

کہا اگر جماعت نے آپ پر غلبہ حاصل کیا تو کس کے ساتھ ہوں؟

آپ نے فرمایا جہاں بھی ہو جماعت کے ساتھ رہو۔

پھر دونوں باہر نکلے تو گھر کے دروازے پر دیکھا کہ امام حسن بن علیؓ حضرت عثمانؓ کے پاس آ رہے ہیں تو وہ بھی اُن کے ساتھ واپس آ گئے تاکہ سنیں کیا باتیں ہوتی ہیں۔

حضرت امام حسن نے حضرت عثمانِ غنی سے کہا! اے امیر المومنین آپ مجھے حکم دیں کہ آپ کیا چاہتے ہیں؟

حضرت عثمان نے فرمایا اے ابنِ اخی آپ واپس جا کر بیٹھ جائیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے امر کو لائے۔

امام حسن علیہ السلام واپس آ گئے اور ہم بھی واپس آ گئے تو ہمیں حضرت ابن عمرؓ

ملے جو حضرت عثمانؓ کے پاس جا رہے تھے۔ ہم ان کے ساتھ واپس ہو گئے تاکہ سُنیں کہ کیا بات ہوتی ہے۔

حضرت ابن عمرؓ نے حضرت عثمانؓ کو سلام کہا اور پھر کہا اے امیر المومنین میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا تو آپ کی بات کو سُنا اور اطاعت کی۔

پھر حضرت ابو بکرؓ کی صحبت میں رہا تو میں نے ان کی بات سُنی اور اطاعت کی۔

پھر حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے تو میں نے ان کی بات سُنی اور اطاعت کی اور ان کے لئے باپ کا اور خلافت کا حق دیکھا اور اے امیر المومنین میں نے آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کی تو آپ جو چاہیں مجھے حکم دیں۔

پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا اے ابن عمرؓ! اللہ تمہیں جزا اور دوسری خیر عطا فرمائے، مجھے خون بہانے میں کوئی حاجت نہیں۔

پھر حضرت ابو ہریرہ اپنی تلوار حمائل کئے آئے اور کہا اس وقت ضرب لگانا ہی اچھا کام ہے۔

حضرت عثمانؓ نے انہیں فرمایا اے ابو ہریرہ! تجھ پر حق واجب ہے کہ اپنی تلوار پھینک دے۔

کہا کہ پھر میں نے نہیں دیکھا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس تلوار کو پکڑا ہے۔

پھر حضرت عثمان کے پاس مغیرہ بن شعبہ نے آکر کہا کہ یہ لوگ آپ پر جمع ہوئے ہیں اور آپ کو تکلیف دے رہے ہیں۔ اگر آپ چاہیں تو مکہ معظمہ چلے جائیں اور اگر چاہیں تو شام چلے جائیں کیونکہ وہاں معاویہ ہے اور اگر چاہیں تو محاصرہ کرنے والوں کے ساتھ جنگ کریں کیونکہ آپ کے ساتھ متعدد لوگ اور قوت ہے اور آپ

آپ وہاں سے گذر کر مکہ معظمہ چلے جائیں اور یہ لوگ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے یا آپ شام کو چلے جائیں جہاں اہل شام ہیں اور ان میں معاویہ ہے تو حضرت عثمانؓ نے وہ فرمایا جس کا ذکر ابی سلمہ کی حدیث میں ہو چکا ہے۔

یہ دونوں روایتیں ابو احمد نے نقل کی ہیں۔

تلوار پھینک دو :-

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت عثمانؓ کا محاصرہ کیا گیا تو میں ان کے گھر میں ان کے ساتھ تھا۔ کہا کہ ہم سے ایک شخص نے کہا اے امیر المومنین اس وقت ضرب لگانا اچھا ہے کہ کوئی شخص ہمارے ساتھ جنگ میں پہل کرے۔

حضرت عثمانؓ نے فرمایا اے ابو ہریرہ تم پر حق واجب ہے مگر تم اپنی تلوار پھینک دو اور میری ذات مومنوں کی ساقی ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا میں نے اپنی تلوار پھینک دی اور میں نہیں جانتا کہ وہ اس وقت کہاں ہے۔

اس روایت کی تخریج ابو عمر نے کی۔

شیخینؓ کی سنت پر چلیں حضرت علیؓ کا مشورہ :-

عطاء سے روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ کو بلا کر کہا اے ابا الحسن اگر آپ چاہتے ہیں کہ یہ امت مجھ پر چڑھ دوڑے تو میں مخالفت نہیں کرونگا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا اگر میرے پاس دنیا کے اموال اور ان کی آرائش و زیبائش ہوتی تو بھی مجھ میں طاقت نہ تھی کہ لوگوں کا ہاتھ آپ سے دور کر دیتا تاہم

میں عنقریب اس امر پر دلیل دوں گا جو اس سے افضل ہے جس کا سوال آپ کرتے ہیں۔ آپ حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ کے عمل کے مطابق عمل کریں اور میں آپ کیلئے لوگوں سے نپٹ لوں گا۔ ان میں سے کوئی آپ کی مخالفت نہیں کرے گا۔

اس روایت کی تخریج ابن سمان نے کی اور ان دونوں کے درمیان تضاد نہیں بلکہ دونوں کا حال مختلف ہے۔

تو یہ بات چیت ابتدائی امر میں لوگوں کے حضرت عثمان پر جمع ہونے سے پہلے اس وقت کی ہے جب آپ اپنی طرف سے مشتہر ہونے والی خبروں کے مطابق حضرات شیخین کی سُنّت پر عمل پیرا تھے اور کسی کی آپ پر حجت باقی نہ تھی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم نے اس مقالہ میں اُن لوگوں کو فرمایا ہے کہ اُنہیں اُمید تھی کہ حضرت عثمانؓ حضرات شیخینؓ کی سُنت پر عمل کریں گے اور اُس امر میں کوتاہی نہیں کریں گے جو اُن پر واجب ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت عثمانؓ نے اس پر انکار کیا اور نہ ہی یہ امر اُن کیلئے درست ثابت ہوا اگر یہ کہ ان دونوں کی پیروی کرنے کا حکم اُنہوں نے دیا ہوتا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم یہ جاننے کے باوجود کہ حضرت عثمانؓ لامحالہ امام برحق ہیں اُن کے امر میں تامّل اور غور و فکر کرنے والوں کے ساتھ تھے۔ تاہم جب آپ کو ضرورت محسوس ہوئی کہ حضرت عثمان کا گھیراؤ کرنے والوں کو دُور ہٹا دیا جائے تو بغیر فتنوں کو دیکھنے کے لوگوں کو حضرت عثمانؓ سے دُور کر دیا اور اُن لوگوں کو مشورہ دیا کہ حضرت عثمان کو خلافت سے الگ کر دینے سے بہتر ہے کہ اُن کی اطاعت کی جائے۔

تاہم بعد میں آپ اس معاملہ سے الگ ہو گئے اور محاصرین کو روکنا چھوڑ دیا۔ واللہ اعلم۔

محاصرین سے مقابلہ ہو سکتا تھا:۔

عنقریب خلافت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی فصل میں وہ بیان آ رہا ہے جو اس امر پہ دلالت کرتا ہے کہ جب حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ کی نصرت و حمایت پر آمادہ اور کمربستہ ہوئے اُس وقت حضرت عثمان کو شہید کر دیا گیا تھا۔

پیش ازیں بیان ہو چکا ہے کہ حضرت عثمانؓ کے ہاں چھ سو افراد جمع تھے اور یہ وہ لوگ تھے جو محاصرہ کرنے والوں سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار تھے۔ ان لوگوں کو مقابلہ میں لانے کا مشورہ ان لوگوں نے دیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن سلام، حضرت حسن بن علی، حضرت ابوہریرہ، حضرت محمد بن حاطب، حضرت زید بن ثابت مروان بن حکم اور مغیرہ بن اخنس یعنی حضرت عثمان کی شہادت کے دن لوگوں کا ایک گروہ آپ کے ساتھ تھا۔

اُمّ المومنین حضرت صفیہ بنت حُیَیّ بن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مولیٰ کنانہ سے روایت ہے کہ میں مقتل عثمانؓ میں موجود تھا۔ حضرت عثمانؓ کے گھر سے میرے آگے قریش کے چار جوان زخمی حالت میں نکلے تھے اور اُن کا خون بہہ رہا تھا۔ ان میں حضرت عبداللہ بن زبیر، محمد بن حاطب کے علاوہ مروان بن حکم بھی تھا۔

قاتلِ عثمان کا نام:۔

محمد بن طلحہ نے کہا کہ میں نے اُسے کہا! کیا حضرت عثمانؓ کا خون بہانے میں محمد بن ابی بکرؓ

کا بھی کچھ حصہ ہے؟

اُس نے کہا معاذ اللہ ہاں! محمدؐ بن ابی بکر حضرت عثمان کے پاس آئے اور اُن سے باتیں کیں اور باہر نکل گئے اور اُن کا خونِ عثمان میں کچھ بھی حصہ نہیں۔

مَیں نے کہا حضرت عثمان کو کس نے قتل کیا؟

اُس نے کہا حضرت عثمان کو مصر کے ایک شخص جبلہ بن ایہم نے شہید کیا تھا۔ اس روایت کی تخریج ابو عمر نے کی۔

فرشتے چلے جائینگے تلوار بے نیام رہیگی پینتیس ہزار قتل ہونگے

حمید بن ہلال سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے محاصرین سے کہا کہ جب رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہاں تشریف آوری ہوئی ہے تمہارے اس شہرِ مدینہ کو فرشتے گھیرے رکھتے ہیں۔ اگر تم نے حضرت عثمانؓ کو قتل کر دیا تو یہ فرشتے چلے جائیں گے۔ اور پھر تمہاری طرف نہیں آئیں گے یا یہ کہ تمہاری تلوار کبھی میان میں نہیں جائے گی اور خدا کی قسم اگر تم نے حضرت عثمانؓ کو قتل کر دیا تو ضرور تم پر تلوار سونتی رہے گی اور تم کبھی اسے میان میں نہیں کر سکو گے یہ کہا کہ قیامت تک تلوار میان میں نہ کر سکو گے۔

نیز یہ کہ کسی نبی کو قتل نہیں کیا گیا مگر اس کے ساتھ ستر ہزار لوگ قتل ہوئے اور کوئی خلیفہ قتل نہیں ہوا مگر اُس کے ساتھ پینتیس ہزار افراد قتل ہوئے۔

اس روایت کی تخریج ابوالخیر حاکمی نے کی اور قاضی ابوبکر بن ضحاک نے مختصر روایت بیان کی۔

دُوسرا اَور تیسرا قتل:-

ابُو عمر نے کہا، روایت میں آیا ہے کہ حضرت محمد بن ابی بکرؓ حضرت عثمانؓ کے پاس گئے مگر حضرت عثمانؓ نے اُن سے کوئی بات کی جسے سُن کر حضرت محمد بن ابی بکرؓ کو حیا آئی اور وہ وہاں سے نکل گئے۔

بعد ازاں ایک کوتاہ قامت شخص آیا جس کی آنکھیں نیلی تھیں اور تام رومان بن سرحان تھا۔ اس شخص نے حضرت عثمانؓ کے سامنے خنجر لہرا کر پُوچھا اے نعثل تُو کس دین پر ہے؟

حضرت عثمانؓ نے فرمایا! مَیں نعثل نہیں عثمان ابن عفان ہوں اور میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملّتِ حنیف پر ہوں اور مَیں مُشرکین میں سے نہیں ہوں۔

بایں ہمہ اُس شخص نے آپ کی کنپٹی پر وار کر کے آپ کو شہید کر دیا اور آپ گر گئے بعد ازاں آپ کی بیوی نائلہ آئیں تو اُن کے اور نائلہ کے درمیان نائلہ کے کپڑے تھے اور جناب نائلہ کا جسم بھاری تھا۔ اسی اثناء میں ایک مصری شخص ننگی تلوار لئے آیا اور کہنے لگا خدا کی قسم مَیں عثمان کی ناک کاٹ دوں گا۔

جناب نائلہ نے مُنکر کرتے ہوئے اُسے روکنا چاہا تو اُس نے تلوار کا وار کر کے جناب نائلہ کا انگوٹھا کاٹ دیا۔

جناب نائلہ نے حضرت عثمانؓ کے غلام رباح کو فرمایا یہ شخص بچ کر نہ جانے پائے۔ غلام کے پاس حضرت عثمانؓ کی تلوار تھی اس نے تلوار کا وار کر کے اس شخص کو قتل کر دیا۔

بعض نے کہا حضرت عثمان کو جبلہ بن ایہم نے شہید کیا۔
بعض نے کہا آپ کو اسود تجیبی نے قتل کیا۔
بعض نے کہا آپ کو یسار بن عیاض نے شہید کیا۔

اور یہ ذکر پہلے ہو چکا ہے اور اکثر لوگ روایت کرتے ہیں کہ آپ کے خون کا قطرہ با قطرات قرآن کی اس آیت پر گرے تھے۔

فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم۔
تو اُنہیں اللہ کافی ہے اور وہ سُننے والا جاننے والا ہے۔

جب وقتِ شہادت تھا آیا :-

ہارون بن یحییٰ سے روایت ہے کہ جب حضرت عثمانِ غنی پر تلوار چلائی گئی اور آپ کا خون بہہ کر ڈاڑھی مبارک پر بہنے لگا تو آپ کی زبان پر یہ الفاظ تھے۔

لا الٰہ الّا انت سبحانک انّی کنت من الظّالمین۔
نہیں کوئی معبود مگر تُو پاک ہے۔ مَیں ظالموں میں سے ہُوں۔

اللّٰھم انی استعذ یک واستعینک علی جمیع اموری واسألک الصبر علی بلیتی۔

الٰہی میرے تمام امور پر تیری امداد و استعداد کار فرما ہے اور مَیں تجھ سے بلاؤں پر صبر کا سوال کرتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن سلامؓ سے روایت ہے کہا کہ میں حضرت عثمان کی شہادت کے وقت حاضر ہوا۔ آپ اپنے خون میں لتھڑے ہوئے فرماتے تھے " اے اللہ اُمتِ محمد کو جمع فرما۔" حضرت عبداللہ کہتے ہیں اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر حضرت

عثمان اس حال میں اللہ تعالیٰ سے دعا کر دیتے کہ مسلمان کبھی جمع نہ ہوں تو قیامت تک جمع نہ ہوتے۔

اس روایت کی تخریج فضائل نے کی۔

ابن اسحاق نے کہا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بدھ کے دن عصر کے وقت شہید کیا گیا اور ہفتہ کے روز ظہر سے پہلے دفن کر دیا گیا۔

بعض نے کہا آپ کی شہادت ۳۵ھ ذوالحجہ کی سات یا دس تاریخ کو ہوئی بدائینی نے ابی معشر سے اُنہوں نے نافع سے روایت کی اور ابو عثمان نہدی نے کہا کہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ایام تشریق کے وسط میں واقع ہوئی بعض نے کہا آپ کی شہادت وسط حج میں ۳۵ھ کو ہوئی۔

واقعاتِ تدفین پہلا واقعہ :-

ابو عمر نے کہا کہ شہادت کے بعد حضرت عثمان کا جنازہ اُس روز رات تک پڑا رہا پھر آپ کی تدفین کی غرض سے لوگ آپ کو دروازہ تک لائے تو کچھ لوگوں نے تعرض کیا تاکہ دفن نہ کیا جا سکے۔ پھر لوگوں نے ایک ایسی قبر دریافت کی جو کسی اور شخص کے لئے کھودی گئی تھی، اُس میں آپ کو دفن کیا گیا اور آپ کی نماز جنازہ حضرت جبیر بن مطعمؓ نے پڑھائی۔

تدفین کی دُوسری روایت :-

واقدی نے کہا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہفتہ کی رات کو رات کے وقت حش کوکب میں دفن کیا گیا اور آپ کی قبر کو پوشیدہ رکھا گیا۔

کوکب ایک انصاری اور حش اُس کے باغ کا نام ہے یعنی اُنہیں کوکب نامی

انصاری کے باغ میں دفن کیا گیا اور یہ باغ وہ ہے جسے حضرت عثمان نے خرید کر جنت البقیع میں شامل کیا تھا اور اس میں پہلی قبر آپ ہی کی بنی تھی۔

مالک نے کہا حضرت عثمان حش کوکب سے گذرے تو فرمایا کہ یہاں ایک صالح شخص دفن ہوگا۔

اس روایت کی تخریج قلعی نے کی۔

نمازِ جنازہ اور تدفین میں کون کون شریک تھا:۔

۱۔ واقدی وغیرہ نے کہا کہ حضرت عثمانؓ کے مزار پر تختی لگائی اور آپ پر نماز جنازہ جبیر بن معظم نے پڑھائی اور آپ کے ساتھ صرف تین افراد تھے۔

۲۔ بعض نے کہا آپ کی نماز جنازہ مسور بن مخرمہؓ نے پڑھائی۔ بعض نے کہا حکیم بن حزامؓ نے پڑھائی جبکہ بعض نے کہا کہ آپ کی نماز جنازہ حضرت زبیر بن عوامؓ نے پڑھائی تھی۔ کیونکہ حضرت عثمان نے انہیں اس امر کی وصیت فرمائی تھی۔ (رواہ احمد)

۳۔ قلعی نے بیان کیا کہ بعض نے کہا کہ آپ کی نمازِ جنازہ آپ کے بیٹے عمرو بن عثمان نے پڑھائی تھی۔

۴۔ حضرت عروہؓ نے کہا کہ ہم نے حضرت عثمان کی نمازِ جنازہ پڑھنا چاہی تو لوگوں نے ہمیں روک دیا تو قریش کے ایک شخص ابوجہم بن حذیفہ نے اسے بلایا تو بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر نمازِ جنازہ پڑھی ہے۔

اس روایت کی تخریج قلعی نے کی۔

۵۔ بعض نے کہا کہ جن لوگوں نے حضرت عثمان کی تکفین وتدفین کی ان کی تعداد پانچ یا چھ ہے اور وہ یہ ہیں:۔

جناب جبیر بن مطعم، جناب حکیم بن حزام، جناب ابوجہم بن حذیفہ، جناب نیار بن مکرم اور حضرت عثمان کی دونوں بیویاں جناب نائلہ بنت فرافصہ اور جناب ام البنین بنت عقبہ۔ آپ کی قبر میں نیار ابوجہم اور جبیر بن مطعم اترے اور حکیم نائلہ اور ام البنین آپ کے جنازہ کے قریب رہے اور پھر آپ کی تدفین کے بعد آپ کی قبر کو پوشیدہ کر دیا گیا۔

۶۔ حسن سے روایت ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت عثمانؓ کو ان کے خون آلود کپڑوں میں دفن کیا گیا۔

اس روایت کی تخریج صفوت میں کی گئی۔

حضرت عثمانؓ کی نمازِ جنازہ فرشتوں اور خدا نے پڑھی، فرشتوں کی شرکت

۷۔ ابراہیم بن عبداللہ بن فروخ اپنے باپ سے ایسی ہی روایت بیان کی اور کہا کہ آپ کو غسل بھی نہیں دیا گیا تھا۔

اس روایت کی تخریج بخاری نے بغوی نے اپنی معجم میں کی۔

۸۔ فجندی نے کہا کہ حضرت عثمان کا جنازہ حش کوکب میں تین روز تک پڑی رہی اور آپ پر نمازِ جنازہ نہ پڑھی گئی یہاں تک کہ ہاتف نے آواز دی کہ انہیں بغیر نمازِ جنازہ پڑھے ہی دفن کر دو۔ ان پر اللہ تعالیٰ نے نماز پڑھی ہے۔ بعض نے کہا کہ آپ پر نمازِ جنازہ پڑھی گئی اور انہوں نے نمازِ جنازہ پردہ میں پڑھی اور آپ کو تاریکی میں دفن کیا گیا۔ جب لوگ تدفین سے فارغ ہوئے تو انہیں آواز دی گئی کہ ثابت قدمی

سے رہو تمہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں ، اور یہ لوگ دیکھ رہے تھے کہ منادی کرنے والے فرشتے تھے ۔

۹ ۔ محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم بن عبدالملک بن ماجشون نے مالک سے روایت کی کہا کہ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد آپ کی لاش کو تین روز تک کوڑے کرکٹ کی جگہ پڑا رہنے دیا ۔ پھر رات کے وقت دس افراد آئے جن میں حویطب بن عبدالعزی حکیم بن حزام ، عبداللہ بن زبیر اور میرا دادا تھے ۔ ان لوگوں نے جنازہ اٹھایا تاکہ دفن کریں ۔ جب یہ لوگ آپ کو دفنانے لگے تو بنی مازن کے لوگوں نے کہا اگر تم نے انہیں یہاں دفن کیا تو لوگ صبح کو قبر اکھاڑ دیں گے چنانچہ یہ لوگ آپ کا جنازہ آپ کے دروازے پر لے آئے اور آپ کا سر دروازہ پر تھا تاکہ پتھر پر چوٹ پڑنے کی آوازیں پیدا ہوں ۔ پھر یہ لوگ آپ کا جنازہ حش کوکب کی طرف لے گئے اور وہاں آپ کی قبر کھودی گئی اور حضرت عثمان کی بیٹی عائشہ بھی ساتھ تھی جنہوں نے ہاتھ میں چراغ پکڑ رکھا تھا ۔ جب یہ لوگ آپ کو دفن کرنے کے لئے نکلے تو جناب عائشہ بنت عثمان نے چیخ ماری ۔ حضرت زبیرؓ نے انہیں کہا خدا کی قسم اگر تو خاموش نہ ہوئی تو میں تیری آنکھیں پھوڑ دوں گا پھر وہ خاموش ہو گئی تو حضرت عثمان کی تدفین کی گئی ۔

اس روایت کی تخریج تلعی نے کی ۔

اس سے پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے اور حضرت عثمانؓ کے خصائص میں پہلے بیان ہوا ہے کہ ان کے فوت ہونے کے دن ان پر فرشتوں نے نماز پڑھی ۔

۱۰ ۔ سہم بن خنیس جو کہ حضرت عثمانؓ غنی کی شہادت کے وقت موجود تھے نے کہا کہ پھر جس رات ہو گئی تو میں نے لوگوں سے کہا اگر آپ نے اپنے صاحب کو ایسے ہی چھوڑ

دیا تو لوگ صبح تک آپ کا مثلہ کر دیں گے ۔ پھر ہم جنت البقیع کی طرف نکلے اور وہاں رات کی تاریکی میں ٹھہرے رہے ۔ پھر جب تاریکی خوب گہری ہو گئی تو ہم نے آپ کا جنازہ اٹھا لیا اور پیچھے آنے والے لوگ اکیلا اکیلا ہو کر آ رہے تھے کہ منادی کرنے والے نے کہا ثابت قدمی سے چلتے رہو ڈرنے کی ضرورت نہیں ۔ ہماری طرف دیکھو ہم تمہارے ساتھ ہیں ۔ ابن خنیس کہتا ہے کہ وہ فرشتے تھے ۔

اس روایت کی تخریج ابن ضحاک نے کی ۔

حضرت عثمان کا خزانہ :-

پہلے بیان ہوا کہ صحابہ کرام حضرت عثمانؓ سے لڑائی کو دور کرتے رہے تھے اور حضرت عثمان نے قتادہ کو وصیت کی تھی کہ جماعت کے ساتھ رہنا ۔

علاء بن فضل اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد آپ کا خزانہ تلاش کیا گیا تو اسے ایک مقفل صندوق میں پایا ۔ جب صندوق کھولا گیا تو اس میں ایک ورق تھا جس پہ لکھا ہوا تھا "یہ عثمان کی وصیت ہے "

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ عثمان بن عفان گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ۔ وہ اکیلا ہے ، اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور بیشک جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ اس روز لوگوں کو قبروں سے اٹھائے گا جس میں شک نہیں ۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا ۔ وہ زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا

ہے اور وہیں انشاء اللہ محشور کرے گا۔

اس روایت کی تخریج فضائل اور رازی نے کی اور نظام الملک نے اس کی تخریج کرتے ہوئے مزید کہا کہ اس ورق کی پشت پر یہ شعر لکھے ہوئے تھے۔

غنی النّفس یغنی النّفس حتّٰی یجلّہا
و ان غضّہا حتّٰی یضرّبہا الفقرُ
وما عسرۃ فاصبر لہا ان یقیتہا
بعائنۃ الاسیتیعہا یُسرُ
و من لم یقاس الدھر لم یعرق الاسی
و فی عنی الایام ما وعد الدّھرُ

حضرت عثمانؓ کی خلافت کی مدّت اور عمرِ مبارک:۔

ابن اسحاق نے آپ کی خلافت کی مدّت بارہ یوم کم بارہ سال بیان کی ہے اور آپ کو اسّی سال کی عمر میں شہید کیا گیا اور آپ کی خلافت گیارہ سال گیارہ ماہ اور چودہ دن ہے۔

بعض نے کہا حضرت عثمان کی عمر مبارک اٹھاسی سال تھی بعض نے کہا نوّے سال تھی۔ قتادہ نے کہا چھیاسی سال تھی جبکہ واقدی نے کہا کہ ہمارے ہاں اس میں اختلاف نہیں کہ آپ کو بیاسی سال کی عمر میں شہید کیا گیا۔

جنات کے نوحے:۔

عثمان بن مرّہ سے روایت ہے کہ میری ماں نے کہا کہ مدینہ کی مسجد میں یا کہا کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں، حضرت عثمان کی شہادت پر جنات روتے تھے۔

ہشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ کی شہادت ہوئی تو حضرت زبیرؓ اپنی ذات کو دیوان سے مٹا دیا۔ پھر جب حضرت عثمانؓ شہید ہو گئے تو حضرت زبیرؓ نے اپنی ذات کو دیوان سے محو کر دیا۔

اس روایت کی تخریج ابو عمر نے کی۔

حضرت ابن عباس کا خواب جنت میں عرسِ عثمانؓ:۔

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ترکی گھوڑے پر سوار ہیں اور آپ نے نور کا عمامہ باندھ رکھا ہے اور آپ کے ہاتھ مبارک میں فردوس کی چھڑی ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے آپ کی زیارت کا بہت شوق ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ جلدی میں ہیں۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری طرف التفات کرتے ہوئے مسکرا کر فرمایا! عثمان بن عفان جنت میں ہمارے ساتھ صبح کریں گے اور جنت میں فرشتے ان کی شادی کریں گے اور میں انہیں ان کے ولیمہ کی دعوت دینے آیا ہوں اس لئے میں جلدی میں ہوں۔

اس روایت کی تخریج ابو علی الحسین بن عبداللہ بن البنا الفقیہ نے کی اور یہ حدیث علاء بن مسیب کی حدیث سے غریب ہے اور اس میں محمد بن معاویہ جریر سے بیان کرنے میں اکیلا ہے۔

نیز یہ کہ اس روایت کی تخریج ابوشجاع شیرویہ دیلمی نے "کتاب المنتقیٰ" میں کی
اور اس میں حضرت ابن عباسؓ کے یہ الفاظ ہیں کہ :-

"میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ تُرکی ابلق گھوڑے پر سوار تھے۔ آپ نے نُور کا عمامہ پہنا ہُوا تھا جس سے شعاعیں پھُوٹ رہی تھیں اور آپ کی نعلین پاک سبز گھاس کی تھی جسے موتیوں کے تسمہ سے باندھا گیا تھا اور آپ کے ہاتھ میں جنت کی چھڑی تھی۔ آپ نے مجھے سلام کہا تو میں نے آپ کے سلام کا جواب دیتے ہوئے عرض کی یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان مجھے آپ کے دیدار کا بے حد شوق ہے، آپ کو کہاں جانے کی جلدی ہے ؟

آپؐ نے فرمایا کل عثمان کو جنت میں دُلہا بنایا جائے گا اور میں اُسے اُس کی شادی کی دعوت دینے آیا ہوں "

اس سے پہلے حضرت ابن عباس سے ملاء کی حدیث میں حضرت عثمان کے صدقہ کے فضائل کی فصل میں ایسی ہی روایت بیان ہوئی۔ ممکن ہے حضرت ابن عباس نے دو بار خواب دیکھا ہو اور یہ ظاہر ہے کیا تُو نے دونوں روایتوں کے الفاظ کو نہیں دیکھا ؟

خونِ عثمان بارگاہِ یزدان میں :-

امام حسن بن علی علیہما السلام سے روایت ہے کہ میں نے یہ خواب دیکھنے کے بعد لڑائی چھوڑ دی۔ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے عرش پر ہاتھ رکھا ہُوا ہے اور میں نے دیکھا کہ حضرت ابوبکر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے کندھے پر ہاتھ رکھا ہُوا ہے اور حضرت عمرؓ کو دیکھا کہ انہوں نے حضرت ابوبکر کے کندھے پر ہاتھ رکھا ہُوا ہے اور حضرت عثمان کو دیکھا کہ اُنہوں نے حضرت عمرؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھا ہُوا ہے یعنی اُنہوں نے ایک دوسرے کو پکڑ رکھا ہے۔

علاوہ ازیں میں نے خون دیکھا تو میں نے پوچھا یہ کیا ہے ؟

اُنہوں نے کہا یہ عثمانؓ کا خون ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اس خون کے ساتھ ہی طلب کیا ہے ؟

اس روایت کی تخریج دیلمی نے "المنتقیٰ" میں کی۔

قاتلِ عثمان کی ہلاکت و بربادی :-

ابی جعفر انصاری سے روایت ہے کہا کہ میں مصریوں کے ساتھ حضرت عثمان پر حملہ آور ہُوا۔ پھر میں آپ پر وار کرنے کے بعد باہر نکلا تو میرا حال بہت خراب تھا۔ یہاں تک کہ میرا تہبند میری شرم گاہ کا دشمن بن گیا۔ پھر میں مسجد میں آیا تو ایک شخص اپنے جیسے افراد میں بیٹھے پایا۔ اُس کے سر پر سیاہ دستار تھی۔ اُس نے مجھے کہا تیری بربادی ہو تُو کیا کر کے آیا ہے ؟

میں نے کہا واللہ! میں ایک شخص سے فارغ ہو کر آیا ہوں۔

اُس نے کہا تیرے لئے دوسری دُنیا میں ہلاکت اور بربادی ہے۔

تو اس روایت کو دیکھیں جسے قلعی نے نقل کیا اور ابن سمان نے ان لفظوں کے ساتھ بیان کیا ہے۔

" اُس شخص نے کہا میں حضرت عثمانؓ کے محاصرہ کے دن اُن کے گھر میں داخل ہُوا جب میں نکلا تو تکلیف میں مبتلا ہو چکا تھا۔ میں مسجد میں آیا تو ایک شخص کو عورتوں کے سامنے

میں دیکھا۔ اُس نے سیاہ دستار پہنی ہوئی تھی اور اُس کے اردگرد ایسے ہی دس افراد تھے
پھر جب حضرت علی تشریف لاتے اور پوچھا آدمی کیا کرتا ہے؟ میں نے کہا آدمی کو قتل
کرتا ہے۔ آپ نے کہا ایسے لوگوں کیلئے آخرت کی بربادی اور ہلاکت ہو۔

حضرت علیؓ قتل عثمانؓ سے بری ہیں :۔

۱۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا جو شخص دین عثمان سے نکل گیا ایمان سے نکل گیا۔ خدا کی قسم! میں نے عثمان کے قتل پر نہ معاونت کی نہ اُن کے قتل کا حکم دیا اور نہ اُن کے قتل پر راضی ہوں۔

اس روایت کی تخریج ابوعمر نے کی۔

اس روایت کو ابن سمان نے مزید ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا کہ "ولا شارکت"
یعنی نہ میں قتل کرنے والوں میں شریک ہوں۔

۲۔ قیس بن عباد سے روایت ہے کہا کہ میں نے جمل کے دن حضرت علیؓ سے سنا آپ فرماتے تھے الٰہی! میں تیری طرف خون عثمان سے بری ہوں اور یقیناً میری عقل قتل عثمان کے دن بیمار تھی۔ میری ذات اس کام کو ناپسند کرتی تھی۔ لوگ میرے پاس بیعت کے لئے آئے تو میں نے کہا مجھے اُن لوگوں سے بیعت لیتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے حیا آتی ہے جنہوں نے ایسے شخص کو شہید کر دیا جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

الاستحی ممن تستحی منه الملائکة۔

کیا میں اُس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں۔

پھر حضرت علیؓ نے فرمایا مجھے اللہ سے حیا آتی ہے کہ عثمان قتل ہو کر زمین پہ پڑے ہوں

اور میں بیعت لوں۔ پہلے عثمان کی تدفین کرو۔

پھر جب لوگوں نے حضرت عثمان کو دفن کرنے کے بعد حضرت علی سے بیعت کا سوال کیا تو آپ نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی۔

اللّٰھم ان مشفق مما اقدم علیه

پھر جب ہزیمت آئی تو آپ نے بیعت لی۔ حضرت علی نے فرمایا لوگ یا امیرالمومنین کہتے ہیں تو گویا میرے دل کو دکھی کرتے ہیں اور میں کہتا ہوں الٰہی مجھے پکڑ یہاں تک کہ تو راضی ہو جائے۔

اس روایت کی تخریج ابن سمان نے موافقت میں اور الخجندی نے اربعین میں کی۔

۳۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا! خدا کی قسم نہ میں نے عثمانؓ کو قتل کیا اور نہ ہی اُن کے قتل کا حکم دیا بلکہ میں تو انکار کرتا تھا۔

خدا کی قسم میں نے نہ عثمان کو قتل کیا اور نہ ان کے قتل کا حکم دیا ولکنی غلبت
یہ بات آپ نے تین مرتبہ ارشاد فرمائی۔ ایک روایت میں آپ کے الفاظ ہیں

ولکنی غلبت فی قتل عثمان۔

۴۔ محمد بن سیرین سے روایت ہے کہا کہ جب حضرت علی بصرہ میں تشریف لائے تو منبر پر قتل عثمان سے عذرخواہی کرتے ہوئے فرمایا، خدا کی قسم! میں نہ تو قتل عثمان کی طرف مائل تھا، نہ میں اس قتل میں شریک ہوں اور نہ ہی میں اس قتل سے راضی ہوں۔

۵۔ محمد بن حنفیہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان نے اپنے گھر کے محاصرہ کے دنوں میں حضرت علی کو پیغام بھیجا۔ کیونکہ حضرت عثمان کی خواہش تھی کہ حضرت علی محاصرین کو باز رکھیں۔ اسی اثناء میں حضرت علی تشریف لائے تو آپ نے

سیاہ عمامہ باندھ رکھا تھا، آپ نے تین مرتبہ فرمایا " الٰہی! زمین قتل عثمان پر خوش ہوں
زمین نے اس کا حکم دیا ہے۔

دونوں روایتوں کی تخریج ابن سمان نے کی ہے۔

حضرت عثمان کا قصاص کون لے۔

۲۔ وائل بن حجر سے روایت ہے کہ اس نے معاویہ سے سختی سے کہا کہ تو حضرت عثمان کی امداد و نصرت سے پیچھے رہا ہے۔ پھر کہا تو ایسے شخص سے لڑائی کرتا ہے جو تجھ سے زیادہ عثمانؓ کا حقدار ہے۔

معاویہ نے کہا مجھ سے زیادہ عثمان کا حق دار کون اور کیسے ہو سکتا ہے جبکہ میں نسب میں عثمان کے قریب تر ہوں۔

وائل کہتے ہیں میں نے کہا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی اور حضرت عثمان کے درمیان اخوت اور بھائی چارا قائم فرمایا۔ تو بھائی چچازاد سے اولیٰ ہوتا ہے۔

عثمان کے قاتل پر لعنت کرنیوالے۔

۱۔ محمد بن حنفیہ سے روایت ہے کہ حضرت علی نے جمل کے دن فرمایا! حضرت عثمان کے قاتل پر میدان اور پہاڑ میں لعنت ہو۔

اور انہی سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو معلوم ہوا کہ حضرت

عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عثمان کے قاتل پر لعنت کرتی ہیں تو آپ نے دونوں ہاتھ چہرے تک بلند کئے اور دو یا تین مرتبہ فرمایا! میں عثمان کے قاتل پر لعنت کرتا ہوں اور عثمان کے قاتلوں پر اللہ میدان اور پہاڑ میں لعنت کرے۔

ان دونوں روایتوں کی تخریج ابن سمان نے کی اور اس دوسری روایت کی تخریج حاکمی نے بھی کی ہے۔

قاتل عثمان کو شکست ہو جائے۔

۸۔ یحییٰ بن سعید نے کہا کہ مجھے میرے چچا یا میرے باپ کے چچا نے بتایا کہ حضرت علی نے جمل کے دن اپنے لوگوں میں منادی کروائی کہ نہ کوئی تیر چلائے نہ نیزہ مارے، نہ تلوار کا وار کرے اور نہ ہی وہ جنگ کا آغاز کرے اور لطف و مہربانی سے نرم گفتگو کریں۔

پھر آپ نے مزید بتایا کہ یہ وہ دن ہے جس میں کامیاب ہونے والا شخص قیامت کے دن کامیابی حاصل کرے گا۔

کہا کہ ہم نے اس پر موافقت کی یہاں تک کہ ہم گرم لوہا لائے۔

بعدازاں دوسرے لوگوں نے اکٹھے ہو کر آواز دی کہ اے عثمان کیخلاف فتنہ کو بھڑکانے والو!

کہا کہ محمد بن حنفیہ اپنے پرچم کے ساتھ ہمارے آگے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے انہیں آواز دی اے ابن حنفیہ یہ کیا کہتے ہیں؟

انہوں نے کہا! یا امیرالمومنین یہ کہتے ہیں اے عثمان کے خلاف فتنہ برپا کرنے والو۔

یہ سُن کر حضرت علی نے دونوں ہاتھ بلند فرمائے اور کہا الٰہی! جن لوگوں نے حضرت عثمان کو قتل کیا ہے اُن کے سرداروں کو آج شکست سے دوچار کردے۔

اس روایت کی تخریج حسین قطان نے اور الموافقت میں ابن سمان نے کی۔

۹۔ اسماعیل بن ابی خالد ایک صحابی سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی نے جمل کے دن فرمایا یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟ پھر فرمایا! کہتے ہیں کہ میں نے عثمان کو قتل کیا۔ پھر آپ نے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھائے اور کہا الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ حضرت عثمان کو قتل کرنیوالے کو آج بدلہ مل جائے۔

اس روایت کی تخریج بھی ابن سمان نے کی۔

امام حسنؑ کا قاتل عثمانؓ پر لعنت برسانا

۱۰۔ عبداللہ بن زراد سے روایت ہے کہا کہ مجھ سے حضرت امام حسن علیہ السلام کے ایک ساتھی نے روایت بیان کی کہ حضرت امام حسنؓ نے اپنے ہاتھ مبارک دیوار پر رکھے اور فرمایا حضرت عثمان کے قاتل پر اللہ کی لعنت ہو۔
اُس شخص نے کہا لوگوں کا گمان تو یہ ہے کہ عثمان کو علی نے قتل کیا ہے؟
حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا! اُنہیں قتل کرنے والا قتل ہو اور فرمایا قاتل عثمان پر اللہ کی لعنت ہو۔

اس روایت کی تخریج ابن سمان نے کی۔

اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حاکمی نے روایت بیان کی ہے کہ اُمّ المومنین حضرت

عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قاتل عثمان پر لعنت فرماتی تھیں۔
حضرت عبداللہ بن امام حسن علیہم السلام کے پاس حضرت عثمان کی شہادت کا ذکر ہوتا تو آپ رونے لگتے اور آپ کی داڑھی مبارک اشکوں سے تر ہو جاتی۔

اس روایت کی تخریج ابن سمان نے کی۔

حضرت حذیفہ کی قتل عثمانؓ سے برّیت:۔

۱۔ حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ اُنہیں حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر پہنچی تو اُنھوں نے کہا الٰہی تو جانتا ہے کہ میں عثمان کے خون سے بری ہوں اور جن لوگوں نے عثمان کو قتل کیا اگر وہ صواب پر ہوں تو بھی اُن سے بری ہوں اور اگر وہ غلطی پر ہیں تو مجھے اس سے برأت کا حال معلوم ہے۔

۲۔ جندب سے روایت ہے کہ جب حضرت حذیفہ کے پاس گیا تو اُنھوں نے مجھ سے حضرت عثمان کے بارے میں پوچھا کہ اُن کا کیا حال ہے؟
میں نے کہا لوگ اُنہیں قتل کر دینا چاہتے ہیں۔
حضرت حذیفہ نے فرمایا! اگر اُنھوں نے عثمان کو قتل کر دیا تو عثمان جنت میں ہوں گے اور یہ لوگ جہنم میں ہوں گے۔
اور اس سے پہلے یہ روایت بیان ہو چکی ہے کہ حضرت علی نے فرمایا! حضرت عثمان کے قاتل جہنم میں جائیں گے اور حضرت عثمان جنت میں ہوں گے۔

۳۔ حضرت حذیفہ نے فرمایا کہ پہلا فتنہ حضرت عثمان کی شہادت اور آخری فتنہ دجّال کا نکلنا ہے۔ اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے جس شخص کے دل میں ایک دانے کے برابر بھی قتل عثمان کی پسندیدگی ہوگی۔ اگر وہ دجال

کو دیکھے گا تو اُس کی پیروی کرے گا اور اگر دجال کو نہیں دیکھے گا تو اپنی قبر میں اُس پر ایمان لے آئے گا۔

اس روایت کی تخریج حافظ سلفی نے کی۔

شہادتِ عثمان کے فتنہ سے بچنے والے:-

۱۔ طاؤس سے روایت ہے کہ جب حضرت عثمان کا فتنہ برپا ہُوا تو ایک شخص نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ میں تو ہے کے ساتھ عہد رقم کرتا ہوں کہ مَیں مجنون اور پاگل ہوں۔

پھر جب حضرت عثمان کی شہادت واقع ہوگئی تو اُس نے مجھ سے الگ ہوتے وقت کہا! خدا کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے جنون و دیوانگی سے شفا دی اور مجھے قتلِ عثمان سے عافیت میں رکھا۔

اس روایت کی تخریج خیثمہ بن سلیمان نے کی۔

۲۔ حضرت سعید بن زید سے روایت ہے کہا:-

ولو ان احدا انقض للذی ضعتموہ بعثمان لکان محقوقا ان ینقض۔

اس روایت کی تخریج بخاری نے کی۔

۳۔ حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت ہے کہا کہ لوگوں نے شہادت عثمان سے اپنی جانوں پر فتنے کا دروازہ کھول لیا ہے جو قیامِ قیامت تک بند نہیں ہوگا۔

اس روایت کی تخریج ابو عمرؒ نے کی۔

۴۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ اگر لوگ حضرت عثمان کے قتل پر اجماع و اتفاق

کر لیتے تو ضرور اُن پر قوم لُوط کی طرح پتھر برسائے جاتے۔" خرجہ الحاکمی"

حضرت عثمان کا بدلہ خدا لے گا:-

طاؤس سے روایت ہے کہ اُسے ایک شخص نے کہا کیا تُو نے فلاں شخص سے اللہ تعالیٰ پر کسی کا بدلہ دیکھا ہے؟ کہا تُو نہیں دیکھتا کہ وہ حضرت عثمان کو شہید کرنے والا ہے۔ " خرجہ البغوی"

سنگریزے برسانے والے:-

حضرت امام حسن سے روایت ہے کہا کہ حضرت عثمان کو اُن لوگوں نے قتل کیا ہے جو مسجد میں اُن پر سنگ ریزے برساتے تھے۔ یہاں تک کہ کنکریوں کی اس بوچھاڑ میں آسمان نظر نہ آتا تھا اور اگر حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجروں سے کسی انسان نے قرآن اُٹھایا تو آپ نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے دین کے فرقے سے بری ہیں اور وہ لوگ شیعہ تھے۔

اس روایت کی تخریج صفوت میں کی گئی۔

حضرت عثمان پر اعتراضات اور انکے جوابات

اعتراض نمبر ایک:- حضرت عثمانؓ کے خلاف بغض و ناراضگی کی پہلی وجہ

یہ ہے کہ آپ نے اُن تمام صحابہ کو معزول کر دیا جو آپ کے عامل اور گورنر تھے۔

آپ نے بصرہ سے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو معزول کیا اور ان کی جگہ عبداللہ بن عامر کو گورنر بنایا۔ نیز عمرو بن عاص کو معزول کر کے مصر کا گورنر عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو بنا دیا۔ یہ شخص حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مرتد ہو کر مشرکین سے جا ملا تھا۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے دن جہاں دوسرے لوگوں کو امان دی، اس شخص کا خون جائز رکھا یعنی عبداللہ بن سعد بن ابی سرح جہاں بھی ملے اسے قتل کر دیا جائے۔ لیکن حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے لئے امان حاصل کر لی، پھر اُس نے اسلام قبول کر لیا۔

بصرہ و مصر کے گورنروں کے علاوہ حضرت عثمان نے کوفہ کے گورنر حضرت عمار بن یاسر کو معزول کیا اور کوفہ ہی سے مغیرہ بن شعبہ کو معزول کیا گیا اور پھر کوفہ ہی سے حضرت عبداللہ بن مسعود کو معزول کر دیا اور وہ وہاں سے مدینہ منورہ کوچ کر گئے۔

عثمان پر کئی شقوں پر مبنی دوسرا اعتراض :-

حضرت عثمان کا بیت المال میں سے اسراف فرمانا اور اس ضمن میں یہ چند امور ہیں :-

ایک بات یہ کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم بن عاص کو مردود و مطرود قرار دیتے ہوئے مدینہ منورہ سے طائف کی طرف نکال دیا تھا۔ مگر حضرت عثمان غنی نے اسی حکم بن عاص کو بیت المال سے ایک لاکھ درہم پہنچائے اور اُسکے بیٹے حارث کو مدینہ منورہ کے چوہدری بنا دیا بنا دیا تاکہ وہ بازار میں

فروخت ہونے والی ہر چیز کا دسواں حصہ ٹیکس وصول کرے۔

دوسری بات یہ حضرت عثمانؓ نے مروان بن حکم کو افریقہ کا خمس عطا کیا۔

تیسری بات :- یہ تھی کہ عبداللہ بن خالد بن اسد بن ابی عاص حضرت عثمانؓ کے پاس آیا تو آپ نے اُسے بیت المال سے تین لاکھ درہم دے دیئے۔

چوتھی بات وہ ہے جو حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمرؓ کے پاس مالِ غنیمت لیکر حاضر ہوتا تو آپ بلا تاخیر سونے چاندی کے زیور مسلمانوں میں تقسیم کر دیتے یہاں تک کہ کوئی چیز باقی نہ رہتی۔ پھر جب حضرت عثمان خلیفہ بنے تو آپ یہ زیورات اپنی عورتوں اور بیٹیوں کو بھیج دیتے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ جب میں نے حضرت عثمانؓ کو ایسا کرتے دیکھا تو میری آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور میں رونے لگا۔

حضرت عثمانؓ نے مجھے فرمایا کہ تم کیوں روتے ہو؟

میں نے آپ کو بتایا کہ حضرت عمرؓ زیورات وغیرہ کی تقسیم اس طرح کرتے تھے اور آپ اس طرح کرتے ہیں۔

حضرت عثمان نے فرمایا! اللہ عمرؓ پر رحم فرمائے وہ اچھے کام کرتے تھے میں بھی اچھا کرتا ہوں اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جو وہ کماتا ہے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ اپنی اولاد میں سے کسی بچے کے پاس ایک درہم پاتے تو اُسے اللہ کے مال یعنی بیت المال میں لوٹا دیتے اور مسلمانوں کے درمیان تقسیم کر دیتے۔

تو آپ نے دیکھا کہ آپ نے یاقوت اور سچے موتیوں سے جڑی ہوئی سونے کی انگوٹھی اپنی ایک بیٹی اور دو ایسے انمول موتی دوسری بیٹی کو دے دیئے ہیں جن کی قیمت نہیں جانتے کہ کتنی ہے۔

حضرت عثمان غنی نے فرمایا! حضرت عمر اپنی رائے سے عمل کرنے اور خیر سے کوتاہی نہ کرتے تھے اور میں اپنی رائے پر عمل کرتا ہوں اور خیر سے کوتاہی نہیں کرتا۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ذوی القربیٰ سے احسان کی وصیت فرمائی ہے اور میں انہیں ان پر احسان کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔

منجملہ ایک امر یہ تھا کہ حضرت عثمان بیت المال کا بہت سامان اپنے گھر اور اپنی اولاد کے گھروں کی تعمیر میں ضائع کر دیتے تھے۔ جبکہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں عبداللہ بن ارقم اور معیقیب کو بیت المال پر بنایا گیا۔

پھر جب انہوں نے ایسا امر دیکھا تو حضرت عثمان نے ان کو معزول کر کے زید بن ثابت کو عامل بنا دیا اور چابیاں اپنے ہاتھ میں رکھیں۔

پھر آپ نے ایک دن زید بن ثابت سے فرمایا! بیت المال میں فاضل مال موجود ہے تو یہ تھیلی تیرے لئے ہے۔

حضرت زید نے وہ تھیلی لے لی تو اس میں ایک لاکھ درہم سے زائد کی رقم تھی۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ کہتے عبداللہ بن مسعود و ابی عطار دونوں سے جبکہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ربذہ کی طرف چلے گئے تھے اور وہیں وفات تک وہیں رہے اور زبیر کو وہ بیند، زاسر بھیجا اور وصیت کی کہ ان کی نماز جنازہ وہ پڑھائیں اور حضرت عثمان نے اسکی اجازت نہ دی تاکہ ان کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے پھر جب انہیں دفن کیا گیا تو حضرت عثمان ان کے باپ کی عطا کے ساتھ ان کے وارثوں کو پانچ سال ملتے رہے۔

چوتھا اعتراض :۔

چوتھی وجہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان نے بقیع کے ایک حصہ کو چراگاہ بنا رکھا تھا اور لوگ اس سے منع کرتے تھے اور آپ نے چراگاہ میں دگنی جگہ ملا دی۔

پانچواں اعتراض :۔

یہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے مدینہ منورہ کے بازار میں ایک جگہ چھوڑ رکھی تھی جہاں خرید و فروخت نہ ہوتی تھی۔ تو کہتے ہیں کہ اس سے کھجور کی گٹھلی بھی خرید سکتے تھے یہاں تک کہ حضرت عثمان کا وکیل اس چیز کو خرید لیتا جس کی حضرت عثمان کو اپنے اونٹ کے چارے کے لئے ضرورت ہوتی۔

چھٹا اعتراض :۔

یہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان نے سمندر میں جگہ مخصوص کر رکھی تھی جہاں سے ہر اس کشتی کو نکال دیا جاتا جس میں حضرت عثمانؓ کا سامانِ تجارت نہ ہو۔

ساتواں اعتراض :۔

یہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے اپنے ان اصحاب کو اسلامی شہروں سے بہت الگ کر دیا تھا جن سے انہیں کام نہ ہوتا تھا۔

آٹھواں اعتراض :-

لوگ کہتے ہیں حضرت عثمانِ غنیؓ نے بڑے بڑے صحابہ کرام کو اُن کے وطنوں سے دُور کر دیا جن میں سے حضرت ابوذر غفاریؓ اور حضرت جندب بن جنادہؓ ہیں اور اُن کا قصہ جس میں یہ اور نقل ہوا یُوں ہے کہ حضرت ابوذر غفاریؓ شام میں تھے کہ حضرت عثمانؓ کو اُن کے بارے میں یہ خبر پہنچی کہ وہ لوگوں کے عیوب و نقائص بیان کرتے ہیں۔

حضرت عثمان نے معاویہ کو خط لکھا کہ اُنہیں گھوڑے کی ننگی پُشت پر بٹھا کر ہماری طرف بھیج دے اور گھوڑے کو پیچھے سے ہانکنے والا شخص بہت سخت اور تُند خو ہونا چاہیئے تو معاویہ نے اُنہیں اسی صورت میں حضرت عثمان کے پاس بھیج دیا۔

حضرت ابُوذر سے منسوب عجیب حدیث :-

جب حضرت ابوذر غفاریؓ کو حضرت عثمان غنیؓ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو حضرت ابوذر نے فرمایا آپ نے مجھ پر فساد کیوں کیا۔ میں گواہی دیتا ہُوں کہ میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے :-

اذا بلغ بنو ابی العاص ثلاثین رجلا جعلوا مال اللہ دولا وعباد اللہ خولا ودین اللہ دغلا ثم یریح اللہ العباد منھم

یعنی جب بنو ابو العاص تیس افراد ہو جائیں گے تو یہ اللہ کے مال کو اپنی دولت اور اللہ کے بندوں کو اپنے نوکر چاکر سمجھیں گے اور اللہ کے دین میں حیلہ اور مکاری کریں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ بندوں کو ان سے آزادی اور راحت دے گا۔

حضرت عثمانؓ نے ہر اُس شخص کو جو مسلمانوں میں سے آپ کی خدمت میں حاضر تھا

فرمایا! کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سُنا تھا؟

لوگوں نے کہا نہیں!

پھر آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو بُلوایا اور اُن سے اس حدیث کے بارے میں پُوچھا:-

آپ نے فرمایا نہیں! میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے یہ بات نہیں سُنی۔

بلکہ آپؐ نے یہ فرمایا ہے:-

ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء اصدق لھجۃ من ابی ذر۔

یعنی آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر نہ ابُوذر کی مثل ہے اور نہ ان سے زیادہ کسی کا لہجہ صادق ہے۔

پھر حضرت عثمانؓ غصہ میں آگئے اور حضرت ابوذر کو فرمایا! اس شہر سے نکل جائیں تو حضرت ابوذر یہ سُن کر ربذہ کی طرف تشریف لے گئے اور اپنے وصال مبارک تک وہیں پر رہے۔

نوواں اعتراض شراب کی مشکیں :-

لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عبادہ بن صامت شام کے لشکر میں تھے تو ان کے پاس سے اُونٹوں کی قطار گذری جن پر شراب لدی ہوئی تھی۔ کسی نے کہا یہ شراب معاویہ کے لئے ہے۔ حضرت عبادہ ہاتھ میں چھری لے کر کھڑے ہو گئے اور شراب کی کوئی مشک ایسی نہ چھوڑی جسے پھاڑ نہیں دیا۔ پھر اہلِ شام کے سامنے حضرت عثمانؓ اور معاویہ

کی بُرائی بیان کی۔

معاویہ نے حضرت عثمانؓ کو خط لکھا جس میں عبادہ بن صامت کی شکایت کی اور اُنہیں مدینہ منوّرہ بھیج دینے کی اجازت طلب کی۔ پھر اُس نے عبادہ بن صامت کو مدینہ منوّرہ بھیج دیا۔

جب وہ حضرت عثمان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت عثمان نے فرمایا! اے عبادہ تیرے لئے کیا ہے اور ہمارے لئے کیا ہے۔ تو ہمارا انکار کرتا ہے اور ہماری اطاعت سے نکل گیا ہے۔

حضرت عبادہؓ نے کہا! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا ہے آپؐ فرماتے تھے:۔

لاطاعة لمن عصی اللہ تعالٰی

یعنی جو اللہ کی نافرمانی کرے اُس کی اطاعت نہیں۔

دسواں اعتراض صحابہ کی جلاوطنی :۔

لوگ کہتے ہیں حضرت عثمانؓ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو جلاوطنی میں مبتلا کیا اور وہ ایسے ہے کہ جب اُنہیں کوفہ سے معزول کیا گیا اور زبردستی مدینہ کو بھیجا گیا تو اُنہیں چار سال تک مہجور رکھا یہاں تک کہ مہجور ہی فوت ہوئے۔

یہ لوگ اس امر کے سبب میں یہ گمان کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمانؓ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو کوفہ سے معزول کیا اور ولید بن عقبہ کو کوفہ کا گورنر بنایا تو حضرت

عبداللہ بن مسعود نے دیکھا کہ ولید ظلم و جور کرتا ہے تو اُنہوں نے اسے بُرا جانا، اور لوگوں کو مسجد کوفہ میں جمع کیا اور اُن کے سامنے حضرت عثمانؓ کے احداث و بدعات کا ذکر کیا۔

پھر کہا اے لوگو! تمہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم دیا ہے یا اللہ نے تم پر تمہارے شریر لوگوں کو مسلط کیا ہے؟

پھر تمہارے نیک لوگوں کو بلایا تو تمہیں کوئی جواب نہ دیا۔ چونکہ اُنہیں حضرت ابی ذرؓ کے ربذہ کی طرف نکال دینے کی خبر پہنچ چکی تھی۔ لہٰذا اُنہوں نے اہلِ کوفہ کی محفل میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا! کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سُنا ہے :۔

ثم انتم ھٰؤلاء تقتلون انفسکم و تخرجون فریقاً منکم من دیارھم[1]

پھر یہ جو تم ہو اپنوں کو قتل کرنے لگے اور اپنے میں سے ایک گروہ کو اُن کے وطن سے نکالتے ہو۔

اور یہ بات حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لوٹائی۔ پھر ولید نے حضرت عثمانؓ کی طرف خط لکھا اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو زبردستی مدینہ منوّرہ کی طرف روانہ کر دیا۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے سیاہ فام غلام کو بھیجا تو اُس نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسجد سے نکال باہر کیا اور پھر پکڑ کر زمین پر دے مارا اور اُن کے قرآن کو جلا دینے کا حکم اور اُنہیں اُن کے گھر میں قید کر دیا اور وہ اپنی وفات تک

---

[1] البقرہ آیت ۸۵

چار سال تک کا عرصہ اپنے گھر پر قید رہے اور حضرت زبیر کو وصیت کی جس پر حضرت عثمانؓ نے اُن پر نماز جنازہ ترک نہیں کی۔

یہ لوگ یہ بھی گمان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان حضرت ابن مسعود کے پاس گئے تاکہ اُنہیں واپس لائیں اور اُنہیں کہا کہ میرے لئے اللہ سے استغفار کریں۔

حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا! یا اللہ تو بہت بڑا معافی دینے والا اور بہت درگذر فرمانے والا ہے مگر عثمان سے درگذر نہ فرمانا یہاں تک کہ اس سے میرے لئے قید ہے۔

گیارہواں اعتراض ابن عوف کو منافق کہا۔

یہ لوگ نقل کرتے ہیں کہ حضرت عثمان نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا کہ وہ منافق ہیں اور یہ کہ جب صحابہ کرامؓ حضرت عثمان غنیؓ پر ناراض ہوئے تو اُن سے بات نہ کرتے تھے بلکہ ان کو خلیفہ بنانے پر حضرت عبدالرحمن بن عوف کو ملامت کرتے تھے کہ انہیں تم نے ہی پسند کیا تھا۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف نے اس پر نادم ہوتے ہوئے کہا! میں نہیں جانتا تھا کیا ہوگا اور اس وقت یہ امر تمہاری طرف ہے۔

جب اُن کی یہ بات حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی تو حضرت عثمانؓ نے کہا عبدالرحمن بن عوفؓ منافق ہے اور مجھے اُس کی باتوں کی پرواہ نہیں۔

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سنا تو قسم کھا کر کہا میں زندگی بھر اُس سے بات نہیں کروں گا اور وہ اپنی ہجرت پر فوت ہوتے۔

یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ منافق ہیں جیسا کہ حضرت عثمان

نے کہا تو اُن کی بیعت کیسے درست ہے اور اُنہیں اس کا اختیار نہیں۔ اور اگر وہ منافق نہیں تو حضرت عثمانؓ کا یہ قول فسق ہے اور وہ امامت کی اہلیت سے نکل گئے۔

بارہواں اعتراض حضرت عمار کو پیٹا گیا۔

یہ لوگ ایک یہ روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے حضرت عمار بن یاسرؓ کو مارا، اور یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مہاجرین و انصار سے پچاس اصحاب نے جمع ہو کر حضرت عثمانؓ کی بدعات لکھیں اور خط میں اُن پر اپنا بغض ظاہر کیا اور حضرت عمارؓ سے کہا کہ یہ خط حضرت عثمانؓ کے پاس لے جائیں تاکہ وہ پڑھ لیں۔ ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے اس ناپسندیدہ امر سے رجوع کرلیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوف پیدا ہوا کہ اگر وہ رجوع نہیں کرتے تو صحابہ اُن کی بیعت سے نکل جائیں گے اور اُن کی جگہ کسی دوسرے کو بدل دیں گے۔

یہ لوگ کہتے ہیں کہ پھر جب حضرت عثمانؓ نے خط پڑھا تو اُنہوں نے خط کو پھینک دیا۔ حضرت عمارؓ نے اُنہیں کہا کہ خط پھینکنے کی بجائے اسے دیکھیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کا لکھا ہوا ہے اور خدا کی قسم میں آپ کو نصیحت کرنے والا ہوں اور آپ کے لئے خوفزدہ ہوں۔

حضرت عثمانؓ نے فرمایا اے سمیہ کے بیٹے! تو جھوٹ کہتا ہے۔ پھر آپ نے لڑکوں کو حکم دیا کہ اسے مارو۔ یہاں تک کہ اُن کے پہلو میں چوٹ آئی اور وہ اس پر بے ہوش ہوگئے۔

ان لوگوں کا گمان ہے کہ حضرت عثمانؓ خود کھڑے ہوئے اور حضرت عمارؓ کے پیٹ پر ضرب لگائی اور وہ اس ضربِ شدید سے بیہوش ہو گئے۔ یہاں تک کہ اُن کی چار نمازیں قضا ہو گئیں جو اُنہوں نے ہوش میں آنے کے بعد ادا کیں اور نازک حصّہ پر چوٹ آنے کی وجہ سے اُنہوں نے کپڑوں کے نیچے جانگیہ پہننا شروع کر دیا اور حضرت عمارؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے جسم کے نازک حصّہ پر ضرب کی وجہ سے نیچے جانگیہ پہنا۔ حضرت عمارؓ پر حضرت عثمان کی اس سختی کے بارے میں سُنا تو بنو مخزوم نے غضبناک ہو کر کہا خدا کی قسم اگر عمارؓ اس ضرب کے ساتھ فوت ہو جاتے تو ہم بنو امیہ کے بہت بڑے شیخ کو ضرور قتل کر دیتے اور شیخ سے اُن کی مراد حضرت عثمانؓ تھے۔

پھر یہ کہ حضرت عمارؓ نے خود کو اپنے گھر پابند کر لیا۔ یہاں تک کہ فتنے کا اَمر پیدا ہو گیا۔

تیرہواں اعتراض کعب بن عَبدہ کی بے حُرمتی کرنا:۔

یہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے کعب بن عبدۃ البھری کی بے حُرمتی اور بے عزتی کی ہے اور یہ کہ اہلِ کُوفہ کی ایک جماعت نے اکٹھے ہو کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھا جس میں اُن کی بدعات کا ذکر کرتے ہوئے اُن سے کہا کہ اگر آپ ان کاموں سے باز رہیں تو ہم آپ کی بات سُنیں گے اور آپ کی اطاعت کریں گے بصورتِ دیگر ہم یہاں آپ کو بُرا بھلا کہیں گے اور ہم پر آپ کی اطاعت واجب نہیں اور یہ عذر خواہی ڈر سے ہوتی ہے۔ پھر اُنہوں نے عنزہ کے ایک شخص کے پاس ایک خط بھیجا تاکہ وہ اسے حضرت عثمان کی طرف لے جائے۔

باوجود دیگر اہلِ کُوفہ کے کعب بن عبدۃ نے ذاتی طور پر آپ کو بہت سخت لکھا

حضرت عثمانؓ نے ان خطوط سے آگاہی کے بعد سعید بن عاص کو خط لکھا کہ کعب بن عبدہ کو فوراً پکڑ کر کُوفہ کے کسی پہاڑ پر برہنہ کر کے بیس کوڑے لگائے جائیں اور پھر اُسے کسی دوسرے پہاڑ پر پہنچا دینا۔

چودہواں اعتراض اُشتر نخعی کی بے حُرمتی کی:۔

ان لوگوں کا چودہواں اعتراض یہ ہے کہ حضرت عثمان نے اُشتر نخعی کی بے عزتی اور بے حُرمتی کی ہے اور یہ اس طرح کہ حضرت عثمانؓ کے کُوفہ میں پہلے گورنر سعید بن عاص جب مسجد میں داخل ہوئے تو اُن کے پاس کُوفہ کے سردار گئے اور اُن سے کوفہ در سوادِ کُوفہ کے بارے میں ذکر کیا۔

سعید بن عاص کے ایک درباری عبد الرحمٰن بن خنیس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ کُوفہ کے تمام گرد و نواح کا علاقہ امیر یعنی گورنر سعید بن عاص کے لئے ہو۔

اُشتر نخعی نے کہا جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہماری تلواروں سے دیا ہے وہ امیر کے لئے نہیں۔

عبد الرحمٰن نے کہا اے اُشتر خاموش رہ۔ اگر امیر چاہے تو تمام علاقہ اُسی کے لئے ہے۔

اُشتر نخعی نے کہا اے عبد الرحمٰن تُو جھوٹ کہتا ہے اگر امیر چاہے بھی تو اس پر اُسے قدرت حاصل نہیں۔ اس کے ساتھ ہی عام لوگ اُٹھ کر اُشتر نخعی کو مارنے لگے یہاں تک کہ اُس کے پہلو میں سخت چوٹ لگائی۔

سعید نے اس واقعہ کے بعد حضرت عثمانؓ کو خط لکھا کہ اُسے اجازت دی جائے کہ وہ اُشتر اور اس کے اُن ساتھیوں کو کُوفہ سے شام کی طرف نکال دے جنہوں نے

اُس کی مدد کی۔

حضرت عثمانؓ نے اُسے اجازت دے دی تو اُس نے کوفہ کے بعض صلحاء اور نیک آدمیوں کے ساتھ اُشتر نخعی کو زبردستی کوفہ سے شام بھیج دیا اور وہاں انہیں قید کر دیا۔ یہاں تک کہ فتنۂ عثمانؓ واقع ہو گیا۔

پھر سعید مدینہ منورہ کی طرف چلا گیا تو کوفہ حضرت عثمان کے عمال پر تنگ ہو گیا اور کوفہ کے سرداروں نے اُشتر کی طرف خط لکھا۔

"امّا بعد! تمہاری برادری کے سرداران کوفہ نے جمع ہو کر حضرت عثمان کے احداث و بدعات کے بارے میں مذاکرات کئے اور جو اُنہوں نے تمہیں تکلیف پہنچائی ہے اُس کا بھی ذکر ہوا۔ اور وہ دیکھتے ہیں کہ کیا اُن پر اللہ تعالیٰ کی معصیت میں حضرت عثمان کی اطاعت واجب ہے؟ اور کوفہ کا گورنر سعید یہاں سے چلا گیا ہے اور ہم نے اُس سے وعدہ لیا ہے کہ وہ کبھی گورنر بن کر کوفہ میں نہیں آئے گا۔ پس تم ہمیں آکر ملو اور اگر تم چاہو تو ہمارے ساتھ مل کر اپنے ساتھ پیش آنے والے معاملہ کی گواہی دو۔"

پھر کوفہ کے سرداروں نے اکٹھے ہو کر سعید بن عاص گورنر کے ایک درباری ثابت بن قیس کو کوفہ سے نکال دیا۔ پھر اُشتر اور دیگر اہلِ کوفہ مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے تاکہ حضرت عثمانؓ کو کوفہ میں گورنر بھیجنے سے منع کریں۔

جب یہ خبر حضرت عثمانؓ کو پہنچی تو آپ نے اُن کی طرف سعید کو بھیجا۔ جب وہ

مقامِ عذیب پر پہنچا تو اُس کی کوفہ سے آنے والے لشکر کے ساتھ ملاقات ہو گئی اہلِ لشکر نے کہا اے اللہ کے دشمن واپس چلا جا۔ تو فرات کا پانی تیار کرنے کے بعد کوفہ میں اُسے نہیں چکھ سکے گا۔ پھر اُنہوں نے اُس سے لڑائی کی اور اُسے بھگا دیا۔

سعید خائب و خاسر حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت عثمانؓ نے اُشتر کو خط لکھا جس میں اُسے امام کی مخالفت پہ وعید کی گئی۔

حضرت عثمان کے خط کے جواب میں اُشتر نے انہیں خط لکھا جس کا عنوان یہ تھا "مالک بن حویرث کی طرف سے اپنے نبیؐ کی سُنّت سے نکل جانے والے اور حکمِ قرآن کو پسِ پُشت ڈال دینے والے خلیفہ کے نام"

امّا بعد! اگر ایسے خلیفہ پر طعن کیا جائے جو عدل کرنے والا اور حق کے ساتھ فیصلہ کرنے والا ہے تو یہ وبال ہوگا اور جب خلیفہ ایسا نہیں ہوگا تو اُسے اللہ تعالیٰ کی قربت اور وسیلے کی طرف الگ کر دینا چاہیئے۔

یہ خط لے کر کمیل بن زیاد حضرت عثمان کی خدمت میں پہنچا تو اُس نے سلام کہا مگر امیر المومنین کہہ کر مخاطب نہ کیا۔ لوگوں نے اُسے کہا تم نے امیر المومنین پر خلافت کے ساتھ سلام کیوں نہیں کیا؟

کمیل بن زیاد نے کہا اگر یہ اپنے افعال سے توبہ کر لیں اور ہمیں وہ دیدیں جو ہم چاہتے ہیں تو یہ ہمارے امیر ہیں ورنہ نہیں۔

حضرت عثمانؓ نے فرمایا جو تم چاہتے ہو وہ میں تمہیں دوں گا۔ تم یہ بتاؤ کہ تمہارا

گورنر کسے بنائیں؟ انہوں نے ابو موسیٰ اشعری پر اظہارِ رضامندی کیا تو حضرت عثمان نے حضرت ابو موسیٰ اشعری کو ان کا گورنر بنا دیا۔

پندرہواں اعتراض قرآن کے نسخے جلا دیئے :۔

یہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان نے حضرت ابن مسعود اور حضرت ابی بن کعب کے قرآن کے نسخے جلا دیئے اور لوگوں کو حضرت زید بن ثابتؓ کے جمع کردہ قرآن پر جمع کر لیا۔ اور جب حضرت عبداللہ ابن مسعود کو پتہ چلا کہ ان کا نسخۂ قرآن جلا دیا گیا اور ان کا نسخۂ قرآن ان کے کوفہ میں رہنے والے ساتھیوں کے پاس تھا جنہیں ان کی حفاظت کے لئے کہا گیا تھا۔ پھر انہوں نے کہا میں نے اس وقت قرآن مجید کی ستر سورتیں پڑھ لی تھیں جب زید بن ثابت ابھی بچوں میں سے ایک بچہ تھے۔

سولہواں اعتراض ابن عمر پر حد کیوں قائم نہ کی :۔

یہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبیداللہ بن عمر پر اس وقت اللہ کی حد قائم کرنا ترک کر دیا تھا جب اس نے ہرمزان اور جفینہ اور اس کی دو چھوٹی بیٹیوں کو حضرت عمرؓ کے قاتل ابی لؤلؤ کی وجہ سے قتل کر دیا تھا۔

چنانچہ صحابہ کرام اکٹھے ہو کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور انہیں عبیداللہ بن عمرؓ سے قتل کا قصاص لینے کے لئے کہا اور حضرت علیؓ نے بھی حضرت عثمان کو یہی مشورہ دیا مگر انہوں نے قبول نہ کیا۔ اسی بنا پر حضرت عثمان کی شہادت کے بعد عبیداللہ بن عمر معاویہ کے پاس بھاگ گیا۔ کیونکہ اسے خوف تھا کہ حضرت علی اسے ہرمزان کے قتل کے بدلہ میں قتل کر دیں گے۔

سترہواں اعتراض منیٰ میں نماز پوری کیوں پڑھی :۔

یہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان نے منیٰ میں نماز پوری کی اور لوگوں سے مخالفت کی باوجودیکہ آپ جانتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما منیٰ میں نمازیں قصر کرتے تھے۔

اٹھارہواں اعتراض :۔

یہ لوگ کہتے ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرائض وغیرہ کے مسائل میں تمام امت کی مخالفت کرتے ہیں اور اپنے شاذ اقوال میں اکیلے ہیں۔

انیسواں اعتراض وعدہ خلافی کرتے تھے :۔

یہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ وعدہ خلافی کرتے تھے۔ کیونکہ اہلِ مصر نے ان سے اپنے گورنر عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کی شکایت کی تو آپ نے ان سے وعدہ کیا کہ ان کا گورنر اس شخص کو بنایا جائیگا جسے وہ پسند کرتے ہیں۔

پھر اہلِ مصر نے محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پسند کیا تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں ان کا گورنر بنا دیا اور انہیں مصر کی طرف بھیج دیا۔

بعد ازاں اپنے گورنرِ مصر ابنِ ابی سرح کو خط لکھا جس میں آپ نے اسے حکم دیا کہ محمد بن ابی بکر کو پکڑ لینا اور اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دینا، اور اسی وجہ سے اہلِ مصر مدینہ منورہ واپس لوٹ گئے اور حضرت عثمان کا محاصرہ کر کے انہیں شہید کر دیا۔

اِن اعتراضات کے جوابات

پہلے اعتراض کا جواب :-

یہ کہنا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرامؓ کو معزول کر دیا تھا اور ان صحابہ میں سے ایک حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ ہیں جنہیں معزول کیا گیا تو اُن کے معزول کرنے کا حضرت عثمانؓ نے عُذر پیش کیا ہے اور وضاحت سے بیان کیا کیونکہ اگر آپ اُنہیں معزول نہ کرتے تو بصرہ اور کوفہ کے لوگ اور ان کے گورنر پریشان ہو کر آپس میں ٹکرا جاتے اس لئے کہ دونوں شہروں کے لشکروں میں اختلاف واقع ہو جانا تھا۔

یہ قصہ اس طرح ہے کہ حضرت ابو موسیٰؓ نے حضرت عمرؓ کے زمانۂ خلافت میں اُنہیں خط لکھا جس میں اُن سے مدد مانگی گئی تھی اور حضرت عمرؓ نے کوفہ کے لشکر کی مدد کی تو حضرت ابو موسیٰ نے کوفہ کے لوگوں کے اپنے پاس آنے سے پہلے اُنہیں حکم دیا کہ برامہرمز کی طرف جاؤ۔

یہ لوگ اُس کی طرف گئے اور اُسے فتح کیا اور وہاں کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا تو حضرت ابو موسیٰ نے اس پہ اُن کی تعریف کی۔ مگر وہ بصرہ کے لشکر کے

برعکس کوفہ کے لشکر کی فتح کو نسبتاً ناپسند کیا۔ پس حضرت ابو موسیٰ اشعری نے اُنہیں کہا کہ میں تمہیں امان دیتا ہوں اور چھ ماہ کی مُہلت دیتا ہوں۔ اس میں دونوں لشکروں کے درمیان اختلاف واقع ہو گیا تو لوگوں نے حضرت عمرؓ کو خط لکھا جس کے جواب میں حضرت عمرؓ نے ابو موسیٰ اشعری کے لشکر میں موجود حضرت براء، حضرت حذیفہ، حضرت عمران بن حصین، حضرت انس بن مالک اور حضرت سعید بن عمرو انصاری جیسے صالحین کو خط لکھا اور انہیں حکم دیا کہ ابو موسیٰ سے اس امر میں حلف لیں۔ اگر وہ حلف دے دیں تو اُنہیں امان دے دیں اور اُن پر مہلت لوٹا دیں۔

بعد ازاں اُن لوگوں نے حضرت ابو موسیٰ سے حلف مانگا تو اُنہوں نے حلف اُٹھا لیا اور اُن کے قیدی واپس کر دیئے اور اُن کی مُہلت کا انتظار کرنے لگے۔

اس واقعہ کے بعد حضرت ابو موسیٰؓ کے متعلق فوج کے دلوں میں کینہ باقی رہا۔ پھر حضرت علیؓ نے حضرت ابو موسیٰ کو حضرت عمرؓ کی طرف بھیجا۔ کسی نے اُسے کہا کہ اگر اُنہیں امان دے دی گئی تو اس کا تمہیں علم ہے۔

پس حضرت عمرؓ نے انہیں زبردستی بُلوایا اور اُن سے قسم کے بارے میں پوچھا تو اُنہوں نے کہا میں نے حق پر قسم کھائی ہے۔

حضرت عمرؓ نے کہا! میں نے لشکر کو اُن کی طرف حکم نہیں دیا تھا یہاں تک کہ اُنہوں نے کیا جو کیا، اور ہم قسم کے بارے میں تمہارے امر کو اللہ تعالیٰ پہ چھوڑتے ہیں تو آپ اپنے امر کی طرف لوٹ جائیں۔ مگر تم اس وقت اس مقام کو نہیں پاؤ گے جہاں تم کھڑے ہو۔ اور ہو سکتا ہے کہ ہم وہ امر پالیں جو تمہارے عمل کے لئے ہمیں کافی ہو جب ہم نے اُسے ولی بنایا۔

پھر جب حضرت عمرؓ اُن کے راستے سے ہٹ گئے اور حضرت عثمان خلیفہ ہوئے تو بصرہ کے لشکر نے حضرت ابوموسیٰ کے بخل کی شکایت کی اور کوفہ کے لشکر نے شکایت کی جو اُن پر ملامت کرتے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ پر دونوں فریقوں کے معاملہ سے ڈرے اور انہیں بصرہ سے معزول کر دیا اور بصرہ کے گورنر ایک صاحبِ کرامت نوجوان عبداللہ بن عامر بن کریز کو بنا دیا جو کہ ساداتِ قریش میں سے تھے اور یہ وہ شخص ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس وقت اپنی زبانِ مبارک چوسائی تھی جب وہ اپنے پالنے میں آپ کی طرف لپکا تھا۔

عمرو بن عاص کی معزولی کی وجہ :-

رہا عمرو بن العاص جسے حضرت عثمانؓ نے معزول کیا تھا تو یہ اس لئے تھا کہ بہت سے اہلِ مصر نے اس کی شکایت کی تھی اور اس سے پہلے حضرت عمرؓ بھی اُسے معزول کر چکے تھے۔ جب آپ کو اُس کی طرف سے ناگوار امر پہنچا تھا۔ پھر اُس نے ظاہر طور پر توبہ کر لی تو حضرت عمرؓ نے اُسے گورنری پر واپس بھیج دیا۔

ایسے ہی حضرت عثمان نے اُسے معزول کر دیا۔ کیونکہ اُس کی رعایا نے اس کی شکایت کی تھی۔

اور رافضی کیسے گمان کرتے ہیں کہ حضرت عمر اسلام میں منافق تھے جبکہ حضرت عثمان نے اُن کا عمرو بن عاص کو معزول کرنا درست سمجھا تھا۔

تو حضرت عثمان پر کیسے اعتراض ہو سکتا ہے جبکہ معزولی عمرو بن عاص میں وہ ان لوگوں کے نزدیک راہِ صواب پر ہیں۔

ابن ابی سرح کی گورنری کا جواز :-

رہا آپ کا عبداللہ بن ابی سرح کو گورنر بنانا تو یہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حسنِ نظر اور نیک گمان ہے۔ کیونکہ ابن ابی سرح نے توبہ کی تھی اور اپنے عمل کی اصلاح کر لی تھی۔ اور اس میں اُس کے لئے یہ ہے کہ اس کی گورنری کے آثار اچھے تھے۔ کیونکہ اس نے گرد و نواح کے ایک بڑے علاقہ کو فتح کیا تھا یہاں تک کہ وہ بلادِ مغرب کے سمندر میں جزیروں تک پہنچ گیا اور اس کی فتوحات میں ڈیڑھ کروڑ دینار حاصل ہوئے۔ علاوہ اس مالِ غنیمت کے جو مختلف اموال کی صنفوں میں تھا اس مالِ غنیمت سے اُس نے حضرت عثمانؓ کی طرف خُمس بھیجا اور باقی اپنے لشکر میں تقسیم کر دیا اور اس کے لشکر میں صحابہ کرام اور صحابہ کی اولاد میں سے بھی کچھ لوگ موجود تھے جیسے کہ عقبہ بن عامر الجہنی، عبدالرحمٰن بن ابی بکر، عبداللہ بن عمرو بن العاص ہیں۔ یہ لوگ اس کے پرچم تلے لڑتے تھے اور اس کی اطاعت کرتے تھے اور اُمورِ سیاست میں اُسے عمرو بن عاص سے زیادہ بہتر اور بڑا فتور پاتے تھے۔ پھر اس نے یعنی ابن ابی سرح نے فتنہ واقع ہونے کے وقت اپنی ذات میں اپنے حسنِ رائے سے ابتدا کی۔ پھر جب حضرت عثمان شہید ہو گئے تو دونوں فریق معزول ہو گئے۔ پھر نہ وہ مشہد میں موجود تھا نہ اُس نے مشرکوں سے جنگ کے بعد کسی سے لڑائی کی۔

حضرت عمار بن یاسرؓ کی معزولی :-

رہا حضرت عمار بن یاسر

کو معزول کرنا تو لوگ اس گمان میں غلطی پر ہیں۔ اس لئے کہ اُنہیں حضرت عثمان نے نہیں بلکہ حضرت عمرؓ نے معزول کیا تھا اور وہ اس طرح کہ اہلِ کوفہ نے حضرت عمرؓ سے حضرت عمار کی شکایت کی تو حضرت عمرؓ نے اُنہیں فرمایا اہلِ کوفہ سے کون پورا آسکتا ہے کہ اگر اُن پر پرہیزگار اور متقی شخص کو عامل بنایا جاتا ہے تو اُسے کمزور سمجھ لیتے ہیں اور اگر ان پر طاقتور شخص کو عامل بنا دیں تو اُسے کھینچا شروع کر دیتے ہیں۔ پھر آپ نے حضرت عمار بن یاسر کو معزول کر کے ان کی جگہ مغیرہ بن شعبہ کو گورنر بنا دیا۔

پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنے تو اہلِ کوفہ نے اُن سے مغیرہ بن شعبہ کی شکایت کی اور اُس کے بارے میں بتایا کہ بعض امور میں رشوت لیتا ہے۔

حضرت عثمان نے جب دیکھا کہ ان لوگوں کے نزدیک مغیرہ بن شعبہ کی کچھ عزت و توقیر نہیں تو اُنہوں نے اُسے وہاں سے معزول کر دیا۔ اگرچہ اہلِ کوفہ کا اُس پر افتراء تھا۔

ان رافضیوں پر تعجب آتا ہے کہ وہ مغیرہ بن شعبہ کی معزولی پر حضرت عثمان کو ملامت کرتے ہیں حالانکہ یہ لوگ مغیرہ کی تکفیر کرتے ہیں۔

اس پر ہم کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ سے پہلے بھی اور بعد میں بھی خلفاء اپنے گورنروں کو تبدیل کرتے رہے ہیں۔ وہ جس عامل کو دیکھتے کہ اس کا معزول ہونا مناسب ہے اس کو معزول کر دیتے۔ اور جو شخص اُن کی نگاہ میں لوگوں کے لئے مناسب ہوتا اسے عامل بنا دیتے۔

چنانچہ حضرت عمرؓ نے شام سے حضرت خالدؓ بن ولید کو معزول کر کے حضرت

ابو عبیدہ کو وہاں کا عامل بنایا اور مصر سے قیس بن سعد کو معزول کر کے اس کی جگہ اُشتر نخعی کو گورنر مقرر کیا۔

کیا تُو نے معاویہ کو دیکھا کہ جب اُس نے خلافت کے دوران جزیرے پر غلبہ حاصل کیا اور روم کی حدود میں کئی شہروں اور جزیرہ قبرص کو فتح کیا اور مالِ غنیمت میں ایک لاکھ بکریوں کے علاوہ چاندی اور مال کی دیگر اصناف حاصل کیں تو حضرت عمرؓ نے اُسے گورنر بنا دیا اور اس کی سیرت کی تعریف کی۔ چنانچہ اس کی جنگوں نے اسے اس کی ولایت پر توقیر دی۔

دوسرے اعتراض کا جواب حکم بن عاص کی واپسی:۔

رہا دوسرا قصہ کہ حضرت عثمان بیت المال میں اسراف کرتے تھے یعنی اپنی ذات پر بہت زیادہ مال خرچ کرتے تھے تو اس روایت کا بہت سا حصہ آپ پر افتراء ہے اور جو حصہ درست ہے اس میں آپ کا عذر واضح اور ظاہر ہے۔

رہا حکم بن عاص کو مدینہ منورہ میں واپس بلانا تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُسے واپس بلانے کی اجازت لے لی تھی اور اس کے ساتھ یہ وعدہ کر لیا تھا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ خلیفہ بنے تو حضرت عثمان نے حکم بن عاص کی واپسی کیلئے کہا۔

حضرت عثمان کے جواب میں حضرت ابوبکر نے کہا کہ میں اُسے مدینہ کی طرف کیسے بلاؤں جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ سے دُور کیا ہے؟

حضرت عثمانؓ نے انہیں بتایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

اس کی اجازت لے رکھی ہے۔

حضرت ابو بکرؓ نے کہا میں نے آپ کو اس کے لئے یہ فرماتے ہوئے

نہیں سُنا۔

حضرت ابو بکرؓ نے اس دلیل پر حضرت عثمانؓ کا ساتھ نہیں دیا۔ پھر جب حضرت عمرؓ خلیفہ بنے تو حضرت عثمانؓ نے ان سے یہی سوال کیا تو انہوں نے بھی انکار کیا۔ چنانچہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ نے حکم کے بارے میں ایک ہی بات کی کہ اُسے مدینہ منورہ میں نہیں لایا جا سکتا۔

پھر جب حضرت عثمانؓ خود خلیفہ بنے تو انہیں اس اجازت کا علم تھا، اور یہی قول اکثر فقہاء کا ہے اور یہی حضرت عثمانؓ کا مذہب ہے اور یہ اس کے بعد ہے کہ حکم نے توبہ کر کے اس امر میں اپنی اصلاح کر لی تھی جس کی وجہ سے اسے مدینہ منورہ سے دُور کیا گیا تھا اور جو توبہ کا اعادہ کرتا ہے وہ لائق تعریف ہے۔

حکم اور مروان کو مال دینے کا جواب:-

رہا یہ کہ حضرت عثمانؓ نے حکم بن عاص کو ایک لاکھ درہم بھیجے تھے تو یہ امر درست ہے۔ کیونکہ حکم کے بیٹے حارث کی بیٹی سے حضرت عثمانؓ کے بیٹے کی شادی ہو چکی تھی، تو حضرت عثمانؓ نے اپنے ذاتی مال سے ایک لاکھ درہم اُسے دیئے تھے اور حضرت عثمانؓ جاہلیت اور اسلام کے زمانہ میں صاحب ثروت شخص تھے اور ایسے ہی حضرت عثمانؓ نے اپنی بیٹی اُم ابان کا نکاح مروان بن حکم کے بیٹے سے کیا تھا اور اُسے اپنے مالِ غنیمت سے ایک لاکھ درہم کا سامان دیا تھا کہ بیت المال

سے اور یہ صلہ رحمی ہے جو لائق تعریف ہے۔

۱۰ ان کا حضرت عثمانؓ پر یہ طعن کرنا کہ انہوں نے افریقہ کے مالِ غنیمت سے مروان بن حکم کو خمس دیا تھا تو ان کی یہ بات غلط ہے۔ اور اس قضیہ میں مشہور امر یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ نے ابن ابی سرح کو دو ہزار کے لشکر پر امیر بنایا تھا اور وہ افریقہ کی جنگ میں موجود تھا۔

پھر جب مسلمانوں نے غنیمت کا مال جمع کیا تو ابن ابی سرح نے اُس مال میں سے پانچواں حصہ سونا نکال لیا جس کی قیمت پچاس لاکھ دینار تھی اور یہ سونا اُس نے حضرت عثمانؓ کی طرف بھیج دیا اور مالِ غنیمت کی دیگر اصناف اور مویشیوں وغیرہ میں سے بھی اُس نے خمس نکالا تاکہ اسے مدینہ منورہ بھیجا۔ اُس مال میں سے مروان نے ایک لاکھ درہم کا سامان خرید لیا اور باقی رہنے دیا۔ پھر وہ افریقہ فتح ہونے کی خوشخبری لے کر حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسلمانوں کے دل ڈر رہے تھے کہ افریقہ کی جنگ میں حصہ لینے والے مسلمانوں کو مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔

مروان نے فتح کی خوشخبری کے ساتھ باقی ماندہ مال حضرت عثمانؓ کی خدمت میں پیش کر دیا اور امام کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ خوشخبری دینے والے کو اپنی مرضی کے ساتھ بشارت کی حیثیت کے مطابق بیت المال سے مال دے سکتا ہے۔

عبداللہ بن خالد کو بیت المال سے قرض دیا تھا:-

یہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے عبداللہ بن خالد بن اسد کو تین لاکھ درہم بھیجے تھے۔ کیونکہ جب حضرت عثمانؓ کا محاصرہ کیا گیا تو اہل مصر عبداللہ بن خالد کو یہ رقم دینے پر حضرت عثمانؓ کو ملامت کرتے تھے۔

جبکہ حضرت عثمان نے انہیں اس کا یہ جواب دیا تھا کہ بیت المال سے یہ رقم عبداللہ بن خالد
کو بطورِ قرض دی گئی ہے اور حضرت عثمانؓ بیت المال کا حساب ذاتی طور پر رکھتے تھے۔

مدینہ کے بازار کا چوہدری:-

رہا اُن کا یہ دعویٰ کہ حضرت عثمانؓ نے حارث بن حکم کو مدینہ منورہ کے بازار میں
چوہدری مقرر کیا تھا کہ وہ فروخت ہونے والے مال سے دسواں حصّہ لیا کرے۔
اُن کا یہ دعویٰ درست نہیں اس لئے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
حارث بن حکم کو مدینہ منورہ کے بازار میں اس لئے مقرر کیا تھا کہ وہ ناپ تول
کے پیمانوں کو چیک کرے مگر وہ دو یا تین دن چارے کی فروخت پر مسلط ہو گیا اور
اُسے اپنی ذات کے لئے خرید لیا تھا۔
پھر جب یہ بات حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچی تو اُنہوں نے اسے
ناپسند کیا اور حارث کو معزول کرتے ہوئے اہلِ مدینہ سے کہا کہ میں نے اسے اس
کا حکم نہیں دیا تھا۔
تو بعض کارندوں کی زبردستی میں بادشاہ پر ملامت نہیں ہو سکتی جبکہ وہ اپنے علم
میں آنے کے بعد اُس کا سدِ باب کر دے۔
روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حارث بن حکم کو مدینہ منورہ کے
بازار میں دو درہم یومیہ پر مقرر کیا تھا اور اہلِ مدینہ سے کہا تھا کہ جب تمہاری کوئی چیز
چوری ہو جائے تو وہ اس سے لو اور یہ انتہائی انصاف ہے۔

حضرت ابو موسیٰ کا واقعہ جھوٹا ہے:-

رہا حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کا واقعہ تو اس میں کوئی چیز درست نہیں کیونکہ اسے
ابن اسحاق نے حدثنا عن ابی موسیٰ کہہ کر روایت کیا اور مجہول روایت سے
استدلال درست نہیں۔
اور یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ حضرت ابو موسیٰؓ عملاً حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کے گورنر تھے مگر اُس آخری سال میں جس سال حضرت عثمانؓ کی شہادت ہوئی اور
وہ اُن کی طرف واپس نہیں آئے۔ کیونکہ جب اُنہیں عبداللہ بن عامر کے ساتھ معزول
کیا گیا تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمال سے اہلِ کوفہ کی طرف بھیجنے کے لئے
اُس سال کوئی عامل نہیں تھا جس سال آپ کو شہید کیا گیا۔ تو حضرت موسیٰؓ کوفہ کے گورنر
تھے اور گورنر ہی رہے اور آپ کی طرف واپس نہیں آئے۔
پھر میں خارجیوں اور رافضیوں سے کہتا ہوں کہ خارجی حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ
اور رافضی حضرت عثمانؓ کی تکفیر کرتے ہیں تو اُن کے ایک دوسرے پر دعویٰ میں
نہ حجت ہے نہ دلیل۔

بیت المال کے عامل کیوں معزول کیے گئے تھے؟

رہا بیت المال کی ولایت سے ابنِ ارقم اور معیقیب کو حضرت عثمانؓ
کا معزول کرنا۔

تو یہ دونوں حضرات کبیر السن تھے اور بیت المال کی حفاظت کرنے پر ضعیف و کمزور تھے۔

روایت ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں کیا تو لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"جانتے ہیں کہ عبداللہ بن ارقم حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ سے کر آج تک تم پر جرأت و طاقت والے تھے اور اب وہ بوڑھے اور کمزور ہو چکے ہیں تو ہم نے اُن کی جگہ زید بن ثابت کو عامل بنا دیا ہے۔"

بیت المال سے ذاتی عمارتیں نہیں بنائیں:۔

اور یہ جو کہتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں بیت المال کے مال سے ذاتی عمارتیں بنائیں اور بیت المال کی رقم ضائع کی تو یہ بہتان آپ پر افترا ہے اور یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ جبکہ حضرت عثمان صحابہ کرام میں سے زیادہ مالدار تھے اور یہ کیسے ممکن ہے کہ ان کی طرف سے صحابہ کرام کے درمیان ایسی چیز ظاہر ہو جبکہ وہ کثرتِ حیاء متصف ہیں اور کثرتِ حیاء کی زیادتی کی وجہ سے فرشتے اُن سے حیاء کرتے ہیں۔

ہم جہالت کی زیادتی اور ہوا و ہوس کے باقی رہنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں آمین، ثم آمین!

بیت المال کا فاضل مال:۔

اُن کا یہ کہنا کہ بیت المال کا فاضل سامان حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

دے دیا جاتا تھا، قطعی طور پر افترا اور اختلاف ہے۔ بلکہ صحیح یہ کہ آپ نے اپنے ساتھیوں پر مال تقسیم تو بیت المال میں ایک ہزار درہم فاضل تھے۔ آپ نے اُنہیں اُس کام میں خرچ کرنے کا حکم دیا جس میں مسلمانوں کی بہتری سمجھتے تھے۔

چنانچہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد مبارک کی عمارت پر خرچ کی وہ یہ جگہ مسجد میں اضافہ کیلئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خریدی تھی۔ تو یہ دونوں حضرات اپنے کام پر مشکور و محمود ہیں۔

تیسرے اعتراض کا جواب:۔

رہا تیسرا قضیہ جو کہتے ہیں کہ ابن مسعود کی عطا روک لی، تو یہ اس خبر کی صورت میں ظاہر ہوتا جو آپ کو پہنچی تھی اور آئمہ کرام ہمیشہ اسی شکل پر قائم رہے ہیں۔ اگر دونوں مجتہد ہوں تو وہ دونوں یا تو مصیب ہوں گے یا غلطی کرنے والا اور مصیب۔ جبکہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ کا اُن کو محروم کرنے کا ارادہ ہرگز نہ تھا۔

رضی انتہائے اقتضاد کی طرف "تاخیر" تو اُن کی طرف "تاخیر" کو دیکھنا ادب ہے پھر جب اُن پر فیصلہ ہوا تو یہ یا تو اس غایت کے حصول کو پہنچنے کے ساتھ ہے یا اس کے علاوہ اُسے اُس کے وارث کو پہنچنے کے ساتھ اور ہو سکتا ہے حضرت عثمان کے نزدیک یہ نفع ہو۔ یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن مسعود کا حق اُن کے وارثوں کو لوٹا دیا ہو۔

چوتھے اعتراض کا جواب:۔

رہا چوتھا قضیہ تو یہ حما یعنی چراگاہ کا مسئلہ ہے۔

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر اہلِ مصر نے یہ اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ چراگاہ

زکوٰۃ کے اُونٹوں کے لئے ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے چراگاہ چھوڑ رکھی تھی۔

ان لوگوں نے کہا یہ زمین زیادہ ہے۔

حضرت عثمانؓ نے انہیں فرمایا اس لئے کہ اب زکوٰۃ کے اُونٹ بھی زیادہ ہوگئے ہیں اور یہ ایسی بات نہیں جس پر امام کو ملامت کی جائے۔

پانچویں اعتراض کا جواب :-

رہی پانچویں بات تو وہ یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ نے مدینہ منورہ کے بازار میں مقررہ جگہ سے دوسری جگہ چراگاہ بنائی جبکہ یہ جھوٹ ہے۔ اور وہ اس واقعہ کی آپ کے لئے کوئی اصل نہیں اور یہ درست نہیں سوائے اُس حدیث کے جو حارث بن حکم کے واقعہ میں بیان ہوئی۔

ہاں! یہ ہوسکتا ہے کہ حارث بن حکم نے یہ کام کر کے حضرت عثمانؓ کی طرف منسوب کر دیا ہو۔ اور اس روایت کے درست ہونے کی بنا پر اس امر پر عمل کیا جائے گا کہ حضرت عثمانؓ نے یہ جگہ زکوٰۃ کے اُونٹوں کے لئے مخصوص فرمائی اور یہ جگہ چراگاہ کے ساتھ ملی ہوئی تھی۔ کیونکہ اس کے معنی یہی امر ہے۔

چھٹے اعتراض کا جواب :-

چھٹا قضیہ سمندر کی چراگاہ کا ہے تو اس واقعہ کے درست نقل ہونے کی بنا پر اسے اس امر پر محمول کیا جائے گا کہ سمندر کا یہ علاقہ حضرت عثمانؓ کی ملکیت میں تھا۔ کیونکہ آپ کی تجارت کا دائرہ کھلا ہوا تھا اور آپ کے جاہلیت

اور اسلام کے زمانہ میں وسیع تر مال والے تھے۔

ساتویں اعتراض کا جواب :-

ساتواں قضیہ یہ بتایا جاتا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے بہت سے صحابہ کرامؓ کو بلادِ اسلامیہ سے دُور ہٹا دیا تھا؟

اوّل یہ کہ اُنہوں نے اپنی زندگی میں حضرت عثمانؓ سے اجازت لی تھی اور اُن کی اپنی اموات عراق کی زمین پیدا قع کرنے پر قادر تھے اور جس زمین پر زندگی میں قادر ہوگا اُس کے مرنے کے بعد بھی اس زمین پہ ہوگا۔

دوم اہلِ سِیَر بیان کرتے ہیں کہ اہلِ یمن کے سردار مدینہ منورہ کے سردار مدینہ منورہ میں آتے اور اُنہوں نے اپنے شہروں اور مالوں سے اس کی مثل حضرت طلحہؓ نے ایک جگہ دی اور اس کے عوض اُس سے وہ چیز لی جو اُس کے پاس تھی اور ایسے ہی جو کوئی چیز دیتا وہ چیز مسلمانوں کے ہوتی اور وہ اپنی رائے سے جس میں مصلحت پاتے کرتے یا اگر اجارہ ہے تو ہم کہیں گے کہ نواحِ مدینہ کی اراضی وقف تھی اور اگر تملیک ہے تو ہم کہتے ہیں اُن کی ملکیت ہے۔

آٹھویں اعتراض کا جواب :-

آٹھواں قضیہ کہ حضرت عثمان عثمان غنیؓ نے صحابہؓ کی ایک جماعت کو مدینہ منورہ سے دُور کر دیا تھا۔ ان میں سے حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

تو روایت ہے کہ وہ حضرت عثمان پر جسارت کرتے تھے اور اُن کی شان میں بہت سخت کلام کرتے اور اُن پر فتنہ و فساد برپا کر دیتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابو ذر

کی حضرت عثمان پر اس جسارت کا نتیجہ یہ ہوتا کہ حضرت عثمان کا رُعب چلا جاتا اور
آپ کی حُرمت کم ہو جاتی تو اُنھوں نے منصبِ شریعت کی صیانت اور حرمتِ دین
کی حفاظت کے لئے کیا جو کیا۔

اور حضرت ابوذرؓ نے اپنے فعل میں عُذر پیش کیا کہ وہ حضرت عثمانؓ کو
اس طرف بلاتے ہیں جس پر اُس کے دونوں صاحب تھے یعنی دنیا سے تجرّد و علیحدگی
اور اس میں زُہد اور بے رغبتی اور اموال پر قناعت کی وجہ سے مباح اور جائز اُمور
میں بھی مخالفت کرتے اور لڑکوں کو جمع کر لیتے جن سے لڑائی پر مدد لیتے اور ان دونوں
یعنی حضرت عثمانؓ اور حضرت ابوذرؓ میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت پر تھا
اور حضرت ابوذرؓ ربذہ کی طرف نکالے جانے کے بعد ہمیشہ حضرت عثمانؓ کی اطاعت
میں رہے یہاں تک کہ وفات پا گئے۔

جب حضرت ابوذر مدینہ منورہ کی طرف آئے تو حضرت عثمانؓ کا غلام لوگوں
کو نماز پڑھا رہا تھا۔ حضرت ابوذرؓ نماز کے لئے آگے بڑھے اور کہا کیا تو خلیفہ ہے؛
اور خلیفہ زیادہ حقدار ہے۔ اور یہ قصہ زیادہ دُرست ہونے کی صورت میں
رافضیوں کا نقل کردہ ہے جو اُنھوں نے حضرت ابوذر اور حضرت عثمان کے بارے میں بیان کیا

محمد بن سیرین کی روایت :۔

جبکہ محمد بن سیرینؒ نے اس کے برعکس بیان کرتے ہوتے کہا ہے کہ جب
حضرت ابوذرؓ شام میں آئے تو اُنھوں نے ربذہ میں رہنے کے لئے حضرت عثمانؓ سے
اجازت طلب کی تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرے پاس قیام
فرمائیں کل شام کو کھجوریں وغیرہ دیکر جائیں۔

حضرت ابُوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے دُنیا سے تعلق
رکھنے والی کسی چیز کی ضرورت نہیں تو حضرت عثمانؓ نے کے اُنہیں ربذہ جانے
کی اجازت دے دی۔

قتادہ کی روایت :۔

قتادہ سے روایت ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
حضرت ابُوذر کو فرمایا :۔

اِذَا رَأیتَ المدینة بلغ بناؤھا سلعا فاخرج منھا

یعنی جب تُو دیکھے کہ مدینہ منورہ کی بنیادوں میں دراڑیں پڑ گئی ہیں تو اس
سے نکل جانا۔ اور آپؐ نے شام کی طرف جانے کا اِشارہ فرمایا۔

پھر جب حضرت عثمانؓ کی خلافت کا زمانہ آیا اور مدینہ منورہ کی بنیادوں
میں دراڑیں پڑ گئیں تو حضرت ابوذر شام کی طرف نکل گئے اور وہاں جاکر معاویہ
کے کاموں پر نکتہ چینی کرنے لگے۔ معاویہ نے اس امر کی شکایت حضرت عثمانؓ سے
کی تو حضرت عثمانؓ نے حضرت ابوذرؓ کو خط لکھا کہ ہمارے پاس آجائیں۔ ہمیں
آپ کے مل جانے کی خوشی ہوگی اور مدینہ منورہ کی یہ ہمسائیگی معاویہ کی ہمسائیگی
سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔

حضرت ابوذرؓ نے کہا! میں نے سُنا اور اطاعت کی اور حضرت عثمانؓ
کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ پھر اُنہوں نے ربذہ جانے کی اجازت چاہی تو حضرت

عثمان رضؓ نے اُنہیں اجازت دے دی اور حضرت ابوذرؓ ربذہ چلے گئے اور وہیں پر آپ نے وفات پائی۔

یہ دونوں روایتیں تابعین سے عالمین کے دو اماموں کی بیان کردہ ہیں اور اہلِ سنّت ان دونوں روایتوں کے علاوہ اہلِ بدعت سے اس قصہ کے مشابہ بیان کرتے ہیں۔

نوویں اعتراض کا جواب :-

یہ اعتراض حضرت عبادہ بن صامت کا قضیہ ہے۔ تو یہ دعویٰ باطل اور کذب و افتراء ہے۔ اور اس لئے کہ حضرت عبادہ نے نہ تو معاویہ کی شکایت کی اور نہ ہی حضرت عثمان رضؓ نے اُنہیں زبردستی بُلوایا۔

اور وہ اَمر اس کے خلاف پر ہے جس میں ثقہ روایات بیان کی گئیں ہیں اور اُن کے اثبات میں علماء کا اتفاق ہے اور حق میں ایک نے دوسرے کی طرف رجوع کیا ہے۔ اور اس کی شہادت اس روایت سے ملتی ہے کہ جب معاویہ جزیرہ قبرص میں جنگ لڑ رہے تھے تو عبادہ بن صامت اُن کے ساتھ تھے۔ پھر جب مسلمانوں نے جزیرہ فتح کر لیا اور مالِ غنیمت لے لیا تو معاویہ نے خمس نکال کر حضرت عثمان رضؓ کی طرف بھیج دیا اور بیٹھ کر باقی ماندہ مالِ غنیمت اپنے لشکر میں تقسیم کر دیا۔

صحابہ رضؓ کی ایک جماعت ایک طرف بیٹھ گئی جن میں حضرت عبادہ بن صامت رضؓ

حضرت ابو درداء رضؓ، شداد بن اوس رضؓ، واثلہ بن اشقع رضؓ، ابو امامہ باہلی رضؓ اور عبداللہ بن بشر المازنی رضؓ تھے تو وہاں پر گدھوں پر سوار دو شخص گذرے۔ حضرت عبادہ بن صامت نے اُنہیں کہا کہ تم نے یہ دونوں گدھے کہاں سے لئے ہیں؟

اُنہوں نے کہا! یہ ہمیں معاویہ نے مالِ غنیمت سے دیئے ہیں اور ہم اُمید کرتے ہیں کہ اِنہیں پر حج کریں گے۔

حضرت عبادہ نے کہا کہ نہ تو تمہارے لئے یہ امر جائز ہے اور نہ ہی معاویہ کے لئے جائز ہے کہ تمہیں مالِ غنیمت کی چیزیں دے دے۔ وہ شخص دونوں گدھوں پر سوار ہو کر واپس معاویہ کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت معاویہ نے حضرت عبادہ بن صامت سے اس کے بارے میں پوچھا۔

عبادہ نے کہا میں غزوۂ حنین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ موجود تھا اور لوگ آپؐ سے غنائم کے بارے میں گفتگو کرتے تھے۔ پھر آپؐ نے اُونٹ کے بال پکڑتے ہوئے فرمایا:-

مالی مما افاء اللہ علیکم من ھذہ الغنائم الا الخمس والخمس مردود علیکم۔

میرے لئے ان غنائم سے جو تمہیں اللہ تعالیٰ نے عطا کئے صرف خمس ہے اور تم پر خمس مردود ہے۔

تو اَے معاویہ اللہ سے ڈر اور غنیمت کو جنگ کرنے والوں میں تقسیم کر اور اس میں سے کسی کو اُس کے حق سے زیادہ نہ دے۔

معاویہ نے اُن سے کہا! کہ میں تمہیں تقسیم غنائم پر عامل مقرر کرتا ہوں اور میرے علم میں شام میں تم سے افضل کوئی نہیں۔ لہٰذا تم اسے ان کے اہل

کے درمیان تقسیم کرو اور اس میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا۔

پس حضرت عبادہؓ نے مالِ غنیمت کو اُن کے اہل کے درمیان تقسیم کیا جبکہ حضرت ابو درداء اور حضرت ابو امامہ نے تقسیم اموال میں ان کی امداد و اعانت کی

اور یہ صورت حضرت عثمانؓ کے آخری وقت تک ہمیشہ ایسے ہی رہی تو اس قصہ سے حضرت عبادہؓ کا حضرت عثمانؓ کی اطاعت کرنا اور شام میں آپ کے عامل کی اطاعت کرنا لازم آتا ہے۔ تو جو اس کے برعکس روایت بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اُنہیں ہلاک کرے۔

دسویں اعتراض کا جواب :۔

وہ اعتراض جس میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ پر حضرت عثمانؓ کا زیادتی کرنا بیان کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ حضرت عثمان نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ جب تک یہ اقرار نہ کرے اسے مارتے رہو ، تو یہ سب بہتان اور اختلاف ہے اور اس میں کچھ بھی درست نہیں اور یہ جُہلاء اُس کذب کی حمایت کرتے ہیں جس میں وہ اپنی اغراض کے موافق دیکھتے ہیں۔ اس لئے کہ اس سے اُن کا ذکر کرنا دیانت نہیں۔

تو اگر حضرت ابن مسعود بات کے ساتھ حضرت عثمان سے معاملے کرتے تو وہ اُن سے ملتے اور اُنہیں ناپسند کرتے اور اگر یہ اُن سے صحیح ہے تو ضرور ادب پر محمول ہوگا۔ کیونکہ منصبِ خلافت اس کا متحمل نہیں اور اگر اس سے یہ اَمر عوام کے درمیان پایا جاتا ہے اور یہ ضرب اُس سے بڑی ضرب نہیں جو حضرت عمرؓ نے حضرت سعد بن ابی وقاص کے سر پہ اُس وقت دے ماری تھی جب حضرت سعدؓ حضرت عمرؓ کے لئے کھڑے نہیں ہوئے تھے اور حضرت عمرؓ کو اُنہوں نے کہا تھا کہ آپ خلافت

کا رُعب نہ ڈالیں۔ تو اگر آپ چاہیں تو خلافت کو پہچانا جائے مگر رُعب نہ ڈالیں۔

تاہم حضرت عمرؓ کا حضرت سعد کو دُرّہ لگانا حضرت سعدؓ کو تبدیل نہ کر سکا اور نہ اُنہوں نے اس کو عیب جانا۔

ایسے ہی حضرت عمرؓ نے حضرت ابیؓ بن کعبؓ کو اُس وقت مارا جب اُنہوں نے دیکھا کہ ابیؓ بن کعب جا رہے ہیں اور اُن کے پیچھے لوگ ہیں تو اُنہوں نے دُرّہ بلند کرتے ہوئے کہا کہ یہ تابع کی ذلت اور متبوع کے لئے فتنہ ہے تو حضرت ابیؓ بن کعب نے حضرت عمرؓ پہ اس اَمر کا طعن نہیں کیا بلکہ اُنہیں اَدب کی وجہ سے دیکھا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں نفع دیا۔

بہر کیف یہ امر ہمیشہ سے ہے کہ خلفاء اور اُمراء جس سے اختلاف دیکھتے اُسے تادیب کرتے اور اسی پر روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ نے حضرت ابن مسعودؓ کے لئے عذر پیش کیا اور اُن کی دو بہنیں اُن کے گھر میں تھیں۔ جب وہ بیمار ہوئے تو حضرت عثمان اُن کی عیادت کو گئے اور کہا کہ میرے لئے استغفار کریں اور کہا اے ابا عبدالرحمٰن میں یہ کچھ آپ کو دیتا ہوں آپ لے لیں۔

پھر ابن مسعودؓ نے فرمایا مجھے آپ میری موت کے وقت ایسے عالم میں کیوں دے رہے جب مجھے اس کا کچھ فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ چنانچہ حضرت ابن مسعودؓ نے حضرت عثمان کی پیشکش کو قبول نہیں فرمایا۔

پھر حضرت عثمان حضرت اُمّ حبیبہؓ کے پاس گئے اور اُن سے کہا کہ آپ

ابنِ مسعودؓ کے پاس جائیں تاکہ وہ اُن سے راضی ہوجائیں۔ حضرت اُمّ حبیبہؓ نے اس بارے میں حضرت ابنِ مسعودؓ سے بات چیت کی۔

پھر حضرت عثمانؓ نے عند الملاقات اُنہیں کہا کہ اے ابا عبد اللہ کیا آپ وہ بات نہیں کریں گے جو حضرت یوسف علیہ السّلام نے اپنے بھائیوں سے کی تھی کہ:۔

لَاتَثْرِیب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم۔

ابنِ مسعود نے اس کے جواب میں کوئی بات نہ کی۔ اور جب یہ بات ثابت ہے کہ حضرت عثمانؓ نے اپنے حق اور اپنے منصب کے لائق اوّل وآخر تک وہ کیا جو اُن کے لئے ممکن تھا۔ بالفرض اگر آپ نے خطا بھی کی ہے تو اُن کا توبہ و استغفار کرنا ظاہر ہے اور گناہ کے ساتھ اُس وقت عذر خواہی کی جب اُسے قبول نہیں کیا تو بیشک اللہ تعالیٰ سے یہ خبر ہے کہ وہ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور اس میں اس کے ساتھ پیروی کی ترغیب دی گئی۔

نقل ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ حضرت عثمانؓ سے راضی تھے اور اُن کے لئے استغفار کرتے تھے۔

سلمہ بن سعید نے کہا کہ میں حضرت ابنِ مسعودؓ کے پاس ان کے مرض الموت کے دوران گیا تو اُن کے پاس لوگ حضرت عثمان کا ذکر کر رہے تھے۔ حضرت ابنِ مسعودؓ نے اُنہیں فرمایا عنقریب تم لوگ اُنہیں قتل کردوگے اور تمہیں اُن جیسا نصیب نہیں ہوگا۔

اور جب حضرت عبد اللہ ابنِ مسعودؓ کو کوفہ سے معزول کیا گیا اور زبردستی مدینہ منوّرہ کی طرف لایا گیا اور انہیں مجبور بنایا گیا اور اُن پر جفا کی گئی تو یہ امر پہلے اور بعد کے خلفاء میں بھی پایا جاتا ہے اور ابنِ مسعودؓ کا ہجر حضرت علیؓ سے زیادہ

روائت کی گئی ہے کہ ایک اعرابی جو کہ ہمدان سے تھا مسجد میں آیا۔ اس نے دیکھا کہ ابن مسعود، حذیفہ اور ابوموسیٰ اشعری حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر ان پر طعن و تشنیع کرتے ہوئے کر رہے ہیں۔ اس نے ان سے کہا۔

''میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ اگر عثمان تمہیں تمہارے اعمال کیطرف لوٹا دے اور تمہیں تمہارے عطیات واپس کردے تو کیا تم لوگ راضی ہوجاؤ گے۔''

انہوں نے کہا اے اللہ ہاں۔ پس ھمدانی نے کہا اے اصحاب محمد اللہ سے ڈرو اور اپنے امیر پر طعن و تشنیع نہ کرو۔ اور اس بیان سے معلوم کہ جس کسی نے حضرت عثمان پر طعن کیا تو اپنی معزولی کے سبب خاص طور پر اور یا اسکی تولیت کسی اور کو دینے کے سبب سے یا اس کے عطیات قطع کرنے کیوجہ سے اور یہ بات امام کے لیے انتہائی مناسب ہے جبکہ یہ اسکا اجتہاد اسے اس بات کیطرف پہنچائے۔

گیارھواں اعتراض : اور یہ ان کا قول کہ عبدالرحمن ابن عوف عثمان کو والی بنانے پر نادم رہتے تھے۔ صریحاً جھوٹ ہے۔ اگرچہ وہ ان کو اسطرح خلافت سے معزول بھی کرسکتے تھے جبکہ ان کے لیے کوئی مانع نہ تھا۔ پس اگر اجل صحابہ کرام اپنے گمان کے مطابق حضرت عثمان کے منکر تھے تو وہ ان کو ان کے کارناموں کی سزا دے سکتے تھے اور لوگ ان کی اتباع کرتے اور حضرت عثمان کی خلافت اترانے میں انہیں کوئی مانع نہ تھا۔

اور یہ کیسے درست ہوسکتا ہے کہ یہ ایک دوسرے کے حق میں ایسے الزامات لگائیں جو کہ نامناسب ہیں جبکہ نبی اکرم ﷺ نے ان کے درمیان مواخات قائم فرمائی

اوران کو بھائی بھائی بنایااور ایکدوسرے کے حق میں حق اخوت ثابت ہوگیا اور مشترک ہونا نبی کریم علیہ السلام کی صحبت میں اور ہر ایک کے لئے نبی کریم علیہ السلام کا شہادت دینا کہ وہ جنتی ہے اور قرآن کی تنزیل کا خبر دینا کہ اللہ ان سے راضی ہے اور نبی علیہ السلام کا اس حال میں فوت ہونا کہ وہ ان دونوں پر راضی تھے اور بعید ہے ان تمام کے ساتھ ان امور کا صادر ہونا جن کا یہ لوگ ذکر کرتے ہیں۔ ان دونوں میں سے کسی ایک سے اور اس میں سچی بات صرف یہ ہے کہ بے شک عثمان اس سے ڈرتے تھے۔ پس بے شک عبدالرحمان ابن عوف ان پر بات کرنے میں سختی کرتے تھے کہ لوگ ان کو ایسا ایسا نہ کہیں۔

اور روائت کیا گیا ہے کہ حضرت عثمان نے عبدالرحمان بن عوف کے متعلق فرمایا کہ اے ابن عوف میں ڈرتا ہوں کہیں تو میرا خون نہ بہادے۔

(حاشیہ) اسطرح واقع ہوا جسطرح کہا کہ تو میرا خون بہائے گا۔

بارھواں اعتراض : اور وہ یہ ہے کہ حضرت عمار کو مارا گیا۔ پس اس قصہ کا سیاق وسباق صحیح نہیں ہے یعنی سیاق اس واقعہ کی صحت نہیں کرتا جو انہوں نے روائت کی ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ عمار کو حضرت عثمان کے خدام نے مارا تھا جبکہ حضرت عثمان نے حلفاً فرمایا کہ انہوں نے ان خدام کو انہیں مارنے کا حکم نہیں دیا تھا اور ان خدام کے اس عتاب پر حضرت عثمان نے معذرت کی ان سے یہ بیان کرتے ہوئے کہ عمار اور سعد دونوں مسجد میں آئے اور انہوں نے میری طرف پیغام بھیجا کہ ہمارے پاس آؤ ہمیں بس ہم کسی کام میں مشغول تھے میں نے ان کو پیغام بھیجا کہ میں کام میں مشغول ہوں پس آپ اب تو واپس چلے جائیں اور فلاں وقت فلاں دن تشریف لے آئیں۔ پس سعد تو لوٹ گئے اور

انہوں نے لوٹنے سے انکار کیا۔ پس میں نے ان کو دوبارہ پیغام بھیجا وہ پھر منکر ہوئے۔ میں نے پھر پیغام بھیجا۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ پس ان کو میرے پیغام رساں نے بغیر میرے حکم کے مارا۔ خدا کی قسم میں نے نہ مارنے کا حکم دیا اور نہ ہی اسپر راضی ہوا اور یہ میں عمار کے سامنے حاضر ہوں اگر وہ چاہے تو مجھے قصاص لے اور یہ ہی وہ بات ہے جو قرین انصاف ہے۔ اسی کی تائید کرتی ہے وہ بات جو کہ انہوں نے روائت کی ہے کہ جو ابوالزناد نے ابوھریرہ سے روائت کیا کہ جب حضرت عثمان کا محاصرہ کیا گیا اور ان سے پانی روکا گیا تو ان کو عمار نے کہا۔ سبحان اللہ بے شک جس نے بئر رومہ خریدا تم اسی کو اس کے پانی سے منع کرتے ہو۔ چھوڑ دو پانی کا راستہ پھر وہ حضرت علی کے پاس گئے اور عثمان تک پانی پہنچانے کے متعلق پوچھا تو آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ پہنچائیں یہ بات دلالت کرتی ہے۔ حضرت علی کے حضرت عثمان پر راضی ہونے پر۔

اور روائت کیا گیا کہ عمار ان سے راضی ہو گئے جبکہ انہوں نے ان کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے بحسن وخوبی معذرت پیش کی۔ پس ان اھل بدعت کا کیا حال ہے جو ان پر راضی نہیں ہوتے اور اسکی مثال ایسے ہی ہے جیسے کہا گیا ہے کہ دونوں دشمن تو آپس میں راضی ہو گئے مگر قاضی نہ ہوا راضی۔

تیرھواں اعتراض : حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی ہتک عزت کی ہے۔

جواب: تم لوگوں نے انصاف نہیں کیا بات کا کچھ حصہ ذکر کیا اور باقی چھوڑ دیا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان کو راضی کر لیا تھا اور حضرت سعد بن عاص رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ اُن کو باعزت میری طرف روانہ کر۔ انہوں نے بھیج دیا۔ جب وہ

حضرت عثمان کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا اے کعب تو نے میری طرف ایک غیظ خط لکھا اگر تو کوئی نرم بات لکھتا تو میں تیرا مشورہ قبول کرتا لیکن تو نے مجھے برا بھلا کہا اور ناراض کیا۔ یہاں تک کہ مجھے میری طرف سے وہ تکلیف پہنچی جو تو دیکھ رہا ہے۔ پھر آپ نے اپنی قمیص اُتاری اور ایک ڈنڈا منگوایا۔ انہیں پکڑا کر فرمایا، کھڑا ہو اور مجھ سے قصاص لے تو حضرت کعب نے عرض کی میں تمہیں اللہ تعالیٰ کیلئے معاف کرتا ہوں اور میں خلفاء سے قصاص لینے والا پہلا آدمی نہیں بننا چاہتا۔ پھر وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خاص دوست بن گئے اور ان کو مارنے اور جلاوطن کرنے کا عذر یہ تھا کہ جو شخص امام پر خروج کرے تو خلفاء اسے یہی سزا دیتے ہیں۔

چودھواں اعتراض : اشتر نخعی کا معاملہ ہے۔ ہم کہیں گے بدعت کا اندھا ہے اور حق کو دیکھے بغیر محض عصبیت سے پیدا ہونے والی غیرت ہے۔ اور کوفہ میں اُٹھنے والے اس فتنے کا دارومدار اشتر کا فعل ہی تھا اس نے حضرت عثمان کی ہتک عزت کی اور یہ آپ کے عامل کو عوام سے پٹوایا۔ اس لئے حضرت عثمان اس کو جلاوطنی پر جوابدہ نہیں بلکہ یہ تو کم از کم سزا تھی۔ پھر بھی یہ شخص باز نہ آیا یہاں تک کہ شام سے کوفہ آیا اور فتنہ کی آگ بھڑکا دی جس کا ذکر پہلے کر دیا گیا ہے۔

پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیاسی طریقہ کار کے مطابق ان کا مطالبہ قبول فرمایا اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو ان کا حاکم مقرر فرما دیا اور حضرت حذیفہ بن یمان کو خراج وصول کرنے کیلئے روانہ کیا۔

پھر تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ اشتر نے اپنے کوفی ساتھیوں اور مصر کے باغیوں کو ساتھ ملا کر حضرت عثمان کے خلاف بغاوت کی اور انہیں شہید کر دیا۔ (انا للہ و انا الیہ

راجعون) اور بعض روایات کے مطابق اشتر آپ کے قتل میں شریک تھا۔

اور آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت قیامت تک کیلئے ایک فتنہ کا سبب بن گئی۔ پس ان معترضین کی آنکھیں اور عقلیں اشتر اور اسکے ساتھیوں کی مذمت سے اندھی ہو گئیں اور ان لوگوں نے اس ذات کی مذمت شروع کر دی جن کے متعلق زبان نبوت نے گواہی دی کہ وہ حق پر ہوں گے اور آپ ﷺ نے جن کا ساتھ دینے کا حکم فرمایا تھا اور خبر دی تھی ان کو ظلماً شہید کیا جائیگا۔ اس پر وہ حدیث صحیح شاہد ہے جن کا ذکر ہم نے شہادت کے باب میں کیا ہے۔

پندرھواں اعتراض : حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا جمع کردہ نسخۂ قرآن جلا دینے کا حکم۔ پس آپ نے ایک بہت بڑے فتنہ کی یہی دواء تجویز فرمائی تھی اس لئے کہ اس نسخہ میں اہل علم قراء کے نزدیک بہت سی شاذ و منکر قرأتیں موجود تھیں۔ اور اس لئے بھی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک معوذتین کا قرآن ہونا حد شہرت تک پہنچ چکا تھا جبکہ حضرت عبد اللہ بن مسعود نے معوذتین کو اپنے نسخہ سے حذف کر دیا تھا۔

حضرت عثمان فرماتے ہیں کہ جب ابن مسعود کو اس پر سرزنش کی گئی تو مجھے قرآن کے متعلق فتنہ کا اندیشہ ہوا۔ اور لوگوں کے درمیان اختلاف اس حد تک پہنچ چکا تھا کہ وہ ایک دوسرے سے کہتے تھے میرا قرآن تیرے قرآن سے بہتر ہے۔ اس وقت حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی اے امیر المؤمنین لوگوں کی خبر لو پس آپ نے لوگوں کو نسخۂ عثمانی پر جمع فرما دیا۔

پھر اہلِ بدعت سے کہا جائے اگر حضرت عثمان کا مُصحف حق نہ تھا تو حضرت علی

کرم اللہ وجہہ اور اہلِ شام نے قرآن کو حَکَم کیوں تسلیم کر لیا تھا؟ جب اہلِ شام نے قرآن کے نسخہ کو نیزہ پر بلند کیا تھا اور وہ قرآن مصحفِ عثمانی کے مطابق لکھے گئے تھے۔

سولھواں اعتراض: حضرت عثمان نے عبیداللہ بن عمر پر حد کیوں قائم نہیں کی جبکہ انہوں نے تین انسانوں کو قتل کر دیا تھا؟

تو جواب یہ ہے کہ ابولؤلؤۃ کی بیٹی کے بدلے اس لئے قتل نہ کیا کیوں کہ وہ مجوسی باپ کی بیٹی تھی۔ اپنے باپ کے تابع تھی اسی طرح جفینہ اہل حیرہ میں سے ایک عیسائی تھا البتہ ہرقرآن کے قصاص میں قتل نہ کرنے کے اس کی طرف سے دو جواب ہیں۔

پہلا جواب: کہ ہُرمزان نے حضرت عمر کو شہید کرنے میں ابولؤلؤ کی مدد کی تھی۔ اگرچہ ابولؤلؤ نے حضرت عمر کو شہید اکیلے ہی کیا تھا۔ امام عادل کو شہید کرنے والے کی مدد کرنے والے کا قتل جائز ہوتا ہے اور یہی آئمہ کی ایک جماعت کا یہی مذہب ہے اور بہت سارے فُقہاء نے امِر اور مامور دونوں پر قصاص واجب فرمایا ہے۔ اسی لیے عبیداللہ بن عمر نے عذر پیش کیا کہ بیشک عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے اسے خبر دی کہ بیشک اس نے ابولؤلؤ ہُرمزان اور جفینہ کو ایک کمرے میں داخل ہو کر مشورہ کرتے دیکھا ہے اور ان کے سامنے دودھاری خنجر رکھا ہوا تھا۔ جس کا دستہ درمیان میں تھا۔ اسی رات کو صبح حضرت عمر شہید کر دیئے گئے۔ تو حضرت عثمان نے عبدالرحمٰن کو بلایا اور اس بارے میں سوال کیا تو عبدالرحمٰن کہنے لگے اس خنجر کو دیکھو جس سے حضرت عمر شہید کیے گئے اگر وہ دھاری ہے تو ثابت ہو گیا کہ یہ لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے کیلئے جمع ہوئے تھے۔ حضرت عثمان نے اس خنجر کو دیکھا تو اسی طرح تھا جس طرح حضرت

عبدالرحمٰن نے بیان کیا اس لیے حضرت عثمان نے عبیداللہ کو ہرمزان کے قصاص میں قتل نہیں کروایا کیونکہ ان کا قتل واجب نہ تھا یا اس لیے قتل نہیں کیا تاکہ غور و فکر کر لیں۔ پھر آپ نے شک کی بناء پر اس کو بری کر دیا۔

دُوسرا جواب: کہ حضرت عثمان نے خطرہ محسوس کیا کہ اگر ان کو قتل کیا تو بہت بڑا فتنہ کھڑا ہو جائے گا۔ اس لیے کہ بنی تیم اور بنو عدی قتل سے منع کر رہے تھے اور ان کی طرف سے دفاع کر رہے تھے۔ اور بنو اُمیہ بھی ان کی طرف داری کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ عمرو بن العاص نے کہا امیر المومنین حضرت عمر کو کل قتل کیا گیا۔ اور آج ان کے بیٹے کو قتل کیا جائے گا؟ نہیں! خدا کی قسم ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ پس جب حضرت عثمان نے یہ صورت حال دیکھی تو دفعِ فتنہ کو غنیمت جانا اور فرمایا کہ ہرمزان کے گھر والوں کو میں راضی کر لوں گا اس کا معاملہ میرے سپرد کر دو۔

سترھواں اعتراض: حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا میدان منیٰ میں پوری نماز پڑھنا۔

اس میں آپ رضی اللہ عنہ کا عذر ظاہر ہے اس لئے کہ آپ ان لوگوں میں سے تھے جن پر قصر واجب نہیں ہوتی۔

آپ رضی اللہ عنہ وہی کرتے تھے جو بعد میں مدینہ منورہ کے فقہاء امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب تھا۔ منیٰ میں قصر فقہاءِ کوفہ نے واجب کہی ہے بہر حال یہ اجتہادی مسئلہ تھا اسی لئے فقہاء کے درمیان اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ منیٰ میں قصر کرنے یا نہ کرنے سے کفر لازم آتا ہے اور نہ فسق۔

اٹھارھواں اعتراض: یہ کہ آپ نے بہت سے شاذ اقوال روائت فرمائے

ہیں جن میں آپ منفرد ہیں۔

اسطرح صحابہ کرام قول روایت کرتے ہیں اور تمام اس کی مخالفت کرتے ہیں اور یہ علی کرم اللہ وجہہ ہیں جو اُمِ وَلَد کی بیع میں قولِ شاذ کے منفرد راوی ہیں۔ اور فرائض میں بہت سارے مسائل ایسے ہیں جس پر بہت سے صحابہ کرام نے شاذ اقوال روایت فرمائے ہیں۔

انیسواں اعتراض: کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (محمد بن ابی بکر) کو دھوکہ دیا تھا۔

تو ہم کہیں گے کہ وہ خط جو مصر کے عامل کی طرف تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی طرف سے نہیں بھیجا گیا۔ آپ نے قسم کھا کر انہیں تسلی کرائی تھی اور اس بات کا ذکر فصل مَقْتَلِہ میں گذر چکا ہے۔ اور ہم نے ذکر کیا تھا کہ تہمت لگانے والا جھوٹا ہے اور ان لوگوں نے اس بات کی تحقیق کر لی تھی اور خواہش عقلوں پر غالب آ گئی۔ یہاں تک کہ آپکی شہادت میں گم ہو گئی۔ اعاذنا اللہ منہ

یہ ان باتوں کے جوابات ہیں جن کی بنیاد پر ان لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہم سے انتقام لیا اور اہل بدعت کے تمام اعتراضات کا احسن جواب یہ ہے۔

کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان کے دور میں فتنہ واقع ہونے کی خبر ارشاد فرمائی اور بتایا کہ وہ حق پر ہوں گے جیسا کہ حضرت کعب بن عجرہ کی حدیث جس کا ذکر فصل فضائلہ فی ذکر شہادۃ النبی ﷺ انہ علی الحق میں ہے۔ اور روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ آپ ہدایت پر ہوں گے جس کو امام احمد اور امام ترمذی نے روایت فرمایا اور حدیث کو حَسن، صحیح قرار دیا اور آپ ﷺ نے پیشگوئی فرمادی کہ ان کو ظلماً

شہید کیا جائے گا جن کا ذکر ابن عمر کی حدیث میں جس کا ذکر فصل مقتلہ میں ہے۔ اور امام بغوی نے روایت فرمایا کہ آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ جب فتنہ اٹھے تو تم نے عثمان کی اتباع کرنی ہے۔ جس کا ذکر مرہ بن کعب کی حدیث میں ہے۔ جس کو امام ابو حاتم اور امام احمد نے نقل فرمایا ہے اس حدیث کا ذکر فصل مقاتلہ میں گذر چکا ہے۔

اور جس شخص کے متعلق حضور ﷺ فرمادیں کہ وہ حق پر ہوگا۔ اور وہ ظلماً قتل کیا جائے گا اور جس کی اتباع کا حکم دیا ایسے شخص کے متعلق کیسے وہم کیا جاسکتا ہے کہ وہ باطل پر ہے؟

پھر حدیث صحیح میں وارد ہو چکا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ ان کو ایک قمیص پہنائے گا اور منافقین اس کو اتارنا چاہیں گے اور آپ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ اسے نہ اُتاریں اور تاکید فرمائی کہ اسے نہ اُتاریں۔

اور بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے وہ قمیص اُتارنے کی صورت میں وعید سنائی اور صبر کرنے کا حکم دیا۔ پس آپ نے ﷺ کے حکم پر عمل کیا جس مُصیبت میں مبتلا کئے گئے پر صبر کیا۔

اور یہ حدیث سب سے بڑی دلیل ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ حق پر تھے۔ وَمَا ذَا بَعْدَ الْحَقِ اِلَّا الضَّلَالُ حق کے بعد گمراہی کے سوا کیا ہے؟

پس جس نے آپ رضی اللہ عنہ کی مخالفت کی باطل پر ہوگا۔

کیوں نہ ہو جن لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو معزول کرنا چاہا حضور ﷺ نے انہیں مُنافق قرار دیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ ہر وہ روایت جس سے آپ رضی اللہ عنہ پر طعن ثابت ہو

من گھڑت اور جھوٹ ہے۔ ان روایات کی احسن تاویل کی جائیگی اسلئے کہ خبرِ نبوت قطعی سچ ہوتی ہے۔

آپ سَابِقُوْن اَلْاَوَّلُوْن سے ہیں

یہ تمام فضائل آپ رضی اللہ عنہ کو اس لئے حاصل ہوئے کہ سَابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْن یعنی پہلے ایمان لانے والوں میں سے ہیں اور اللہ کی راہ میں کثرت سے خرچ کرنے والے ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ آپ حضور ﷺ کے داماد ہیں حضور ﷺ کی دو بیٹیاں آپ کے نکاح میں آئیں۔ اور آپ کو دین میں عظیم مقام حاصل ہے اور آپ میں خوبصورت عادات و خصائل ہیں جس کا ذکر ہم نے آپ کے مناقب کے فصل میں کیا ہے تو ایسی باتیں جن کا اہل بدعت نے دعویٰ کیا ہے ان میں کیسے پائی جا سکتی ہیں!

بہر حال انکی اپنے رشتہ داروں سے محبت اور صلہ رحمی اور ان کیلئے خیر خواہی کی شدت یہ تو ایک ایسی فطری عادت ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ بندوں کے دلوں میں پیدا کرتا ہے۔

اور حضور ﷺ بھی بنی ہاشم کے بارے میں اسی طرح تھے جس کو ہم بنی ہاشم اور قریش کے مناقب میں بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ!

ایسی عادت اس وقت تک قابل تعریف ہے جب تک گناہ کی طرف نہ جاتی ہو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو کچھ اس میں نافرمانی اور گناہ ثابت نہیں ہوتا بلکہ آپ میں ایسی شاندار اور صاف عادتیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کوئی حرام فعل نہیں کیا بلکہ کوئی مکروہ فعل بھی آپ سے ثابت نہیں۔

زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سلسلہ میں ترکِ اولیٰ کا ارتکاب کیا ہے۔ یا اس کام کو چھوڑا جو افضل تھا اس لائق تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ شیخین کی طرح اس پر عمل کرتے۔

شاید اس لئے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے سمجھا ہو کہ شیخین کی طرح افضل پر عمل کرنا ان کے زمانہ میں ممکن نہیں رہا پس ہر زمانہ کا حکم علیحدہ ہوا کرتا ہے۔

بالآخر وہ چیز جس پر اعتقاد رکھنا واجب ہے اور اس کے خلاف عقیدہ حلال نہیں وہ یہ ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ میں جو بھی سنت جاری کی اس میں آپ رضی اللہ عنہ حق اور ہدایت سے خارج نہ ہوئے اس لئے کہ مصطفیٰ کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کی تصدیق فرمادی تھی۔ ور اگر آپ نے کوئی کام اپنی خواہش اور مرضی سے کیا تو وہ ایسی خواہش تھی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیدا ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس میں وسعت پیدا کی ہے۔ اور گواہی دی ہے کہ

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللهِ

یعنی اس سے زیادہ گمراہ کیوں ہو سکتا ہے جو اللہ کی ہدایت کے بغیر اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان کی خواہش وہ نہ تھی جو اللہ کی ہدایت کے بغیر ہو بلکہ آپکی خواہش وہ تھی جو اللہ کی ہدایت سے دل میں پیدا ہوتی ہے۔

اور حضور نبی کریم ﷺ نے بھی اس بات کی گواہی دی کہ وہ ہدایت پر ہوں گے اور وہ حق پر ہوں گے اور بے شک وہ مظلوم ہوں گے۔

اور آپ ﷺ نے انکا اتباع کا حکم دیا تھا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

یارھویں فصل

آپ کی اولاد کے بارے میں

آپ رضی اللہ عنہ کے سولہ بچے تھے نو بیٹے اور سات بیٹیاں۔

آپ رضی اللہ عنہ کے بیٹے

عبداللہ المعروف اصغر جن کی ماں حضرت رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ ہیں۔ یہ بچپن میں ہی فوت ہو گئے۔ اور بعض روایات میں یہ آیا ہے کہ آپ کی عمر جب چھ سال ہوئی تو ایک مرغ نے آپ کی آنکھ میں ٹھونگ مار دیا جس سے آپ بیمار ہو گئے اور جانبر نہ ہو سکے۔ عبداللہ اکبر ان کی ماں فاختہ بنت غزوان اور عمرو ان کی اولاد میں سے سب سے بڑے تھے اور ان میں سب سے بہتر جانشین تھے آپ نے میدان منیٰ میں وفات پائی۔ اُبان وہ جنگ جمل میں شریک ہوئے حضرت عائشہ کا ساتھ دیا۔ آپ کی اولاد بہت زیادہ تھی۔ خالد اور عمران کی بھی اولاد ہوئی جس کی ماں جندب بن الازد کی بیٹی ہے۔ سعید اور ولید ان کی ماں فاطمہ بنت ولید تھیں۔ اور عبدالملک ان کی ماں کا لقب ام البنین تھا وہ عینیہ بن حصن کی بیٹی ہیں۔ عبدالملک لڑکپن میں وفات پا گئے۔

آپ رضی اللہ عنہ کی بیٹیاں

مریم یہ ماں کی طرف سے عمرو کی بہن اور اُمِ سعید جو ماں کی طرف سے سعید کی بہن ہیں۔ اور عائشہ اور اُمِ ابان اور اُمِ عمروان کی والدہ کا نام رملہ بنت شیبہ بن ربیعہ ہے اور مریم ان کی ماں کا نائلہ بنت الفرافصہ اور اُمِ البنین ان کی ماں ایک اُمِ ولد تھیں۔

چوتھا باب

امیرالمومنین حضرت علی ابن ابی طالبؑ کے بارہ فصلوں پر مشتمل مناقب

فصل اوّل

حضرت علیؓ کا نسب شریف :-

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے آباء و اجداد کا تذکرہ عشرہ مبشرہ کے انساب میں پہلے گذر چکا ہے اور وہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اُن کی سب سے زیادہ قرابتِ نسبی ہے اور یہ قرابت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ کے دادا جان حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں جمع ہوجاتی ہے ۔ آپ چونکہ حضرت ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب ہیں اس لئے آپ کو قریشی ہاشمی اور نسبتِ والدین سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد کہا جاتا ہے ۔

حضرت علیؓ کے والدین :-

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی والدہ کریمہ حضرت فاطمہ بنتِ اسد بن ہاشم بن عبد مناف ہیں ۔

ابو عمر وغیرہ نے کہا کہ آپ پہلی ہاشمیہ ہیں جنہوں نے ہاشمی کو جنم دیا ۔ آپ نے اسلام قبول کیا تھا اور مدینہ منورہ میں بحالتِ اسلام رحلت فرمائی ۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے جنازہ میں موجود تھے آپ نے اُن کی تدفین فرمائی اور اُنہیں اپنی قمیص مبارک پہنائی اور اُن کی قبرِ انور

بھی لیٹے۔

اس کا ذکر الجنجدی نے کیا اور سلفی نے بیان کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کی نمازِ جنازہ پڑھی اور اُن کی قبر میں لیٹے تھے۔

طائی نے اربعین میں بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قمیص اُتار کر اُنہیں پہنائی اور اُن کی تدفین کے متولی بنے اور اُن کی قبر میں پہلو کے بل لیٹے اور لوٹے پھر جب مٹی برابر ہو گئی تو اُنہیں قبر میں اُتارا گیا۔

صحابہ کرامؓ نے آپ سے اس اعزاز کے بارے میں پوچھا کہ اس کے ساتھ یہ خصوصیت کیوں ہے ؟

آپ نے فرمایا! میں نے انہیں اس لئے اپنی قمیص پہنائی ہے تاکہ انہیں جنّت کا لباس پہنایا جائے، اور ان کے ساتھ قبر میں اس لئے لیٹا ہوں کہ ان سے قبر کی تنگی میں تخفیف ہو جائے یہ کہ ابو طالبؑ کے بعد میرے ساتھ سب سے زیادہ اچھا سلوک کیا کرتی تھیں۔ یہ کہتے ہوئے آپ رو پڑے اور فرمایا امی جان! اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا کرے تُو بہتر ماں تھی۔

حضرت فاطمہ بنتِ اسدؓ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربیت و پرورش فرمائی تھی۔ آپ نے حضرت ابو طالبؑ کے چار بیٹوں اور ایک بیٹی کو جنم دیا جن کے نام یہ ہیں :۔

حضرت طالب، حضرت عقیل، حضرت جعفر، حضرت علی اور حضرت اُمِّ ہانی جن کو فاختہ اور حمانہ بھی کہتے تھے۔

ابن قتیبہ اور ابو عمرؒ نے کہا کہ حضرت علیؑ حضرت ابو طالبؑ کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔ آپ حضرت جعفرؓ سے دس سال چھوٹے تھے اور حضرت جعفر حضرت عقیل سے دس سال چھوٹے تھے جبکہ حضرت عقیل جناب طالب سے دس سال چھوٹے تھے۔

دُوسری فصل

باپ کا نام اور کُنیّت

پہلی کُنیت صدّیق ہے :-

دُورِ جاہلیت میں بھی آپ کا نام علی ہی تھا اور آپ کی کُنیت اَبُوالحسن ہے اور آپ کا اسمِ گرامی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صدّیق رکھا ہے۔

اِبنِ اَبی لیلیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا :-

الصدیقون ثلاثہ ، حبیب بن مری النجار
مومن آل یٰسین الذی قال یا قوم اتبعوا المرسلین
وحزقیل مومن آلِ فرعون الذی اتقتلون رجلا
ان یقول ربی اللّٰہ ، وھو علیؑ بن ابی طالب
الثالث وھو افضلھم۔

"یعنی صدیق تین ہیں۔ مومن آل یٰسین حبیب بن مری نجار جنہوں نے کہا تھا اَے لوگو مرسلین کی اِتّباع کرو"

اور آلِ فرعون کے مومن حزقیل جنہوں نے کہا تھا تم ایسے شخص کو قتل

کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔

اور تیسرے علی ابن ابی طالب ہیں اور یہ اُن دونوں سے افضل ہیں۔

اس کی تخریج احمد نے مناقب میں کی۔

حضورِ رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت علی کی کنیّت ابی ریحانتین رکھی۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا :-

سلام علیك یا ابا الریحانتین فعن قلیل یذھب
وکناك واللّٰہ خلیفتی علیك ۔

یعنی اَے ابو الریحانتین آپ پر سلام۔ عنقریب تیرے دو رُکن چلے جائیں گے اور خدا کی قسم تجھ پر میری خلافت ہے۔

پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے رحلت فرمائی تو حضرت علیؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اِرشاد فرمودہ دو رُکنوں میں سے ایک رُکن یہ تھا (یعنی حضورؐ کا اپنا تشریف لے جانا)۔ پھر جب سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد کردہ دوسرا رُکن یہ ہے یعنی حضرتِ فاطمہ تشریف لے گئیں۔

اس روایت کی تخریج احمد نے مناقب میں کی۔

دُوسری کُنیّت اَبُوتراب :-

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی کنیّت اَبُوتراب بھی رکھی تھی۔
حضرت سہل بن سعد سے روایت ہے کہ اُس کے پاس ایک شخص نے آکر کہا کہ اُمرائے مدینہ سے فلاں امیر نے تجھے بلایا ہے تاکہ حضرت علی کو منبر پہ بُرا بھلا کہو۔
میں نے کہا وہ کیا کہتا ہے ؟
اُس نے کہا وہ حضرت علی کو اَبُوتراب کہتا ہے۔
کہا کہ سہل نے ہنس کر کہا خُدا کی قسم حضرت علیؑ کا نام اَبُوتراب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکھا ہے اور خُدا کی قسم حضرت علی کو اس نام سے کوئی نام زیادہ پیارا نہیں اور یہ اس طرح ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے پاس گئے اور پھر باہر تشریف لے گئے اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تشریف لا کر سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے کہا آپ کے چچازاد کہاں ہیں ؟
جناب سیدہ نے کہا وہ مسجد میں لیٹے ہوئے ہیں۔
حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف لے آئے تو دیکھا کہ حضرت علی کی چادر مبارک پُشت سے گری ہوئی تھی۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک سے حضرت علی کی کمر سے مٹی جھاڑی اور فرمایا ! یا ابا تُراب اُٹھ کر بیٹھ جائیں۔
چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کے اِس عطا کردہ نام سے زیادہ محبوب کوئی نام نہ تھا۔
اِس روایت کی تخریج بخاری مسلم نے کی اور اَبُوحاتم نے مزید ان الفاظ کے بعد کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کی چادر کو گرے ہوئے دیکھا تو آپ سے بیٹھ حضرت علیؑ کی پُشت سے مٹی جھاڑتے ہوئے دو مرتبہ فرمایا، اَبُوتراب بیٹھ جائیں۔

دُوسری روایت :-

سہل بن سعد سے ہی روایت ہے کہ حضرت علیؓ سے آلِ مروان کے ایک شخص کو مدینہ منورہ کا گورنر بنایا تو اُس نے سہل بن سعد کو بُلا کر کہا کہ حضرت علیؓ کو سَبّ دشتم کرو۔ سہل نے اُنکار کیا تو گورنر نے اِنکار سُننے کے بعد کہا ! کہو ابا تُراب پر اللہ کی لعنت ہو (معاذ اللہ)۔
سہل نے کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اَبُوتراب سے زیادہ کوئی نام پسند نہ تھا۔ جب آپ کو ابوتراب کہا جاتا تو آپ بڑے خوش ہوتے۔
اُن سے یہ کہا گیا کہ ہمیں یہ قصّہ بتائیں کہ حضرت علی کا نام ابوتراب کیوں ہے ؟
کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کے ہاں تشریف لائے مگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو گھر میں نہ پایا تو فرمایا بیٹی آپ کا چچازاد کہاں ہے ؟

سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے فرمایا کہ ہم دونوں کے درمیان کوئی بات ہو گئی تھی جس سے وہ ناراض ہو کر باہر تشریف لے گئے اور میرے پاس قیام نہیں فرمایا۔

حضورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص کو فرمایا کہ دیکھو علی کہاں ہیں۔

اُس نے کہا یا رسول اللہ وہ مسجد میں سوئے ہوئے ہیں۔

حضورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ حضرت علیؑ لیٹے ہوئے ہیں اور اُن کی پُشت سے چادر گری ہوئی ہے اور کمر پر مٹی لگی ہوئی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کی کمر سے مٹی جھاڑتے ہوئے فرمایا اَبُوتراب کھڑے ہو جائیں۔

اَبُوتراب کھڑے ہو گئے۔

اس روایت کی تخریج بخاری مسلم نے کی ہے۔

بسلسلہ اَبُوتراب تیسری روایت :-

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ میں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ذوالعشیرہ کے غزوہ میں اکٹھے تھے پھر وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں تشریف لائے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں تشریف لا کر قیام فرمایا تو ہم نے دیکھا کہ بنی مدلج کے لوگ اپنے کھجور کے درخت میں پیوند لگا رہے تھے۔

حضرت علی نے فرمایا اے ابا یقظان! کیا تم دیکھنا چاہتے ہو کہ پیوند کس طرح کرتے ہیں؟

پھر ہم دونوں اُن کی طرف گئے اور کچھ وقت اُنہیں پیوند کاری کرتے دیکھا۔ پھر ہمیں نیند آنے لگی تو میں اور حضرت علیؑ دونوں وہاں سے آ گئے اور کھجوروں کے چھوٹے بڑے درختوں کے جھنڈ میں زمین پر لیٹ کر سو گئے۔ پھر خدا کی قسم ہمارا سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی نے پتہ نہیں لیا۔ آپ تشریف لائے اور پاؤں کی ٹھوکر سے ہمیں ہلایا تو ہماری پُشتوں پر مٹی لگی ہوئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس روز جب حضرت علی کے جسم کو خاک آلود دیکھا تو فرمایا اَبُوتراب، پھر آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں بتاؤں لوگوں میں سب سے زیادہ بدبخت کون ہے؟

ہم نے کہا ہاں یا رسول اللہ؟

آپ نے فرمایا قوم ثمود کا احیمر جس نے ناقۃ اللہ کی کونچیں کاٹی تھیں۔ اور دُوسرا وہ جو اس کے یعنی "حضرت علیؑ" کے سر میں ضرب لگائے گا جس سے بہنے والے خون کے ساتھ اس کی داڑھی رنگین ہو جائے گی۔

اس روایت کی تخریج احمد نے کی۔

جبکہ احیمر قدار بن تعلب کا لقب ہے۔

تجند نے کہا کہ حضرت علی کی ایک کُنیت قصم ہے اور آپ کا لقب

یعسوب الامت یعنی امت کا سردار اور صدیق اکبر ہے۔

حضرت علی صدّیق اکبر اور اُمت کے سردار ہیں:۔

۱۔ معاد عدویہ سے روایت ہے کہا کہ مَیں نے حضرت علی کرم اللہ وجہٗ الکریم کو بصرہ کے منبر پر فرماتے ہوئے سُنا کہ میں صدیق اکبر ہوں (المعارف ابن قتیبہ)۔

۲۔ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ الکریم نے فرمایا کہ مَیں اللہ کا بندہ اور اُس کے رسول کا بھائی اور صدّیق اکبر ہوں (ثعلبی)۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ مَیں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا کہ آپ نے حضرت علی کو فرمایا:۔

انت الصدیق الاکبر وانت الفاروق الذی
تفرق بین الحق والباطل ۔

یعنی آپ صدّیق اکبر ہیں اور آپ فارُوق ہیں جو حق اور باطل کے درمیان فرق کرتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا:۔

وانت یعسوب الدین ۔ "حاکم"

یعنی یا علی آپ دین کے سردار ہیں۔

یعسُوب الدّین کی شرح و دیگر القاب:۔

یعسوب الدین یعنی دین کے سردار اور رئیس، اور اس سے دوسری حدیث میں ہے:۔

حضرت علی "یعسوبِ قُریش" یعنی قریش کے رئیس اور سردار ہیں اور آپ کے مزید القاب یہ بھی ہیں:۔

"بیضۃ البلد، امین، شریف، ہادی، مہتدی اور سُن کر یاد رکھنے والے کانوں والا۔"

صحیح بخاری میں آپ کا یہ شعر آیا ہے۔

انا الذی سمتنی امی حیدرہ

یعنی میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے۔

اس کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے خصائص میں آئے گا۔

حیدر اسد یعنی شیر کا نام ہے۔ جب آپ کی ولادت ہوئی تو آپ کی والدہ محترمہ جناب فاطمہ بنتِ اَسد نے آپ کا نام اپنے باپ کے نام پر اَسد رکھا تھا۔

پھر جب حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو اُنہوں نے آپ کا یہ نام پسند فرمایا اور آپ کا نام علی رکھ دیا۔

تیسری فصل

حضرت علیؓ کا حلیہ مبارک

آپ کا قد مبارک نہ زیادہ لمبا اور نہ زیادہ چھوٹا تھا بلکہ آپ میانہ قامت تھے۔ آپ کی آنکھیں بڑی بڑی اور چہرۂ مبارک انتہائی خوبصورت تھا جیسے چودہویں کا چاند اور شکم مبارک بڑا تھا۔

ابو سعید تیمی نے بیان کیا کہ ہم بچپن میں اپنے کندھوں پر کپڑا اُٹھا کر بازار میں بیچ رہے تھے کہ وہاں حضرت علیؓ تشریف لائے۔ ہم نے کہا "بڑے پیٹ والے"۔

حضرت علی نے پوچھا! تم کیا کہتے ہو؟

کہا ہم کہتے ہیں آپ بڑے پیٹ والے ہیں۔

حضرت علی نے فرمایا، اس شکم کے اوپر علم ہے اور نیچے کھانا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ تھا، اور آپ کے کندھے کی ہڈی نرم تھی جیسے درندوں کی اور شکار کرنے والے شیر کی طرح۔ آپ کی کلائی سے آپ کا بازو ظاہر نہ ہوتا تھا۔ آپ کی ہتھیلیاں

اور کندھوں کی ہڈیاں بھاری تھیں اور آپ کی گردن مبارک چاندی کی صُراحی تھی۔

حضرت علیؓ کی زلفیں :-

آپ کے سر مبارک پر بال پیشانی کی طرف نہیں تھے اور پیچھے کی طرف تھے۔ ابی لبید نے کہا! حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے وضو فرمانے کے لئے دستار مبارک اُتار دی تو میں نے دیکھا کہ آپ کا سر مبارک میری ہتھیلی کی طرح اور بال مبارک خطِ اصابع کی طرح ہیں۔ "ابن ضحاک"

قیس بن عباد نے کہا کہ میں علم کی تلاش میں مدینہ منورہ آیا تو میں نے ایک شخص کو دیکھا جس نے دو چادریں پہن رکھی تھیں۔ کندھوں کے دونوں جانب زُلفیں تھیں اور گلے میں رومال تھا۔

میں نے لوگوں سے پُوچھا یہ کون ہیں؟

اُنہوں نے کہا یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں۔

اس روایت کو ابن ضحاک نے بھی نقل کیا ہے اور ان دونوں کے درمیان تضاد نہیں ہے اس لئے کہ آپ کے سر مبارک کے وسط میں سے بال مبارک کھلے تھے اور دونوں جانب جمع ہو کر دو الگ الگ زلفیں بن گئی تھیں۔

آپ کی ڈاڑھی مبارک کے بال بہت زیادہ تھے جن میں سے ہر بال بغیر خضاب کے سیاہ تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ کی ڈاڑھی مبارک زرد تھی اور مشہور یہ ہے کہ سفید تھی اور یہودیوں کی مشابہت دُور کرنے کے لئے آپ نے ایک مرتبہ

خضاب کیا اور پھر چھوڑ دیا۔

شعبی سے روایت ہے کہا کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی زیارت کی۔ آپ کا سر مبارک اور داڑھی مبارک روئی کی طرح سفید تھے۔

اس روایت کی تخریج ابن ضحاک نے کی۔

جب آپ چلتے تو جھکتے ہوئے چلتے اور جب کوئی شخص بازو ہلاتا ہوا رُکتا ہے بنفسہ رُکتا ہے تو سانس لینے کی طاقت نہیں ہوتی اور وہ موٹاپے کے قریب ہوتا ہے۔

آپ کے بازو اور ہاتھ سخت مضبوط تھے اور جب آپ جنگ کی طرف نکلتے تو پوری قوت اور مکمل اعتماد کے ساتھ نکلتے۔ آپ کو کبھی کوئی کشتی میں گرا نہ سکا مگر آپ اُسے گرا دیتے اور اپنے مقابل پر فتح و نصرت حاصل کرتے۔

چوتھی فصل

آپ کا اسلام

اسلام لانے کے وقت آپ کی عمر مبارک :-

ابی الاسود محمد بن عبدالرحمن سے روایت ہے۔ اُس نے کہا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آٹھ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔

ابن اسحاق سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے دس سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔

حسنؒ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ اسلام لائے تو آپ کی عمر بارہ سال تھی۔ (الجخدی)۔

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تیرہ سال کی عمر میں اسلام لائے۔ (قلعی)

ابی حجاج مجاہد بن جبر سے روایت ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ جب مشیت ایزدی کے مطابق قریش کو شدید قحط اور تنگی پہنچی تو حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کثیر العیال شخص تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس سے کہا اے عباس! آپ کے بھائی ابو طالبؓ کثیر العیال ہیں اور لوگوں کو تنگی اور قحط نے لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ آئیں ہم اُن کے پاس چلیں اور اُن کے ایک بچے کو ایک فرد لے لے اور دُوسرے کو دُوسرا لے لے تاکہ اُن کی تنگدستی میں تخفیف ہو سکے۔

حضرت عباس نے کہا ہاں! ٹھیک ہے۔ پھر آپ اُن کو ساتھ لیکر حضرت ابو طالبؓ کے ہاں آئے اور اُنہیں فرمایا کہ جب تک لوگوں سے تنگی دُور نہیں ہوتی ہم آپ کے لئے آسانی پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

حضرت ابو طالبؓ نے فرمایا! آپ عقیل کو میرے پاس چھوڑ دیں اور باقی جو چاہیں کریں۔

ایک روایت میں ہے کہ میرے لئے عقیل اور طالب کو چھوڑ دیں اور باقی جو چاہیں کریں۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ کو اپنی گود میں اٹھا لیا۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہمیشہ آپ کے ساتھ رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی مبعوث فرمایا تو حضرت علی نے آپ کی اتباع کی اور آپؐ پر ایمان لائے اور آپؐ کی تصدیق کی جبکہ حضرت جعفر کو حضرت عباس لے آئے تھے اور اُنہیں کے پاس رہے۔

سب سے پہلے کس نے اِسلام قبول کیا؟

اس بیان کی مثل اسلام ابی بکرؓ کی فضل میں پہلے بیان ہو چکا ہے اور اس میں اختلاف کا بیان ہے اور دو مختلف اذکار ہیں۔

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ میں ابو عبیدہؓ، ابو بکرؓ اور آپ کے اصحاب کے کچھ لوگ موجود تھے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ کے کندھے پر تھپکی دیتے ہوئے فرمایا۔

یا علی انت اول المومنین ایمانا، واول المسلمین اسلاما وانت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ۔

یعنی اے علی! تم ایمان میں مومنوں میں سے پہلے مومن ہو اور اسلام میں سب سے پہلے مسلمان ہو اور تمہارا میرے نزدیک وہی مقام ہے جو حضرت ہارون کا حضرت موسیٰ کے نزدیک تھا۔ "ابن سمان"۔

دُوسری روایت :-

حضرت زید بن اُرقم سے روایت ہے، کہا کہ سب سے پہلے اِسلام قبول کرنے والے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔" احمد و ترمذی" ترمذی نے کہا روایت صحیح ہے۔

تیسری روایت :-

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہا! کہ حضرت

خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد سب سے پہلے حضرت علی کرم اللہ
وجہہ الکریم نے اسلام قبول کیا۔
ابن عمرؓ نے کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور اس کا کوئی راوی مطعون
نہیں جبکہ یہ حدیث اُس روایت کے متعارض ہے جو حضرت ابن عباس سے حضرت
ابوبکرؓ کے حق میں بیان ہو چکی ہے۔ اور درست بات یہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ
نے سب سے پہلے اظہارِ اسلام کیا تھا جیسا کہ اُن کے باب میں اس کا ذکر ہوا
اور یہی مجاہد اور دیگر علماء نے کہا ہے۔

چوتھی روایت :-

معاذہ عدویہ سے روایت ہے کہا کہ میں نے حضرت علیؑ سے بصرہ کے منبر
پر سنا آپ فرماتے تھے:-
"میں صدیق اکبر ہوں اور میں حضرت ابوبکرؓ کے ایمان لانے
سے پہلے ایمان لایا اور میں نے حضرت ابوبکرؓ کے اسلام قبول
کرنے سے پہلے اسلام قبول کیا۔" (المعارف ابن قتیبہ)۔

پانچویں روایت :-

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
سے سنا آپ نے حضرت علیؓ کو فرمایا:-

انت اول من آمن بی و صدق۔ یعنی تم سب سے پہلے مجھ
پر ایمان لانے والے اور میری تصدیق کرنے والے ہو" حاکم"

چھٹی روایت :-

حضرت سلمانؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا قیامت کے دن سب سے
پہلے اپنے نبی کے پاس یہ اُمت وارد ہوگی اور سب سے پہلے اسلام لانے والے
حضرت علی ابن ابی طالب ہیں۔
اور بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرفوع روایت میں آیا ہے
کہ سب سے پہلے یہ اُمت حوضِ کوثر پر وارد ہوگی۔" الحدیث"

ساتویں روایت :-

اور ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے صحابہ کرام کو فرمایا! سب سے پہلے تم لوگ حوضِ کوثر
پر آؤ گے اور تم میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے علی ابن ابی طالبؓ ہیں" طبری وغیرہ

آٹھویں روایت :-

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ سابق الایمان
تین ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے یوشع بن نون علیہ السلام نے اور حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے صاحب یاسین نے اور حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ
وآلہٖ وسلم کی طرف سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سبقت لی ہے۔" احاد و
مثانی ابن ضحاک"

سب سے پہلے نمازی حضرت علیؓ ہیں

پہلی روایت :-

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے ۔ کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے چار خصائص ایسے ہیں جو آپ کے علاوہ کسی کے نہیں ۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ عرب و عجم کے لوگوں میں سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت علی نے نماز پڑھی ۔ " ابوعمرؒ "

دوسری روایت :-

ترمذی نے حضرت ابن عباسؓ سے اُن کی یہ روایت بیان کی کہ سب سے پہلے نماز پڑھنے والے حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں ۔

" ایسے ہی ابوالقاسم نے موافقات میں نقل کیا ہے "

تیسری روایت :-

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہا کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیر کے دن خلعت سے نوازا گیا اور حضرت علیؓ نے منگل کے روز نماز پڑھی ۔ "ترمذی ابوعمرؒ"

بعض طرق میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیر کے دن مبعوث ہوئے اور منگل کے دن حضرت علیؓ نے اسلام قبول کر لیا ۔ "معجم بغوی"

چوتھی روایت :-

حضرت حکم بن عیینہ سے روایت ہے کہا کہ سب سے پہلے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے فرمائی اور قبلہ کی طرف سب سے پہلے نماز حضرت علی نے پڑھی "حافظ سلفی" ۔

پانچویں روایت :-

حضرت رافع سے روایت روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیر کے دن نماز پڑھی اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے پیر کے دن پچھلے پہر نماز پڑھی جبکہ حضرت علیؓ نے دوسرے دن منگل کے روز نماز ادا کی ۔

اور دوسرے لوگوں سے سات سال اور کچھ ماہ قبل آپ نے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی ۔

چھٹی روایت :-

انہیں سے دوسری روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے لوگوں سے سات سال پہلے نماز پڑھی جبکہ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے لوگوں کے اسلام لانے سے سات سال پہلے اسلام قبول کیا ، اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ لوگوں سے تین سال قبل نماز پڑھی ۔ "مسند احمد"

ساتویں روایت :-

حضرت رافع ہی سے روایت ہے کہ حضرت علی فرماتے تھے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھائی ہوں اور صدیق اکبر ہوں اور یقیناً میں نے لوگوں سے سات برس پہلے نماز پڑھی ہے "وخلعی"۔

آٹھویں روایت :-

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہا کہ میں نے اُس اُمت کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والوں سے پانچ سال قبل اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔

نویں روایت :-

حضرت عفیف کندیؓ سے روایت ہے کہا کہ میں بسلسلۂ تجارت حج کے دنوں حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کے پاس آیا کہ اُن سے تجارتی لین دین کروں۔

کہا کہ خدا کی قسم! میں اُن کے پاس موجود تھا کہ جب ایک شخص خیمہ سے نکل کر آسمان کی طرف دیکھا۔ پھر جب میں نے دیکھا تو وہ نماز کے لئے کھڑا ہو گیا۔ پھر اسی خیمہ سے ایک خاتون تشریف لائیں اور اُن کے پیچھے کھڑی ہو گئیں اور نماز پڑھی پھر ایک لڑکا آیا اور آپ کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور اُس نے نماز پڑھی۔

عفیف کہتے ہیں میں نے حضرت عباسؓ سے پوچھا، اے عباس! یہ کیا ہو رہا ہے؟

حضرت عباس نے کہا، یہ میرے بھائی کے بیٹے حضرت محمدؐ بن عبداللہ

بن عبدالمطلب ہیں۔

میں نے کہا یہ خاتون کون ہیں؟

حضرت عباس نے فرمایا کہ یہ ان کی بیوی خدیجہ بنت خویلدؓ ہیں۔

میں نے کہا یہ نوجوان کون ہے؟

حضرت عباس نے کہا کہ یہ ان کے چچا کے بیٹے علی ابن ابی طالبؑ ہیں۔

میں نے پوچھا یہ کیا کر رہے تھے؟

حضرت عباس نے فرمایا! اُنہوں نے نماز پڑھی ہے اور حضرت محمد مصطفیٰؐ کا گمان ہے کہ میں نبی ہوں۔ جبکہ اس خاتون اور ان کے چچازاد اس لڑکے کے سوا ان کی کسی نے پیروی نہیں کی اور ان کا گمان ہے کہ "یہ کسریٰ و قیصر کے خزانوں کو فتح کریں گے"۔

حضرت عفیف جو کہ اشعث ابن قیس ہیں کہتے ہیں کہ میں بعد ازاں اچھے طریقے سے اسلام لے آیا اور اگر اللہ تعالیٰ مجھے اُس روز اسلام عطا فرما دیتا تو میں حضرت علی ابن ابی طالب کے ساتھ دوسرا اسلام قبول کرنے والا ہوتا۔

حضرت عفیف کا نام اَشعث بن قیس ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ بعد ازاں میں بھی حسنِ اسلام سے مشرف ہوا۔ اگر میں اُس وقت اسلام قبول کر لیتا تو حضرت علی کے بعد اسلام لانے والوں میں دوسرا نام میرا ہوتا۔

دسویں روایت :-

حبۃ العرنی سے روایت ہے۔ کہا کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے

سُنا آپ فرماتے تھے میں وہ پہلا شخص ہوں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔

دونوں روایتیں ابو احمد نے نقل کیں اور حبۃ العرنی سے یہ بھی روایت ہے کہ میں نے حضرت علی کو دیکھا آپ پہلے خوب زور سے ہنسے یہاں تک کہ آپ کی داڑھیں ظاہر ہوگئیں پھر آپ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بطن نخلہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میرے والد حضرت ابو طالبؑ تشریف لائے اور آپ سے پوچھا اے میرے بھائی کے بیٹے یہ کیا ہے؟

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دعوتِ اسلام دی تو انہوں نے فرمایا کہ آپ جو کرتے ہیں اس میں کچھ حرج نہیں مگر واللہ میں یہ نہیں کروں گا تو حضرت علی نے اپنے باپ کے اس قول پر تعجب سے ہنستے ہوئے فرمایا، الٰہی میں اُمت کے کسی ایسے شخص کو نہیں جس نے سوائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تیرے اس بندے سے پہلے نماز پڑھی ہو۔ یہ بات آپ نے تین مرتبہ فرمائی کہ بیشک میں نے لوگوں سے پہلے نماز پڑھی ہے۔" احمد"

امام احمد نے یہ روایت بیان کی اور مناقب میں مزید کہا کہ حضرت علی نے فرمایا کہ بیشک میں نے سب لوگوں سے سات سال قبل نماز پڑھی۔ "حبۃ العرنی ضعیف ہے"

گیارہویں روایت:۔

ابن اسحاق اور دیگر بعض اہلِ علم نے کہا کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ کی گھاٹیوں کی طرف نکلتے تو حضرت علی ابن ابی طالبؑ ان کے ساتھ ہوتے اور یہ دونوں حضرت ابی طالبؑ اور دیگر تمام چچوں اور تمام قریش سے

چھپ کر گھاٹیوں میں نماز پڑھتے تھے۔ پھر جب رات ہوتی تو تشریف لاتے اور ایسے ہی وہاں جب تک اللہ چاہتا دونوں حضرات قیام فرماتے۔

پھر ایک روز حضرت ابوطالبؑ وہاں آئے تو دونوں کو نماز پڑھتے دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی اے میرے بھائی کے بیٹے میں آپ کا یہ کیسا دین دیکھ رہا ہوں؟

آپؐ نے فرمایا!

چچا جان! یہ دین اللہ کا دین ہے اور فرشتوں کا دین ہے اور اللہ کے رسولوں کا دین ہے اور ہمارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے" جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

آپ نے مزید فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ نے مجھے بندوں کی طرف سے رسول بنا کر بھیجا ہے تو اے میرے چچا جان آپ ہدایت کی طرف دعوت اور نصیحت کے زیادہ حق دار ہیں اور دین پر میری مدد کریں" یا جیسا کہ فرمایا۔

حضرت ابوطالبؑ نے کہا! اے ابن اخی خدا کی قسم! میں اپنے آباؤ اجداد کے دین سے مفارقت کی طاقت نہیں رکھتا جو کہ اس دین پر نہیں تھے۔ لیکن خدا کی قسم جب تک میں زندہ ہوں آپ کی طرف کوئی ناگوار اور مکروہ امر نہیں آسکتا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت ابوطالب نے حضرت علی کو فرمایا
اے بیٹے! یہ کیسا دین ہے جس پر تو ہے۔

حضرت علی نے کہا اے ابا جان! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم پر ایمان لایا ہوں اور جو ان کے ساتھ آیا ہے اس کی تصدیق کرتا ہوں اور ان
کی معیت میں اللہ تعالیٰ کی معیت میں اللہ تعالیٰ کی نماز ادا کرتا ہوں اور ان کی
پیروی کرتا ہوں۔

حضرت ابوطالبؑ نے انہیں فرمایا بیٹے! یہ تمہیں کبھی اس طرف نہیں
بلائیں گے جدھر بھلائی نہ ہو۔ لہٰذا ان کی اطاعت اور پیروی کو لازم کرے۔

"ابن اسحاق"

پانچویں فصل

حضرت علیؓ کی ہجرت

ابن اسحٰق نے کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضور رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہجرت فرمانے کے تین دن اور تین راتیں بعد تک
مکہ معظمہ میں قیام پذیر رہے۔

یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لوگوں کی
رکھی ہوئی امانتیں لوگوں کو واپس کیں اور فارغ ہونے کے بعد حضور رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آملے۔

پھر وہ کلثوم بن ہدم کے ساتھ مدینہ منورہ میں پہنچے اور قبا میں ایک یا
دو راتیں قیام فرمایا۔

یعنی یا علی! میرے بعد سب سے پہلے جنت کے دروازہ پر تم دستک دو گے اور بغیر حساب کے جنت میں داخل ہو گے۔ (مُسند امام علی بن موسیٰ رضا)

حضرت علیؑ اللہ و رسول کو سب سے زیادہ محبوب ہیں

خصوصیت نمبر ۵

حضرت علیؑ مخلوق میں سے اللہ تعالیٰ کو زیادہ پیارے ہیں۔

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک "بُھنا ہوا پرندہ تھا" تو آپ نے فرمایا:

اَللّٰھم ائتنی باحب خلقك الیك یاکل معی ھذا الطیر فجاء علی بن ابی طالب۔

یعنی الٰہی! مخلوق میں سے اپنے سب سے زیادہ محبوب شخص کو میرے پاس بھیج جو اس پرندے کو میرے ساتھ کھائے۔ تو حضرت علی ابن ابی طالبؑ تشریف لے آئے اور آپ کے ساتھ پرندے کا گوشت کھایا۔

اسے ترمذی نے نقل کیا اور کہا حدیث غریب ہے جبکہ بغوی نے المصابیح میں اسے حسن حدیثوں میں نقل کیا۔

اس روایت کی تخریج حربی نے کی تو راوی کے قول پر مزید کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پرندے کا گوشت پیش کیا گیا تو آپ نے انکار فرمایا

اور "فجاء علی" کے بعد حضرت انس کے یہ الفاظ ہیں کہ حضرت علی نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضری کی اجازت مانگی تو میں نے کہا اجازت نہیں۔ کیونکہ میں چاہتا تھا کہ جس شخص کے بارے میں آپ نے فرمایا ہے وہ انصار میں سے ہو۔

اس حدیث کی تخریج عمر بن شاہین نے کی اور حربی کی اضافی روایت کا ذکر نہیں کیا اور بیان کیا ہے کہ انس بن مالک نے کہا حضرت علیؑ تشریف لائے تو میں نے انہیں واپس کر دیا۔ آپ دوبارہ تشریف لائے تو انہیں پھر واپس کر دیا اور یہ واقعہ تین یا چار مرتبہ پیش آیا تو حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

ما حبسك عنی او ما ابطأك عنی یا علی؟

یعنی اے علی! تمہیں میری ملاقات سے کون روکتا ہے اور اس ملاقات میں تاخیر کا باعث کون بن رہا ہے؟

حضرت علی نے عرض کی! میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہا تو انس نے مجھے لوٹا دیا۔ میں نے پھر آپ کے پاس آنا چاہا تو انس نے مجھے واپس کر دیا۔

آپ نے فرمایا اے انسؓ تجھے ایسا کرنے پر کس چیز نے اکسایا؟

حضرت انس نے عرض کی مجھے اُمید تھی کہ وہ انصار سے کوئی شخص ہو گا جو حضرت علیؑ سے بہتر یا افضل ہو گا۔

حضرت انس ہی سے یہ روایت بخاری نے نقل کی، انہوں نے کہا کہ میں نے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پرندے کا گوشت پیش کیا تو

آپ نے ایک لقمہ لیکر فرمایا۔

اللّٰھم ائتنی باحب الخلق الیك و الیّ۔

یعنی الٰہی! ایسے شخص کو میرے پاس بھیج جو تجھے اور مجھے سب خلقت سے زیادہ محبوب ہے۔

پھر حضرت علی تشریف لائے اور دروازے پر دستک دی۔

میں نے کہا کون ہے؟

حضرت علی نے فرمایا، میں علی ہوں۔

میں نے کہا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مصروف ہیں۔ اسی اثنا میں آپ نے ایک لقمہ اور کھایا اور پہلے ہی کی طرح فرمایا۔

اللّٰھم ائتنی باحب الخلق الیك و الیّ

حضرت علی نے پھر دروازے پر دستک دی تو میں نے پوچھا کون ہے؟

آپ نے فرمایا میں علی ہوں۔

میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کام میں مصروف ہیں۔ آپ نے پھر یک لقمہ لیا اور پہلے ہی کی طرح فرمایا۔

الٰہی ایسے شخص کو میرے پاس بھیج جو تجھے اور مجھے سب مخلوق سے زیادہ محبوب ہے۔

پھر حضرت علی نے دروازے پر دستک دے کر اپنی آواز بلند کی تو حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

یا انس افتح الباب۔ یعنی اے انس دروازہ کھول دے۔

کہا کہ پھر حضرت علی اندر تشریف لے آئے تو حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو دیکھکر مسکرانے لگے پھر حضرت علی کو آپ نے فرمایا۔

الحمد للّٰہ الذی عجلك فانی ادعو فی کل لقمۃ ان یاتینی اللّٰہ باحب الخلق الیہ و الیّ فکنت انت۔

یعنی اس خدا کا شکر ہے جس نے تمہیں جلد بھیجا۔ میں نے ہر لقمہ پر دعا کی تھی کہ الٰہی ایسے شخص کو بھیج جو اسے اور مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے تو تم آگئے

حضرت علی نے کہا! مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی مبعوث فرمایا۔ میں نے تین مرتبہ دروازے پر دستک دی اور انسؓ نے مجھے واپس کر دیا

حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

لِمَ رَدَدْتَہٗ ؟ یعنی تو انہیں کیوں واپس کر دیتا تھا؟

میں نے کہا میری خواہش تھی کہ وہ شخص انصار سے ہوتا جس کے لئے آپ نے دعا فرمائی ہے۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم کناں ہو کر فرمایا

ما یلام الرجل علی قومہ۔ انسان اپنی قوم پر ملامت نہیں کرتا۔

دوسری روایت:۔ حضرت سفینہ سے روایت ہے کہ انصار کی

ایک عورت نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھُنے ہوئے دو پرندوں کا ہدیہ بھیجا۔ جب یہ پرندے آپ کی خدمت میں پیش کئے گئے تو آپؐ نے دعا فرمائی۔

اللّٰھم ائتنی باحب خلقك الیك والیٰ رسولك

الٰہی! میرے پاس ایسے شخص کو بھیج جو تیری مخلوق میں تجھے اور تیرے رسول کو سب سے زیادہ محبوب ہو۔

پھر بخاری کی حدیث کی عبارت بیان کی اور اُس کے آخر میں کہا کہ حضرت علی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ان دونوں پرندوں کا گوشت کھایا یہاں تک کہ ختم ہو گیا۔

حضرت علی کا اختصاص

آپ محبوبِ مصطفےٰ ہیں

چھٹی خصوصیت :-

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے اُن سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب کون تھا؟

اُنہوں نے فرمایا، فاطمہؓ

پھر پوچھا مردوں میں آپ کو سب سے زیادہ کون محبوب تھا؟

فرمایا اُن کے شوہر حضرت علیؓ

اور مجھے معلوم ہے وہ صائم النہار اور قائم اللیل ہیں۔

یہ روایت ترمذی نے نقل کی اور کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

دُوسری روایت :-

حضرت عائشہ صدیقہؓ ہی سے روایت ہے کہ اُن کے پاس حضرت علیؓ کا ذکر ہوا تو اُنہوں نے کہا میں نے علیؓ سے زیادہ کسی مرد کو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محبوب نہیں دیکھا اور نہ ہی کوئی عورت حضرت علیؓ کی زوجۂ محترمہ حضرت فاطمۃ الزہراؓ سے زیادہ آپ کو پیاری تھی۔

اس روایت کی تخریج المخلص اور حافظ دمشقی نے کی۔

تیسری روایت :-

حضرت معاذ غفاریہ سے روایت ہے کہ مجھے حضرت انس نے بتایا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر پر گئے اور میں اپنی بیماری اور زخم کی دوا کے لئے ٹھہر گیا۔ پھر میں حضرت عائشہ کے گھر حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گیا تو حضرت علی وہاں سے تشریف لا رہے تھے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا آپ نے فرمایا :-

یا عائشۃ ان ھذا احب الرجال الیّ واکرمھم علیّ فاعرفی له حقه واکرمی مثواه "الجندی"

اَے عائشہ یہ شخص یعنی حضرت علی مجھے مَردوں میں سب سے زیادہ محبوب و مکرم ہیں۔

چوتھی روایت :۔

مجمع سے روایت ہے کہ میں اپنے باپ کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُن سے یوم جمل کے بارے میں دریافت کیا۔

آپ نے فرمایا یہ اللہ کی تقدیر سے تھا۔

پھر اُن سے حضرت علیؑ کے بارے میں پُوچھا تو اُنہوں نے فرمایا تم ایسے شخص کے بارے میں پُوچھتے ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُس بیٹی کا شوہر ہے جو آپؐ کو تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہے۔

پانچویں روایت :۔

معاویہ بن ثعلبہ سے روایت ہے کہ حضرت اَبُوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے آکر ان سے پُوچھا اَے اَباذر! کیا آپ مجھے بتائیں گے کہ آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے تاکہ میں جان لوں کہ جو لوگ آپ کو محبوب ہیں وہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو زیادہ محبوب ہیں ؟

چھٹی روایت اور شرح :۔

پیش ازیں حضرت ابو بکرؓ کے بارے میں ایسی ہی روایت متفق علیہ میں بیان ہوئی تو اس روایت کو اس طرح حمل کرنا ہوگا کہ حضرت علی اہل بیت میں سے حضورؐ کو پیارے تھے اور حضرت عائشہ کی دونوں روایتوں کو جمع کرنے سے مطلقاً حضورؐ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ پیارے تھے۔

اس اُمر کی تائید دولابی کی " ذریت طاہرہ " کتاب میں بیان کردہ اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو فرمایا اَے بیٹی! میں نے تیرا نکاح اُس شخص سے کیا ہے جو مجھے اپنے تمام اہلبیت میں سے سب سے زیادہ محبوب ہے۔

اس روایت کی تخریج عبدالرزاق نے کی تو اہل بیتی کی جگہ لفظ اہلی نقل کیا یعنی بیٹی میں نے تیرا نکاح اُس شخص سے کیا ہے جو مجھے اپنے اہل میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔

علیؑ مجھے ایسے ہے جیسے میرے جسم کو میرا سَر

ساتویں خصوصیّت :۔

حضرت براء سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

علی منی بمنزلۃ راسی من جسدی ۔" اعلاء "

یعنی علی کا تعلق مجھ سے ایسے ہے جیسے میرے سر کا میرے جسم سے۔

آٹھویں خصوصیت جیسے ہارونؑ کو موسیٰؑ

پہلی روایت :-

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ کو فرمایا۔

انت منی بمنزلۃ ھارون وموسیٰ الا انہ لا نبی بعدی۔ "بخاری ومسلم"

یعنی تم مجھے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰؑ کو حضرت ہارونؑ مگر یہ کہ میرے بعد نبی نہیں۔

ترمذی اور ابو حاتم نے اس حدیث کو نقل کیا تو اس میں "اِلّا اِنَّہٗ لا نبی بعدی" کے الفاظ نقل نہیں کئے۔

دوسری روایت :-

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت علیؓ کو مدینہ منورہ میں رہنے کا حکم دیا۔

حضرت علی نے عرض کی یا رسول اللہ آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں پیچھے

چھوڑ رہے ہیں۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اما ترضیٰ ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی۔

"یعنی کیا تم خوش نہیں کہ تم مجھے ایسے ہو جیسے موسیٰ کو ہارون مگر میرے بعد نبی نہیں۔"

تیسری روایت :-

حضرت سعد بن ابی وقاص ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ تبوک کے دنوں دورانِ سفر مقام جرف پر قیام پذیر تھے کہ مدینہ منورہ میں منافقوں نے حضرت علی پر طعن کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علیؓ کو بوجھ سمجھ کر پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔

حضرت علیؓ نے منافقوں کا طعنہ سنا تو آپ اپنا اسلحہ اٹھا کر مقام جرف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پہنچ گئے اور عرض کی یا رسول اللہ آپ نے اس سے پہلے مجھے کبھی کسی غزوہ میں پیچھے نہیں چھوڑا جبکہ منافقوں کا گمان ہے کہ آپ نے مجھے بوجھ سمجھ کر پیچھے چھوڑ دیا ہے۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

کذبوا ولکن خلفتک لما ورائی فارجع فاخلفنی فی اھلی

افلا ترضیٰ ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من
موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی۔

"یعنی منافقین جھوٹ بکتے ہیں۔ میں نے تمہیں اپنے پیچھے
اپنا نائب بنا کر چھوڑا ہے۔ پس تم واپس جاؤ اور میرے
گھر والوں میں میری نیابت کا فریضہ ادا کرو۔ کیا تم راضی
نہیں ہو کہ تم مجھے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ کو حضرت ہارونؑ
مگر میرے بعد نبی نہیں" (ابن اسحٰق، معجم، دمشق)

چوتھی روایت:۔

سفیان سے روایت ہے کہ اُسے جعدی نے کہا مجھ سے ایسی حدیث
بیان کر جس میں تیرے نزدیک حضرت علی کی بہت اچھی فضیلت ہو۔
کہا کہ مجھ سے سلمہ بن کہیل سے اس نے حجیہ بن عدی سے انہوں نے حضرت
علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے حضرت علی کو فرمایا۔

انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا
انہ لا نبی بعدی۔ "نسخہ بغدادیہ حافظ سلفی"

یعنی تو مجھے بمنزلہ موسیٰ سے ہارون کیلئے مگر میرے بعد نبی نہیں۔

پانچویں روایت:۔

حضرت اسماء بنت عمیسؓ سے روایت ہے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے:۔

اللّٰھم انی اقول کما قال اخی موسیٰ اللّٰھم اجعل
لی وزیرا من اھلی اخی علیا اشدد بہ ازری واشرکہ
فی امری کی نسبحک کثیرا و نذکرک کثیرا انک
کنت بنا بصیرا۔ "احمد فی المناقب"

ترجمہ:۔ الٰہی! میں وہی بات کہتا ہوں جو میرے بھائی موسیٰ علیہ السلام
نے کی۔ الٰہی میرے گھر والوں سے میرے بھائی علی کو میرا وزیر بنا دے تاکہ میں
اس کے ساتھ قوت پاؤں اور وہ میرے امر تبلیغ میں میرا شریک ہو تاکہ تیری
تسبیح و اذکار کثرت سے ہو اور بیشک تو ہم دونوں کا ساتھ دیکھ رہا ہے۔

اس امر خلافت سے مراد غیر نبوت ہے جیسا کہ پہلے ذکر ہوا، اور بعض
رافضی اس حدیث سے ثابت کرتے ہیں کہ حضرت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے خلیفہ ہیں جبکہ اس میں دلالت نہیں اور پہلے خلافت ابی بکر کی فصل میں اس
لفظ کی شرح اور معنی بیان ہو چکا ہے۔

چھٹی روایت:۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو سب علی کرتے ہوئے سنا تو
فرمایا "میرا گمان ہے کہ یہ شخص منافقین میں سے ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ نے حضرت علی کو فرمایا:۔

انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ
لا نبی بعدی۔ "ابن سمان"

یعنی تم مجھے ایسے ہو جیسے موسیٰ کو ہارون مگر یہ کہ میرے بعد نبی نہیں۔

ساتویں روایت :-

حضرت عمرؓ ہی سے روایت ہے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا، آپ نے حضرت علی کو فرمایا،

ثلاث خصال لوددت ان لی واحدة منهن

تیرے تین خصائص ہیں جن میں سے ایک میرے لئے ہے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں اور ابو عبیدہ و ابوبکر اور صحابہ کی ایک جماعت حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ نے حضرت علی کے کندھے پر تھپکی دیکر فرمایا:-

یا علی انت اول المومنین ایمانا و اول المسلمین اسلام و انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ ۔ "ابن سمان"

یعنی اے علی! تم ایمان میں پہلے مومن اور اسلام میں پہلے مسلمان ہو اور تم مجھ سے موسیٰ سے ہارون کی طرح ہو۔

علیؓ حضورؐ کو ایسے ہیں جیسے خدا کو حضورؐ

نویں خصوصیت :-

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے چھ دن بعد حضرت

ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ آپ کی قبر انور کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے تو حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو فرمایا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ آپ آگے بڑھیں۔

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا میں ایسے شخص پر کیسے سبقت کر سکتا ہوں جس کے بارے میں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے:

علی منی بمنزلتی من ربی "الموافق ابن سمان"

یعنی علی مجھے ایسے ہیں جیسے میں اپنے رب کو ہوں۔

قرابتِ مصطفیٰ

دسویں خصوصیت :-[1]

شعبی سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر نے حضرت علیؓ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جس کو شوق ہو کہ اس شخص کو دیکھے جو تمام لوگوں میں سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قریبی اور آپ کے نزدیک سب سے عظیم الشان شخصیت کا مالک ہے تو ان کی طرف دیکھے اور آپ کا اشارہ حضرت علی ابن ابی طالب کی طرف تھا۔ "ابن سمان"

۲- حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جبریل نازل ہوئے اور عرض کی "یا محمدؐ" اللہ تعالیٰ

نے آپ پر سلام پڑھا ہے اور آپ سے کہا ہے، علی آپ کو بمنزلہ موسیٰ سے ہارون کے ہیں مگر آپ کے بعد نبی نہیں۔ "امام علی بن موسیٰ"

حضورؐ جیسا اجر اور مالِ غنیمت علیؑ کیلئے

گیارہویں خصوصیت :-

حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ تبوک کے دن حضرت علی کو فرمایا :-

اما ترضی ان یکون لک من الاجر مثل مالی ولک من المغنم مثل مالی

یعنی کیا تم خوش نہیں کہ تمہیں میرے جیسا اجر اور میری مثل غنیمت حاصل ہو۔

حضرت علیؑ حضورؐ کی جان کی طرح ہیں

بارہویں خصوصیت :-

مطلب بن عبداللہ ابی حیطب سے روایت ہے کہا کہ جب بنو ثقیف کا وفد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نے ان لوگوں کو فرمایا :-

لتسلمن اولا بعثن علیکم رجلا منی او قال مثل نفسی فلیضربن اعناقکم ولیسبین ذراریکم ولیاخذن اموالکم۔

یعنی اسلام قبول کرو گے یا میں تمہارے پاس اس شخص کو بھیجوں جو مجھ سے ہے یا فرمایا جو میری جان یا ذات کی طرح ہے اور وہ تمہیں قتل کرے اور تمہارے اموال لے اور تمہاری اولاد کو قیدی بنائے۔

حضرت عمر فرماتے ہیں خدا کی قسم! مجھے اس روز کے سوا کبھی امارت کی خواہش نہیں ہوئی اور میں نے اس امید پر اپنے سینے کو ابھارا کہ آپ فرمائیں گے کہ وہ یہ ہے۔

مگر آپ نے حضرت علی کی طرف توجہ فرمائی اور ان کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ وہ یہ ہے جو مجھے جان کی طرح ہے۔" ابو عمر، ابن سمان، جامع عبدالرزاق۔

دوسری روایت :-

زید بن نفیع سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :-

لینتہین بنو ربیعۃ اولا بعثن الیہم رجلا کنفسی یمضی فیہم امری یقتل المقاتلہ ویسبی الذریۃ۔

یعنی بنو ربیعہ باز آجائیں ورنہ میں ان کی طرف اس شخص کو بھیجوں گا جو میری جان کی طرح ہے اور وہ ان میں میرا امر نافذ کرے گا اور ان سے جنگ کرکے

قتل کریگا اور اُن کی اولاد کو قیدی بنالے گا۔

حضرت ابوذر نے کہا کہ میں ڈر گیا کیونکہ میرے عقب سے حضرت عمرؓ نے اپنی سرد ہتھیلی میرے سینے پر رکھی اور کہا اس سے کون مراد ہوگا؟

میں نے کہا اس سے تم مراد نہیں ہو بلکہ اس شخص سے مراد خاصف النعل یعنی حضرت علی ہیں۔ "مناقب احمد"

تیسری روایت :-

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :-

ما من نبی الا ولہ نظیر فی اُمتہ وعلی نظیری۔ "خلعی"

ہر نبی کی نظیر اُس کی اُمت میں کوئی شخص ہوتا اور میری نظیر علی ہیں۔

نبیؐ اور علیؑ کا نور تخلیقِ آدم سے پہلے

تیرہویں خصوصیت :-

حضرت سلمان سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا :-

کنت انا وعلی نوراً بین ید اللہ تعالیٰ قبل ان یخلق آدم باربعة

عشر الف عام فلما خلق اللہ آدم قسم ذالک النور جزئین فجزء انا وجزء علی۔ "احمد فی المناقب"

یعنی میں اور علی حضرت آدم علیہ السلام سے چودہ ہزار سال قبل اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک نور تھے۔ پھر جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اس نور کے دو جز کر دیئے۔ ایک جز میں ہوں اور دوسرا جز حضرت علی ہیں۔

حضرت علیؑ کی ہتھیلی حضورؐ کی ہتھیلی جیسی ہے

چودہویں خصوصیت :-

حبشی بن جنادہؓ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ابوبکر صدیقؓ کی مجلس میں حاضر تھے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، کسی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذمہ کوئی قرض ہے؟

ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا اے رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ! میری تین لپ کھجوریں آپؐ کے ذمہ ہیں۔

کہا کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت علیؓ کو پیغام بھیج کر بلوایا اور کہا اے ابا الحسن اس شخص کا گمان ہے کہ اس کی تین لپ کھجوریں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذمہ ہیں۔ آپ اسے یہ کھجوریں دے دیں۔ حضرت علی نے اُسے تین لپ کھجوریں دے دیں۔

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا! ان کھجوروں کی گنتی کی جائے پھر جب ان
کھجوروں کو شمار کیا گیا تو ہر ایک کی کھجوروں تعداد ساٹھ تھی اور ایک دوسری
سے ایک بھی کھجور زائد نہ تھی۔
حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا! اللہ اور اُس کے رسولؐ نے سچ فرمایا میری اور
علی کی ہتھیلی گنتی میں برابر ہیں۔ "موافقت ابن سمان"

حضور علیہ السلام اور حضرت علی علیہ السلام پر فرشتوں کا دُرود

چودہویں خصوصیت :۔

حضرت ابی ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :۔

لقد صلت الملائکۃ علیّ و علی لانا کنا نصلی
لیس معنا احد یصلی غیرنا۔ "ابوالحسن خلعی"

یعنی فرشتے مجھ پر اور علی پر درود پڑھتے تھے کیونکہ ہم دونوں نماز پڑھتے
تھے اور اُس وقت ہم دونوں کے علاوہ ہمارے ساتھ کوئی نماز نہیں پڑھتا تھا۔

حضور اکرمؐ اور حضرت علیؑ کی ارواح کو خدا نے قبض کیا

پندرہویں خصوصیت :۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :۔

لما اسری بی مررت بملک جالس علی سریر من نور واحدی
رجلیہ فی المشرق والاخری فی المغرب وبین یدیہ لوح ینظر
والدنیا کلها بین عینیہ والخلق بین رکبتیہ ویدہ تبلغ المشرق
والمغرب۔ فقلت یا جبریل من هذا ؟
قال هذا عزرائیل تقدم فسلم، فتقدمت وسلمت علیہ۔
فقال! وعلیک السلام یا احمد ما فعل ابن عمک علی ؟
فقلت! وهل تعرف ابن عمی علیاً۔
قال! وکیف اعرفہ وقد وکلنی اللہ بقبض ارواح الخلائق
ما خلا روحک وروح ابن عمک علی بن ابی طالب فان اللہ یتوفا
کما بمشیئتہ۔ "ملا"

یعنی جب میں معراج کی شب گذرا تو ایک فرشتہ دیکھا جو نور کے تخت پر بیٹھا
تھا۔ اُس کا ایک پیر مشرق میں اور دوسرا مغرب میں تھا۔ اُس کے سامنے لوح تھی
جس میں وہ دیکھ رہا تھا۔ تمام دُنیا اُس کی آنکھوں کے سامنے تھی اور مخلوق اُس کے

کندھوں کے درمیان تھی اور اُس کا ہاتھ مشرق و مغرب میں پہنچا تھا۔

مَیں نے کہا! اے جبریل یہ کون ہے؟

جبریل نے کہا! یہ عزرائیل ہے آپ آگے بڑھ کر اسے سلام کہیں۔

مَیں نے آگے بڑھ اُسے سلام کہا تو اُس یا احمد وَعَلَیکَ السّلام آپ کے چچازاد حضرت علی کیسے ہیں؟

مَیں نے کہا کیا میرے چچازاد علیؑ کو جانتے ہو؟

عزرائیلؑ نے کہا اُنہیں کیسے نہیں جانوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے مخلوق کی ارواح قبض کرنے پر فرمایا تو سوائے آپؐ کی اور آپ کے چچا زاد علی ابن ابی طالبؑ کی رُوحوں کے تمام مخلوق کی روحیں قبض کروں گا اور آپ دونوں کی رُوحیں اللہ تعالیٰ اپنی مشیئت کے مطابق خود قبض فرمائے گا۔" سیرت الملاء"

ایذاءِ علیؑ ایذاءِ رسول ہے

سولہویں حدیث :-

- حضرت علی کو اذیت دینا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو اذیت دینا ہے۔
- جس نے حضرت علی سے بُغض رکھا اُس نے حضورؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بُغض رکھا۔
- جس نے حضرت علی کو گالی دی اُس نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گالی دی۔

- جو حضرت علیؑ سے محبت کرتا ہے اُس نے رسول اللہ سے محبت کی۔
- جو حضرت علی سے دوستی رکھتا ہے وہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دوستی رکھتا ہے۔
- جو حضرت علی سے دشمنی رکھتا ہے وہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دشمنی رکھتا ہے۔
- جو حضرت علیؑ کی اطاعت کرتا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت کرتا ہے۔
- جو حضرت علی کی نافرمانی کرتا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے۔

اصحابِ حُدیبیہ میں سے ایک شخص حضرت عمر بن شاس اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ میں حضرت علیؓ کے ساتھ یمن کی طرف گیا تو حضرت علیؑ نے دورانِ سفر مجھ پر زیادتی کی جسے مَیں نے دل میں محسوس کیا۔ جب ہم واپس آئے تو مَیں نے مسجد میں اپنی شکایت کا اظہار کیا۔ یہاں تک کہ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک پہنچ گئی۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میری طرف دیکھا تو آپؐ کی آنکھوں میں غصّے کے آثار تھے۔ یہاں تک کہ آپؐ نے بیٹھتے ہی فرمایا عمر! خدا کی قسم تم نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے۔

مَیں نے عرض کی یا رسول اللہ میں اِس سے اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ آپ کو تکلیف پہنچاؤں۔

آپؐ نے فرمایا ہاں! جو علیؓ کو تکلیف پہنچاتا ہے گویا وہ مجھے تکلیف پہنچاتا ہے ۔" احمد و ابو حاتم"

دوسری روایت :۔

عمرو بن شاس اسلمیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

من احب علیاً فقد احبنی ومن ابغض علیاً فقد ابغضنی ومن آذی علیاً فقد اذانی ومن آذانی فقد اذی اللہ " ابو عمر"

یعنی جو علی سے محبت کرتا ہے وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور جو علی سے بغض رکھتا ہے وہ مجھ سے بغض رکھتا ہے اور جو علی کو تکلیف پہنچاتا ہے وہ مجھے اذیت دیتا ہے اور جو مجھے اذیت دیتا ہے وہ خدا کو ایذا دیتا ہے۔

تیسری روایت :۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہا کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے:۔

من احب علیا فقد احبنی فقد احب اللہ ومن ابغض علیا فقد ابغضنی فقد ابغض اللہ عزوجل ۔

یعنی جس نے علیؓ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی اور جس نے علیؓ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے اللہ عزوجل سے بغض رکھا ۔

اس روایت کی تخریج مخلص نے کی اور حاکمی نے اس کے آغاز میں مزید یہ الفاظ نقل کئے ۔

من تولاہ فقد تولانی ومن تولانی فقد تولی اللہ ومن احبہ الخ "الحدیث"

یعنی جس نے علی سے دوستی کی اس نے مجھ سے دوستی کی اور جس نے مجھ سے دوستی کی اس نے اللہ سے دوستی کی، اور جو اس سے محبت رکھتا ہے الخ

چوتھی روایت :۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حضرت علی ابن ابی طالبؑ کے پاس بھیجا اور انہیں کہا۔ انت سید الدنیا وسید فی الآخرۃ من احبک فقد احبنی وحبیبک حبیب اللہ وعدوک عدوی وعدوی عدو اللہ الویل لمن ابغضک ۔ (احمد فی المناقب)۔

یعنی اے علی! تم دنیا میں سردار ہو اور آخرت میں سردار ہو، تمہارا محب میرا محب اور تمہارا حبیب میرا حبیب ہے ۔ تمہارا دشمن میرا دشمن، اور میرا دشمن خدا کا دشمن ہے ۔ ویل ہے اس کیلئے جو تم سے بغض رکھتا ہے ۔

پانچویں روایت :۔

حضرت ابن عباسؓ ہی سے روایت ہے کہ

وہ بصارت چلی جانے کے بعد قریش کی ایک مجلس سے گذرے تو وہ لوگ حضرت علیؑ کو برا بھلا کہہ رہے تھے۔ حضرت ابنِ عباس نے اپنے قائد سے پوچھا کہ یہ لوگ کیا کہتے تھے میں سن نہیں سکا۔

اُس نے کہا یہ حضرت علی کو گالیاں دے رہے تھے۔

حضرت ابنِ عباس فرماتے ہیں میں نے اپنے ساتھی سے کہا کہ مجھے واپس لے چلو وہ انہیں مجلسِ قریش کے پاس واپس لایا تو اُنہوں نے قریش سے کہا تم میں سے کون اللہ کو گالی دے رہا تھا؟

لوگوں نے کہا سبحان اللہ! جو اللہ کو گالی دیتا ہے وہ مشرک ہے۔

حضرت ابنِ عباس نے کہا تم میں سے کون رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دیتا تھا؟

لوگوں نے کہا سبحان اللہ! جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دیتا ہے وہ کافر ہے۔

حضرت ابن عباسؓ نے کہا! تم میں سے کون حضرت علی کو گالی دے رہا تھا۔

لوگوں نے کہا ہاں! یہ بات تو ہے یعنی حضرت علی کو گالی دے رہا تھا۔

حضرت ابنِ عباس نے کہا! میں اللہ کے گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے۔

من سبّ علیاً فقد سبّنی فقد سبّ اللہ عزّوجلّ اکبہ اللہ علیٰ منخریہ۔

یعنی جس نے علی کو گالی دی اُس نے مجھے گالی دی اور جس نے مجھے گالی دی اُس نے اللہ کو گالی دی۔ اللہ اس کو ناک کے بل گراتا ہے۔

حضرت ابنِ عباس بعد اُز اں وہاں سے واپس آ گئے اور پھر اپنے قائد سے کہا میں سن نہیں سکا وہ لوگ کیا کہتے تھے؟

قائد نے کہا کہ پھر انہوں نے کوئی بات نہیں کی تھی۔

حضرت ابنِ عباس نے کہا! جب وہ جو کہنا تھا کہہ رہے تھے اُس وقت تُو نے اُن کے چہروں کو کیسے پایا؟

اُس نے کہا:۔

نظروا الیک باعین محمرۃ ۔ نظر التیوس الی شفار الجازر۔

کہا تجھ پر میرا باپ قربان مزید بیان کر۔

جزر الحواجب ناکسوا اذقانھم نظر الذلیل الی العزیز القاھر۔

کہا تجھ پر میرا باپ قربان مزید بتا۔

اُس نے کہا میرے پاس فقط دو ہی شعر ہیں۔

حضرت ابنِ عباس نے فرمایا! بلکہ میرے پاس ہے:۔

احیاؤھم ھو خزی علی امواتھم ۔ والمیتون مسبۃ للغابر۔ (ابو عبداللہ اعلام)

حضرت علیؑ کو گالی دینا حضورؐ کو گالی دینا ہے چھٹی روایت

ابی عبداللہ جدی سے روایت ہے کہ اُمّ المومنین حضرت اُمّ سلمہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اُنہوں نے مجھے فرمایا کیا تُو علی کو گالی دیتا ہے۔

میں نے کہا معاذ اللہ!

حضرت اُمّ سلمہؓ نے فرمایا: مَیں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا آپ نے فرمایا:۔

مَنْ سَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ سَبَّنِیْ ۔

یعنی جس نے علی کو گالی دی اُس نے مجھ کو گالی دی۔ "مسند احمد"

اطاعتِ علیؑ اطاعتِ مصطفےٰ، ساتویں روایت:۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کو فرمایا:۔

من اطاعك فقد اطاعنی اطاع اللّٰہ ومن عصاك عصانی

اُے علی! جس نے تیری فرمانبرداری کی اور جس نے میری فرمانبرداری کی اُس نے خدا کی فرمانبرداری کی اور جس نے تیری نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی ۔ (معجم ابوبکر اسماعیلی)۔

الجُندی نے مزید ان الفاظ کے ساتھ یہ روایت بیان کی ہے۔

من اطاعنی فقد اطاع اللّٰہ ومن اعطاك فقد اطاعنی ومن عصانی فقد عصی اللّٰہ ومن عصاك فقد عصانی ۔

یعنی جس نے میری اطاعت کی اُس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے تیری اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی ۔ اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے خدا کی نافرمانی کی اور جس نے تیری نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی۔

حضرت ابوذرؓ ہی سے روایت ہے کہ مَیں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سُنا:۔

یا علی من فارقنی فقد فارق اللّٰہ ومن فارق اللّٰہ فقد فارقنی ۔ (مناقب احمد، نقاش)

یعنی اے علی! جو مجھ سے الگ ہوتا ہے وہ خدا سے الگ ہوجاتا ہے اور جو تجھ سے الگ ہوتا ہے وہ مجھ سے الگ ہوجاتا ہے۔

تنقیصِ علیؑ تکلیفِ نبیؐ ہے آٹھویں روایت:۔

حضرت عروہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ کسی شخص نے حضرت عمرؓ کے سامنے حضرت علیؑ کے حق میں بُری بات کہی تو حضرت عمرؓ نے اُسے کہا کیا تو اس قبر والے کو جانتا ہے؟

یہ محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہیں اور علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب ہیں علی کا تذکرہ سوائے خیر کے کبھی نہ کرنا۔

تُو نے حضرت علی کی تنقیص کرکے اس قبر والے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف پہنچائی ہے۔ (مناقب احمد) (الموافقت ابن سمان)

علی کا دُشمن خدا کا دُشمن، نوویں روایت:۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کو فرمایا:۔

حبیبك حبیبی وحبیبی حبیب اللّٰہ وعدوك عدوی

وعدوی عدو اللہ و ویل لمن ابغضک بعدی۔ (حاکم)

یعنی تیرا دوست میرا دوست ہے اور میرا دوست خدا کا دوست ہے اور تیرا دشمن میرا دشمن ہے اور میرا دشمن خدا کا دشمن ہے اور میرے وصال کے بعد جو تم سے بغض رکھے گا اُس کے لئے ویل اور بربادی ہے۔

حضرت علیؓ سے مواخاتِ رسولؐ

سترہویں خصوصیت پہلی روایت:۔

حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کے درمیان مواخات قائم فرمائی تو حضرت علیؓ اشکبار آنکھوں سے تشریف لائے اور آپ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہؐ آپ نے صحابہ میں رشتۂ مواخات قائم فرمایا اور میرا بھائی چارہ کسی نے نہیں کروایا۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ۔

یعنی تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔

یہ حدیث ترمذی نے نقل کی اور کہا غریب ہے جبکہ بغوی نے اسے المصابیح میں حسن حدیثوں میں نقل کیا ہے۔

دوسری روایت:۔

حضرت ابن عمرؓ ہی سے روایت ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کے درمیان مواخات قائم فرمائی تو حضرت علیؓ باقی رہ گئے اور حضرت علیؓ بہادر و شجاع انسان تھے اور جب کسی چیز کا ارادہ فرماتے تو اپنا کام کر گذرتے۔ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا:۔

اَمَا تَرْضٰی اَنْ اَکُوْنَ اَخَاکَ

یعنی کیا تو خوش نہ ہوگا اگر تیرا بھائی بنوں۔

حضرت علی نے عرض کی کیوں نہیں یارسول اللہ مجھے خوشی ہوگی۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

فَاَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ۔

یعنی تو دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے۔ (الخلعی)

تیسری روایت:۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے انہوں نے کہا میں اللہ کا بندہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھائی ہوں اور میرے بعد یہ بات صرف وہی کہے گا "جو کذاب ہوگا۔" (ابو عمر)

یہ روایت خلعی نے مزید ان الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے:۔

وَاَنَا الصِّدِّیْقُ الْاَکْبَرُ وَلَقَدْ صَلَّیْتُ قَبْلَ النَّاسِ بِسَبْعِ سِنِیْنَ۔

یعنی میں صدیق اکبر ہوں اور میں نے لوگوں سے سات سال پہلے نماز پڑھی۔

چوتھی روایت :-

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری تلاش میں نکلے تو آپ نے مجھ کو ایک چار دیواری میں سویا ہوا پایا پھر آپ پاؤں مبارک کی ٹھوکر لگا کر مجھے فرمایا :

قم فو اللہ لارضینک انت اخی وابو ولدی تقاتل علی سنتی من مات علی عہدی فھو فی کنز الجنۃ ومن مات علی عہدک فقد قضی نحبہ ومن مات نحبک بعد موتک ختم اللہ لہ بالا من والایمان ماطلعت شمس او غربت ۔ (مناقب احمد)

یعنی اٹھو تم اس پر خوش نہیں کہ تم میرے بھائی اور میرے بیٹوں کے باپ ہو اور تم میری سنت پر لڑائی کرنے والے ہو ۔ جو میرے عہد پر فوت ہوگا وہ جنت کے خزانے میں ہے اور جو تیرے عہد پر ہے اس کی موت محبت پر ہوگی ۔ اور جو تیرے فوت ہونے کے بعد تیری محبت پر فوت ہوگا اللہ تعالیٰ اس کیلئے امن اور ایمان کی مہر کر دے گا سورج طلوع ہو یا غروب ۔

پانچویں روایت :-

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی عبدالمطلب کو بلا کر اکٹھے کیا جو کافی کھانا کھا جاتے اور تین صاع شربت پی جاتے تھے کہا کہ ان کے لئے ایک مد کھانا تیار کیا گیا اور انہوں نے کھانا کھایا یہاں تک کہ سب سیر ہو گئے اور کھانا اسی طرح باقی تھا جیسے اس کو کسی

نے چھوا تک نہ ہو یا پیا تک نہ ہو۔

پھر آپؐ نے بنو عبدالمطلب کو فرمایا میں تمہاری طرف بالخصوص اور لوگوں کی طرف بالعموم مبعوث کیا گیا ہوں ۔ اور تم اس نشانی کو دیکھو جو تم نے تکثیر طعام کی صورت میں دیکھی ہے ۔ تو تم میں کون ہے جو میری بیعت کر کے میرا بھائی اور میرا ساتھی بنے ۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی نہ اٹھا تو میں کھڑا ہو گیا اور میں لوگوں میں چھوٹی عمر کا تھا ۔ آپؐ نے مجھے فرمایا تم بیٹھ جاؤ ۔ پھر آپ نے تین مرتبہ لوگوں کو یہی بات کہی مگر جب کوئی نہ اٹھتا تو میں کھڑا ہو جاتا اور آپؐ فرماتے تم بیٹھ جاؤ ۔ یہاں تک کہ آپؐ نے تیسری مرتبہ میرے ہاتھ پر اپنا ہاتھ مبارک رکھ دیا (احمد فی المناقب)

چھٹی روایت :-

دوسرے طریق پر حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جب وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ آیت کریمہ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خاندان کے مردوں کو بلایا جن میں سے اگر کوئی شخص کھائے تو ایک جزعہ اور پئے تو ایک فرق یعنی تقریباً سات سیر پانی پی جائے ، ایک شخص نے آپ کی طرف سبقت کی تو انہوں نے کھانا کھایا یہاں تک کہ سیر ہو گئے تو آپؐ نے انہیں فرمایا :-

من یضمن علی دینی ومواعیدی ویکون معی فی الجنۃ ویکون خلیفتی فی اھلی ؟

میرے دین و مواعید پر جو شخص میرے ساتھ شامل ہوگا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا اور میرے خاندان میں میرا خلیفہ ہوگا ۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں جب آپؐ نے اپنے اہلبیت پر یہ امر پیش کیا تو میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کے دین و معاملہ پر آپ کے ساتھ ہوں۔
(احمد فی المناقب)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت علیؓ سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا میں نے خود کو پوری قوت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شامل کر رکھا تھا، اور میں سب سے پہلے آپؐ کے ساتھ شامل ہوا۔ (ابن ضحاک)۔

ساتویں روایت :-

عمر بن عبداللہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کے درمیان مواخات قائم فرمائی تو حضرت علیؓ کو چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ ان میں سے کوئی باقی نہ رہا تو حضرت علیؓ نے آپؐ کی خدمت میں عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے لوگوں کے درمیان مواخات قائم فرمائی اور مجھے چھوڑ دیا؟

آپؐ نے فرمایا:-

ولم تراني تركتك؟ انما تركتك لنفسي انت واخي وانا اخوك فاني اذا كرك قل انا عبد الله واخو رسوله لا يدعيها بعدي الا كذاب - (احمد فی المناقب)۔

یعنی اور میں تجھے چھوڑا ہوا نہیں دیکھتا مگر میں نے تجھے اپنی ذات کے لئے چھوڑ رکھا ہے۔ تو میرا بھائی ہے اور میں تیرا بھائی ہوں۔
کہو میں اللہ کا بندہ اور اس کے رسولؐ کا بھائی ہوں اور میرے بعد سوائے کذاب کے یہ دعویٰ کوئی نہیں کرے گا۔

جنت کے دروازے پر اسم علیؑ

آٹھویں روایت :-

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

عَلٰی بَابِ الْجَنَّةِ مَكْتُوْبٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلِیٌّ اَخُوْ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔

یعنی جنت کے دروازے پر لکھا ہے "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور علیؑ رسول اللہ کے بھائی ہیں۔

نویں روایت :-

ایک اور روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے پر لکھا ہوا ہے:-
مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلِیٌّ اَخُوْ رَسُوْلِ اللّٰهِ
یعنی محمدؐ اللہ کے رسول اور علیؑ رسول اللہ کے بھائی ہیں۔

دسویں روایت :-

ایک اور روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے پر لکھا ہے :-

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلِیٌّ اَخُوْ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَبْلَ اَنْ تَخْلُقَ السَّمٰوٰتِ بِاَلْفَیْ سَنَۃٍ -

یعنی محمد اللہ کے رسول ہیں اور علیؓ آسمانوں کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے رسول اللہ کے بھائی ہیں -

ان دونوں روایتوں کی تخریج ابراحمیہ نے مناقب میں کی اور پہلی روایت عسانی نے اپنی معجم میں نقل کی ہے اور صحابہؓ کے درمیان مواخات کی روایات عشرہ مبشرہ کے مناقب میں پہلے بیان ہو چکی ہے۔

ذُرِّیتِ مصطفٰے پُشتِ علیؓ سے ہیں

اٹھارہویں خصوصیت :-

اس اَمر کا ذکر پیش ازیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد میں ہو چکا ہے کہ

اَنْتَ اَخِیْ وَاَبُوْ وَلَدِیْ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہا کہ میں اور میرے والد حضرت عباس حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت

میں حاضر تھے کہ حضرت علی تشریف لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن پر سلام کیا اور کھڑے ہو کر اُن پر معانقہ کیا اور اُن کی پیشانی پر بوسہ دے کر اُنہیں اپنی دائیں طرف بٹھایا۔

حضرت عباس نے کہا یا رسول اللہ! آپ ان سے محبت کرتے ہیں ؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :-

یا عم واللّٰہ للّٰہ اشد حبا لہ منی ان اللہ جعل ذریۃ کل نبی فی صلبہ وجعل ذریتی فی صلب ھذا امر۔ " ابوالخیر حاکمی "

اے چچا جان خدا کی قسم مجھے اس کے ساتھ اس کے لئے شدید محبت ہے۔ یقینا اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی ذریت کو اس کی اپنی پشت میں مقرر فرمایا ہے جبکہ میری اولاد کو اس کی پشت میں رکھا ہے۔

جس کے نبیؐ مولا ہیں اُس کے علیؓ مولا ہیں

اُنتیسویں خصوصیت :-

رباح بن حارث سے روایت ہے کہ ایک قبیلہ کے لوگ ایک کھلی جگہ پر حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اے مولا ہمارے آپ پر سلام ہو۔

آپؓ نے کہا کہ تمہارے مولا کیسے تم تو عرب ہو ؟

اُنہوں نے کہا ہم نے غدیر خم کے دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا :-

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ ۔

یعنی جس کا میں مولا ہوں اُس کا علیؓ مولا ہے ۔

ریاح نے کہا کہ جب وہ چلے گئے تو میں اُن کے پیچھے پیچھے چلا اور پوچھا

یہ کون لوگ ہیں ؟

اُنھوں نے کہا یہ انصار کے لوگ ہیں اور اُن میں حضرت ابو ایوب

انصاریؓ ہیں ۔ (احمد فی المناقب)

دوسری روایت :-

ریاح ہی سے روایت ہے کہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس بیٹھا ہوا

تھا کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جس پر سفر کا اثر تھا ۔ اس نے کہا !

السّلام علیکَ یا مولائی ۔

یعنی اے میرے مولا آپ پر سلام ہو ۔

پوچھا یہ کون ہے ؟

کہا یہ ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ۔

پھر حضرت علیؓ نے فرمایا انہیں غسل کراؤ ۔ لوگوں نے اُنہیں غسل وغیرہ کرایا تو حضرت

ابو ایوبؓ نے کہا ، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا ۔

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ ۔ (معجم بغوی)

یعنی جس کا میں مولا ہوں اُس کے علی مولا ہیں ۔

علیؓ کا دشمن نبیؐ کا دشمن ہے

تیسری روایت :-

براء بن عازب سے روایت ہے کہ ہم لوگ سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کے ساتھ تھے ۔ پھر ہم غدیر خم کے مقام پر اُترے تو ہمیں صلوٰۃ جامع کی آواز

دی گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے دو درخت کے نیچے جگہ صاف کی گئی ۔

آپ نے ظہر کی نماز ادا فرمائی اور حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا ۔

اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اِنِّی اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ ۔

یعنی کیا تم نہیں جانتے کہ میں مومنوں کی جانوں سے اُن کے زیادہ قریب ہوں

لوگوں نے کہا ہاں ! کیوں نہیں ۔

پھر آپؐ نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا ۔

اَللّٰهُمَّ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ ۔ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَ

عَادِ مَنْ عَادَاهُ ۔

الٰہی ! جس کا میں مولا ہوں اُس کے علی مولا ہیں ۔ الٰہی اس کے دوست

سے دوستی رکھ اور اس کے دشمن سے دشمنی رکھ ۔

کہا کہ اس کے بعد حضرت عمرؓ حضرت علیؓ کے پاس آئے اور کہا :

هنیاً لك یا ابن ابی طالب اصبحت وامسیت مولیٰ كل مومن ومومنة

یعنی ابن ابی طالبؓ آپ کو مبارک ہو آپ صبح اور شام ہر مومن اور

مومنہ کے مولا ہیں۔

چوتھی روایت :۔

حضرت زید بن ارقم سے بھی ایسی ہی روایت آتی ہے اس روایت کی تخریج امام احمد نے اپنی مسند میں کی اور پہلی روایت میں ابن سمان نے نقل کی اور اس کا مفہوم و معنی کی روایت حضرت عمر سے مناقب میں نقل کی جس میں مزید یہ الفاظ ہیں۔

وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَہُ وَاَحِبَّ مَنْ اَحَبَّہٗ۔

اور اس کے دشمن سے دشمنی رکھ اور اس کے مددگار کی مدد فرما اور اس کے محب سے محبّت فرما۔

یا فرمایا:۔ ابغض من ابغضہ ۔ یعنی اس سے بُغض رکھنے والے کے ساتھ بُغض رکھ۔ اور ابن سمان نے حضرت عمرؓ سے اس روایت سے یہ الفاظ نقل کئے ہیں :۔

مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِی مَوْلَاہُ ۔

اور تلخیص اعتدال میں علامہ ذہبی نے جناب حبشی بن جنادہؓ سے جو روایت نقل کی ہے، اس میں من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے بعد یہ الفاظ ہیں :۔

وانصر من نصرہ واعن من اعانہ۔

یعنی اس کے مددگار کی مدد فرما اور اس کے معاون کی اعانت فرما اور جو اس کے بعد الفاظ ہیں اُن کا ذکر نہیں کیا۔

پانچویں روایت :۔

ابی طفیل سے روایت ہے کہا کہ حضرت علیؑ نے فرمایا۔ میں تم سے اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں جس نے یوم غدیر خم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میرے بارے میں سُنا ہے وہ کھڑا ہو جائے۔

لوگ یہ سُن کر کھڑے ہوگئے اور انہوں نے گواہی دی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے۔

الستم تعلمون انی اولیٰ بالمومنین من انفسھم

کیا تم نہیں جانتے کہ میں مومنوں کی جانوں کا اُن سے زیادہ مالک ہوں۔

قالوا! بلیٰ یارسول اللہ ۔

لوگوں نے کہا! ہاں یا رسول اللہ کیوں نہیں !

قال! من کنت مولاہ فان ھذا مولاہ ۔ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ ۔

آپ نے فرمایا جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے۔ الٰہی اس کے دوست سے دوستی رکھ اور اس کے دشمن سے دشمنی رکھ۔

میں وہاں سے نکلا تو میرے دل میں کچھ اُلجھن تھی۔ چنانچہ حضرت زید بن ارقمؓ سے ملا اور اس امر کا تذکرہ اُن سے کیا۔

حضرت زید بن ارقم نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

سُنا آپ نے حضرت علیؓ کے لئے یہ بات کہی تھی۔

ابونعیم نے کہا! میں نے فطر کے لئے کہا یعنی جو اُس حدیث سے روایت کرتے ہیں کہ اس بات اور اُن کی موت کے درمیان کتنا عرصہ ہے؟

کہا کہ سو دن۔

اس روایت کی تخریج ابو حاتم نے کی اور کہا موت سے مراد حضرت علی ابن ابی طالبؓ کی رحلت ہے اور ترمذی نے زید بن ارقمؓ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا!

من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔

اور کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔ یہ روایت امام احمد نے سعید بن موہب سے ان الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے۔ کہ حضرت علیؓ نے انہیں قسم دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے پانچ یا چھ افراد نے کھڑے ہو کر گواہی دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ

چھٹی روایت:۔

حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہا کہ حضرت علیؓ نے لوگوں سے قسم دیکر پوچھا کہ کیا تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے؟

من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ

یعنی جس کا میں مولا ہوں اُس کے علی مولا ہیں۔ الٰہی اسکے دوست سے دوستی اور اس کے دشمن سے دشمنی رکھ۔ تو سولہ افراد نے کھڑے ہو کر اس امر کی گواہی دی۔

ساتویں روایت:۔

زیاد بن ابی زیاد سے روایت ہے کہا کہ میں نے حضرت علی ابن ابی طالبؓ سے سُنا آپ نے لوگوں کو فرمایا۔

مسلمان اشخاص کو اللہ کی قسم ہے وہ گواہی دیں کہ انہوں نے غدیر خم کے دن میرے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا تھا تو بارہ بدری صحابہ نے اس کی گواہی دی کہ آپؐ نے فرمایا تھا۔

مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ

آٹھویں روایت:۔

حضرت بریدہ سے روایت ہے کہ میں یمن کی جنگ میں حضرت علیؓ کے ہمراہ تھا تو میں نے محسوس کیا کہ مجھ پر حضرت علیؓ نے زیادتی کی ہے۔ پھر جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر حضرت علی کی تنقیص کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ اقدس متغیر ہو گیا اور آپ نے فرمایا۔

یا بریدہ الست اولی بالمومنین من انفسھم؟

قلت بلٰی یا رسول اللہ؟

قال! من کنت مولاہ فعلی مولاہ "خرجہ احمد"

یعنی اُسے بریدہ کیا میں مومنوں کی جانوں کا اُن سے زیادہ مالک نہیں ہُوں ؟

مَیں نے کہا ہاں یا رسول اللہ کیوں نہیں ۔

آپؐ نے فرمایا جس کا مَیں مولا ہُوں تو اُس کا علی مولا ہے ۔

نویں روایت :-

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ حضرت علیؓ اُس کے مولا ہیں ۔ جس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مولا ہیں ۔

سالم سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ آپؓ کا حُسن سلوک جو حضرت علیؓ کے ساتھ ہے کسی اور کے ساتھ نہیں ہے ؟

حضرت عمرؓ نے فرمایا ! اس لئے کہ علی میرے مولا ہیں ۔

دسویں روایت :-

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ دو بدّو جھگڑا لے کر اُن کے پاس آتے تو اُنہوں نے حضرت علیؓ سے کہا اے ابا الحسن ! ان کے درمیان فیصلہ فرما دیں ۔

حضرت علیؓ نے فیصلہ فرما دیا تو اُن میں سے ایک نے کہا کیا ہمارے درمیان یہ فیصلہ کرے گا ؟

حضرت عمرؓ نے جھپٹ کر اُس بدّو کا گریبان پکڑ لیا اور فرمایا ! تیری

بربادی ہو تُو نہیں جانتا یہ کون ہیں ؟ یہ میرے مولا ہیں اور ہر مومن کے مولا اور جس کے یہ مولا نہیں وہ مومن نہیں ۔

گیارہویں روایت :-

حضرت عمرؓ ہی سے روایت ہے کہ ایک شخص کسی مسئلہ کا نزاع لیکر اُن کے پاس آیا اور حضرت علیؓ کی طرف اشارہ کرکے کہا میرا اس بڑے پیٹ والے بیٹھے ہوئے شخص سے تنازع ہے ۔

حضرت عمرؓ مجلس سے تیزی کے ساتھ کھڑے ہوگئے اور اُس شخص کا گریبان پکڑ کر زمین پر گرا دیا ۔ پھر کہا تجھے معلوم ہے کس شخص کی تُو نے توہین کی ہے یہ میرے اور ہر مومن کے مولا ہیں ۔

ان روایتوں کی تخریج ابن سمان نے کی ۔

تشریح :-

غدیر خم مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان جحفہ میں واقع ہے اور حدیث کا مفہوم اُس شخص کے بارے میں جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت کی طرف سے جاتا ہے تو اُس کا جواب یہ ہے کہ حدیث کو مناسب معنیٰ پر محمول کرنا ہوگا ۔ اس لئے کہ امامت میں حضرت ابوبکرؓ پہلے ہیں جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کے باب میں مذکور ہوا ۔

حضور اکرمؐ کے بعد حضرت علیؑ ہر مومن کے ولی ہیں اور حضورؐ سے ہیں

بیسویں روایت :-

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ احادیث میں ہے کہ حضرت علیؓ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہیں جیسے عَلِیٌّ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْہُ۔

حضرات عمران بن حصین سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کے زیرِ کمان ایک لشکر بھیجا۔ کہا کہ مالِ غنیمت سے اُنہوں نے ایک کنیز لے لی تو لوگوں نے اس بات کو پسند نہ کیا اور اصحاب رسولؐ سے چار اشخاص نے معاہدہ کیا کہ جب ہماری ملاقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوگی تو ہم آپؐ کو بتائیں گے کہ اُنہوں نے ایک کنیز لے لی تھی۔

عمران کہتے ہیں کہ جب مسلمان سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتے اور پھر اپنی سواریوں کی طرف واپس چلے جاتے، تو جب اس سریہ کے واپس آئے اور سلام کے لئے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان چاروں میں سے ایک نے کہا یا رسول اللہ! کیا آپ نے نہیں دیکھا علی نے ایسے اور ایسے کیا ہے؟

آپؐ نے اُس شخص سے رُخ پھیر لیا تو دوسرے نے کھڑے ہو کر پہلے کی بات دُہرا دی۔ آپؐ نے اُس سے بھی رُخ پھیر لیا تو تیسرے نے وہی کہانی سُنا دی۔ آپؐ نے اُس سے بھی اِعراض فرمایا تو چوتھے نے اُٹھ کر وہی بات سُنائی جو پہلے تین کی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کی طرف متوجہ ہوئے تو آپؐ کے چہرے پر غضب کے آثار نمایاں تھے۔ پھر آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا:-

مَا تُرِیْدُوْنَ مِنْ عَلِیٍّ، عَلِیٌّ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْہُ وَھُوَ وَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِیْ۔

یعنی تم علی سے کیا چاہتے ہو۔ علی مجھ سے ہے اور مَیں اُس سے ہوں اور وہ میرے بعد ہر مومن کا ولی ہے۔

دوسری روایت :-

حضرت بریدہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰات وَالسّلام نے ایک شخص کی قیادت میں ایک لشکر بھیجا جس میں مَیں بھی تھا اور ہمیں غنیمت میں ایک کنیز ملی۔ اُس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں خط لکھا کہ ہم سے خمس لینے کے لئے کسی کو بھیجیں۔

کہا کہ آپ نے خمس لینے کے لئے حضرت علی کو بھیجا اور قیدیوں میں یہی کنیز افضل تھی۔ حضرت علی نے خمس لیا اور مالِ غنیمت تقسیم کر دیا۔ کہا کہ پھر حضرت علیؑ باہر آئے تو اُن کے سر سے پانی کے قطرات گر رہے تھے۔

ہم نے کہا یا اباحسن یہ کیا ہے؟

آپ نے کہا، کیا تم نے قیدیوں میں کنیز کو نہیں دیکھا؟ مَیں نے مالِ غنیمت تقسیم کیا تو اسے خمس میں رکھ لیا۔ پھر خمس کا مال اہل بیتِ رسولؐ میں تقسیم کیا تو کنیز

کو آلِ علیؓ کے حصہ میں رکھ لیا۔ لہٰذا یہ میرے حصہ میں آگئی۔ اُس شخص نے یہ واقعہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں لکھا تو میں نے اُسے کہا اسکی تصدیق کے لئے مجھے بھیج دے۔

میں نے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر خط پڑھا اور زبان سے اُس کی تصدیق کی۔ تو میرا ہاتھ اور خط رُک گیا اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تو علی سے بُغض رکھتا ہے؟

میں نے کہا ہاں!

آپؐ نے فرمایا:۔

فلا تبغضہ وان کنت تحبہ فازدد لہ حبا فوالذی نفسی بیدہ لنصیب آل علی من الخمس۔ افضل من وصیفة۔

یعنی اُس سے بُغض نہ رکھ، اور اگر تو اُس سے محبت رکھتا تو اُس سے مزید محبت کرتا۔ اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے خُمس سے آلِ علیؓ کا کنیز سے زیادہ حصہ تھا۔

کہا کہ پھر مجھے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد لوگوں میں حضرت علیؓ سے بڑھ کر کوئی محبوب نہ تھا۔

تیسری روایت:۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت بریدہؓ جب حضور رسالت مآبؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ

وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اُنہوں نے آپؐ کی خدمت میں خط پیش کیا۔ پھر دیکھا کہ خط پڑھنے کے بعد چہرۂ اقدس پر غضب کے آثار نمایاں ہوگئے ہیں تو میں نے کہا یا رسُول اللہ یہ خدا سے پناہ مانگنے کا مقام ہے۔ آپ نے جس شخص کو ہمارے ساتھ بھیجا تھا اور اُس کی اطاعت کرنے کا حکم دیا تھا تو میں نے وہی کیا ہے جس کا مجھے حکم دیا گیا تھا۔

پس رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

لا تقع فی علی فانہ منی وانا منہ وھو ولیکم بعدی (مُسند احمد)

یعنی علیؓ پہ اعتراض نہ کیا کرو۔ کیونکہ وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور وہ میرے بعد تمہارا ولی ہے۔

چوتھی روایت حضرت علیؓ کا حصہ کنیز سے زیادہ تھا:۔

حضرت بریدہؓ ہی سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علیؓ کو حضرت خالدؓ کی طرف خُمس وصول کرنے کے لئے بھیجا تو مجھے حضرت علیؓ سے بُغض ہوگیا اور وہ یوں کہ اُنہوں نے خُمس سے ایک کنیز لے لی اور صبح کو غسل کیا۔

میں نے خالد کو کہا تو نے اس شخص کو دیکھا؟ پھر جب ہم رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کی خدمت میں یہ واقعہ بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا:۔

اے بریدہ! کیا تو علی سے بُغض رکھتا ہے؟

میں نے کہا ہاں!

آپ نے فرمایا! اُس سے بُغض نہ رکھ۔ کیونکہ خمس میں اُس کا حصہ اس کنیز سے زیادہ تھا۔

حضرت بریدہ ہی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

من کنت ولیہ فعلی ولیہ۔

یعنی جس کا میں ولی ہوں اُس کا علی ولی ہے۔ "ابو حاتم"

پانچویں روایت پلصراط سے کون گذرے گا۔

حضرت علی سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اذا جمع اللہ الاوّلین والآخرین یوم القیامۃ ونصب الصراط علی جسر جہنم ما جازھا احد کانت معہ براۃ بولایۃ علی بن ابی طالب۔

یعنی جب اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت کے دن اولین وآخرین کو جمع کرے گا اور جہنم کے پل پر راستہ بچھائے گا تو اُس پل سے صرف وہی شخص گذر سکے گا جس کے ساتھ علی ابن ابی طالب کی ولایت کے ساتھ برأت ہوگی۔

یہ روایت حاکمی نے اربعین میں نقل کی اور ولایت سے مراد خدا ہی جانتا ہے کہ موالات ونصرت ومحبت ہے۔

چھٹی روایت، یہ میرا ولی ہے میں اُس کا ولی ہوں۔

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہا کہ میں نے دیکھا کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔

ھٰذا ولی وانا ولیہ والیت من والاہ وعادیت من عاداہ۔ "حاکمی"

یہ میرا ولی ہے اور میں اس کا ولی ہوں۔ اس سے دوستی رکھنے والے کے ساتھ دوستی رکھتا ہوں اور اس سے دشمنی رکھنے والے سے دشمنی رکھتا ہوں۔

مسلمانوں پر حضرت علیؑ کا حق باپ کا حق ہے۔

حضرت عمار بن یاسر اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

حق علی علی المسلمین حق الوالد علی الولد۔ "حاکمی"

یعنی حضرت علی کا مسلمانوں پر وہی حق ہے جو بیٹے پر باپ کا حق ہوتا ہے

علیؑ کی دوستی سے قربِ الٰہی۔

ابی مقدام صالح سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنی وفات کے وقت کہا۔ "الٰہی! میں حضرت علی ابن ابی طالبؑ کی ولایت کے ساتھ تیرا قرب چاہتا ہوں"۔

اس حدیث پر گفتگو اور روافض کے متعلق بیان اور اس کا جواب حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کے سلسلہ میں ہو چکا ہے جو کہ خلافتِ ابوبکرؓ کی فصل میں ہے۔

جبرئیلؑ مصطفٰےؐ و مرتضٰیؑ سے ہیں

اکیسویں خصوصیت :۔

حضرت ابی رافع سے روایت ہے کہ جب حضرت علیؑ نے اُحد کے دن کفار کے پرچم برداروں کو قتل کیا تو حضرت جبرئیلؑ نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ وہ ہیں جن کے ساتھ مجھے اُنس مواسات ہے۔ آپ نے فرمایا :۔

اِنَّهٗ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْهُ۔

یعنی وہ مجھ سے ہے اور میں اُس سے ہوں۔

حضرت جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ! میں آپ دونوں سے ہوں۔ "احمد فی المناقب"

خدا نے بذریعہ علیؑ اپنے نبیؐ کی امداد کی

بائیسویں خصوصیت :۔

ابی حمراء سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

میں شبِ معراج آسمانوں پر گیا تو میں نے عرش کے پایہ کی طرف دیکھا تو اُس پر لکھا ہوا تھا۔

محمد رسول اللہ ایدتہ بعلی و نصرتہ بہ "صبرۃ الملا"

یعنی محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ نے حضرت علی کے ذریعہ آپؐ کی امداد و نصرت فرمائی۔

دوسری روایت :۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک پرندہ آیا جس کے منہ میں سبز بادام تھا۔ پھر وہ پرندہ حضورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں آگیا تو آپ نے اُسے پکڑ کر چوما اور پھر اُسے توڑ دیا تو اُس کے پیٹ سے سبز کیڑا نکلا جس میں زرد رنگ سے لکھا ہوا تھا۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ نصرتہ بعلی۔ "ابوخیر قزوینی حاکمی"

یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمدؐ اللہ کے رسول ہیں جن کی علی کے ساتھ نصرت کی گئی

حضورؐ اپنا پیغام خود دیں یا علیؑ دے سکتے ہیں

تیئسویں خصوصیت :۔

حضرت ابوسعیدؓ یا حضرت ابی ہریرہؓ سے

روایت ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو بھیجا، جب وہ مقام ضجنان جو کہ مکہ معظمہ کے لواح میں ایک پہاڑ ہے پر پہنچے تو حضرت علیؓ کی اونٹنی کی آواز سنی تو جان لیا کہ حضرت علی تشریف لائے ہیں۔ حضرت ابوبکر نے پوچھا کیا معاملہ ہے؟

حضرت علیؓ نے فرمایا! خیر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورہ توبہ دے کر مجھے بھیجا ہے۔

پھر جب ہم واپس آئے تو حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے لئے کیا ہے؟ یعنی میرا کیا مقام ہے؟

آپؐ نے فرمایا!

خیر انت صاحبی فی الغار غیر انہ لا یبلغ عنی او رجل منی یعنی علیا۔

یعنی خیر ہے تم پر میرے غار کے ساتھی ہو مگر باوجود اس کے یہ پیغام میرے سوا کوئی نہیں پہنچا سکتا یا پھر وہ شخص یہ کام کر سکتا ہے جو مجھ سے ہے یعنی "حضرت علیؓ"

دوسری روایت:۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ جب وہ لوگ جعرانہ سے مدینہ منورہ کی طرف لوٹے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو امیر حج بنا کر بھیجا تو ہم اُن کے ساتھ صبح کے وقت پہنچے۔ پھر جب مقام عرج پر نماز صبح کی تکبیر کہی گئی

تو ہم نے حضرت ابوبکر کے عقب میں اونٹنی کے چیخنے کی آواز سنی۔ حضرت ابوبکر نے تکبیر پر ٹھہر کر فرمایا!

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز ہے۔ ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہوں تو اُن کے ساتھ نماز پڑھوں۔ مگر جب اُنہوں نے دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناقہ پر حضرت علی سوار تھے۔ حضرت ابوبکر نے اُن سے پوچھا! اے علی! آپ امیر حج بن کر آئے ہیں یا پیغام لے کر آئے ہیں۔

حضرت علیؓ نے فرمایا نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے سورۃ براۃ دیکر بھیجا ہے تاکہ مواقف حج میں لوگوں پر پڑھوں۔

پھر ہم لوگ مکہ معظمہ میں آئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ترویہ سے ایک دن پہلے لوگوں کو خطبہ دیا۔ جب وہ فارغ ہو گئے تو حضرت علی نے سورۃ براۃ پڑھی یہاں تک کہ ختم ہو گئی تو حضرت ابوبکر ساتھ چلے گئے یہاں تک کہ عرفہ کے دن حضرت ابوبکر صدیق نے لوگوں کو خطبہ دیا تو اُنہوں نے اپنے مناسک کو جان لیا۔

حضرت ابوبکر جب فارغ ہوئے تو حضرت علیؓ نے لوگوں پر سورۃ براۃ پڑھی یہاں تک کہ ختم ہو گئی۔ پھر قربانی کا دن آیا تو ہم نے قربانی کا امر پورا کیا۔

پھر جب حضرت ابوبکرؓ لوگوں کو خطاب کر کے واپس آئے تو لوگوں سے اُن کی قربانیوں اور اُن کے مناسک اور اُن کے پورا کرنے کے بارے میں گفتگو فرمائی۔

پھر جب حضرت ابوبکرؓ فارغ ہوئے تو حضرت علیؓ نے کھڑے ہو کر سورۃ براۃ پڑھی یہاں تک کہ ختم ہو گئی۔

پھر جب یوم النفر یعنی رمی کا پہلا دن آیا تو حضرت ابوبکرؓ نے لوگوں کو بتایا کہ رمی جمار کس طرح کرنا ہے اور انہیں اُن کے مناسک سکھائے۔

جب حضرت ابوبکرؓ فارغ ہو گئے تو حضرت علیؓ نے لوگوں پر پوری کی پوری سورۂ براۃ تلاوت فرمائی۔

یہ دونوں روایتیں ابوحاتم نے نقل کیں جب کہ دوسری روایت نسائی نے نقل کی ہے۔

شرح:-

جعرانہ وہ مقام ہے جہاں سے اہلِ مکہ ہر سال ذیقعدہ کے مہینے میں عمرہ کا احرام باندھتے ہیں۔ کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طائف سے واپسی پر اٹھارہ ذیقعدہ مبارک کو وہاں سے عمرہ کا احرام باندھا تھا جبکہ موضع عرج مکہ معظمہ کے راستے میں ایک منزل ہے جو عرجی نامی شاعر سے منسوب ہے۔ جوہری نے بیان کیا کہ عرجی کا نام عبداللہ بن عمر بن عثمان ہے اور درست یہ ہے کہ اُس کا نام عبداللہ بن عمر بن عثمان بن عفان ہے۔

حضرت علیؓ حضورؐ سے ہیں، دوسری روایت:-

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سورۃ براۃ یعنی سورۃ توبہ کی دس آیات نازل ہوئیں تو آپ نے حضرت ابوبکر کو بلایا اور انہیں یہ آیات دیکر بھیجا کہ جا کر اہلِ مکہ کو سنائیں۔

بعد ازاں آپ نے مجھے بلوا کر فرمایا کہ ابوبکر جہاں کہیں ہوں اُن سے ملاقات کرو اور اُن سے خط یعنی "لکھی ہوئی بات" لے لو اور جا کر اہلِ مکہ پر پڑھو۔

حضرت ابوبکر سے میری ملاقات موضع جحفہ کے مقام پر ہوئی اور میں نے اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خط لے لیا اور حضرت ابوبکر حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف واپس لوٹ گئے اور آپ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا قرآن میں کوئی امر نازل ہوا ہے؟

آپؐ نے فرمایا نہیں!

بلکہ جبریلؑ نے میرے پاس آکر کہا:-

لن یودی عنک الا انت او رجل منک۔

یعنی فریضۂ تبلیغ یا آپ خود ادا کر سکتے ہیں یا وہ شخص جو آپ سے ہو۔

کیا حضرت ابوبکر راستے سے لوٹ آئے تھے؟

شرح:-

اس روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر حضور علیہ السلام کی خدمت میں واپس لوٹ گئے تھے جبکہ ظاہر ہے کہ اُن کی یہ واپسی پر حج کے بعد ہوئی تھی جس پر پہلے گذرنے والی حدیث شاہد ہے اور لفظ رجوع یعنی واپسی کا اطلاق حقیقت رجوع کے وجود کی وجہ سے ہے تو اس میں دونوں اُمور کو جمع کیا گیا ہے۔

تیسری روایت:-

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ الکریم سے روایت ہے کہ جب آپؐ نے انہیں سورۂ براۃ دے کر بھیجا تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں خوش بیان اور خطیب نہیں ہوں۔

آپؐ نے فرمایا:۔

ضروری ہے کہ یہ پیغام یا میں لیکر جاؤں یا تم لیکر جاؤ۔
حضرت علیؓ نے کہا اگر یہ بات ہے تو میں جاتا ہوں۔

آپؐ نے فرمایا:۔

جاؤ اللہ تعالیٰ تمہاری زبان کو راست رکھے اور تمہارے دل کو راست فرمائے۔ پھر آپؐ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے منہ پر رکھ دیا۔ "احمد"

چوتھی روایت:۔

حبشی بن جنادہ جو کہ حجۃ الوداع میں موجود تھے سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

علی منی و انا منہ و لا یؤدی عنی الا انا او علیؓ "حافظ سلفی"

"یعنی علیؓ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور میرا تبلیغی فریضہ یا میں ادا کر سکتا ہوں یا علیؓ"

تشریح و توضیح اس حدیث کی:۔

"ولا یبلغ عنی غیری او رجل منی"۔ "رجل منی یعنی میرے اہل بیت سے"۔ ایسے ہی حضرت جبرئیلؑ کے قول "لن یؤدی عنک الا انت او رجل منک" میں رجل منک سے مراد ہے "جو شخص آپ کے اہلبیت سے ہو"۔ اور یہ تبلیغ اور اس کا ادا کرنا اسی واقعہ کے ساتھ مختص ہے نہ کہ مطلقاً تبلیغ کرنا اور یہ امر بدیہی طور پر جانا ہوا ہے۔

کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آفاق عالم کی طرف بھیجے ہوئے مختلف مبلغین نے آپ ہی کی طرف تبلیغ کی اور آپ کے پیغام پہنچائے، اور آپ کی طرف سے آپ کے احکام و فرائض کی تعلیم دی اور یہ سب مذکورہ امر سے نہیں تو معلوم ہوا کہ اس واقعہ میں اشارت تبلیغ ہے اور یہ اس کے اقتضا کے باعث ہے اور یہ عربوں کی ہمیشہ سے عادت جاریہ ہے کہ نقض عہد کے وقت ذی شخص ہی آتا ہوتا جو معاہدہ کرتے وقت متولی تھا یا اس کے قبیلہ سے کوئی شخص ہوتا۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکرؓ کے اس امر پر ولی تھے جو حدیث علیؓ کو متضمن ہے کہ دور جاہلیت کی طرف لوٹنے والی عدم مراعات میں وہ اپنی عادت جاریہ پر ہے تو آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ:۔

مشرکین مکہ کے عہد کو توڑنے کے لئے صرف اس شخص کو بھیجا جائے جس سے سابقہ معاملہ ہے تاکہ وہ ان کی حجتیں قطع کر سکے۔ اس لئے کہ جائز ہے کہ وہ اپنے عوائد و مالوف کے ساتھ حضرت ابی بکرؓ پر حجت قائم کرتے جیسا کہ انہوں نے صلح حدیبیہ کا معاہدہ لکھتے ہوئے اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حجت قائم کی تھی۔ جب آپؐ نے حضرت علی کو فرمایا کہ:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھیں۔ تو ان لوگوں نے کہا۔ اللّٰھم کے نام سے لکھیں جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں لکھا جاتا تھا۔

اگرچہ صلح حدیبیہ میں انہیں اس امر ہی جواب دینے کے مقتضی معنی یہاں مفقود ہیں جن کے وہ طالب تھے۔ اس لئے کہ اسلام کا امر اور اسلام کی شان و رفعت اور ظہور اور اہل اسلام کی قوت کی بات حضرت ابوبکرؓ کے حج کے زمانہ میں

دُنیا میں پھیل چکی تھی مگر یا لوفِ معروف کے ساتھ لوگوں سے گفتگو نفوس کے اتباع و اِتقّاء کے زیادہ قریب ہے ۔ اور اُنہیں اس امر کی دعوت دینا ہے جب یہ مقدمہ مقرر ہو گیا تو ثابت ہُوا کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ وَالسّلام کا حضرت علیؓ کو بھیجنا حضرت ابوبکرؓ کو اُن کی امارت سے معزول کرنا نہیں بلکہ تبلیغ سے روکنا صرف اُس مقتضی کا اقتضا ہے جو ہم نے مقرر کیا۔

تاہم حضرت ابوبکر امیرِ حج ، خطیب و امام اور مناسکِ حج کے معلّم تھے اور جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ آپ امیر ہیں یا قاصد ؟

تو حضرت علیؓ نے صراحتًا فرمایا بلکہ مَیں قاصد ہوتا۔

اور بعض نے کہا اس سے آپ کا قول رافضیوں کے قول سے مشابہ ہے جس سے تبلیغ کو تحدیث و تصرّف کی طرف پورا کرتا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حج کی امارت کو حضرت علیؓ کی پاکیزگی کی وجہ سے پھیر دیا۔ کیونکہ امارت میں دُنیا کی آمیزشیں اور ملاوٹیں ہیں ۔ اور حضورؐ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اہلِ بیت میں آپؐ کا طریق تھا کہ وہ دُنیا سے دُور تھے اور دُنیا اُن سے دُور تھی۔ نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حضرت علیؓ کو تبلیغ کا حکم دینا اُس ضرورت کے لئے تھا جسے سوائے اُن کے کوئی پُوری نہ کر سکتا۔ جیسا کہ قبل ازیں اس کی تقدیر بیان ہوئی۔

اور اس معترض کا قول اس مقام پر غلط ہے اور اگرچہ حضورؐ رسالت مآب

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا طریق آپ کے اہلِ بیت میں موجود تھا، اُس کا ذکر نہیں کیا تو اس مقام میں کئی وجہ سے اس معنی کا اِدّعا ممکن نہیں۔

پہلی وجہ :۔

پہلی وجہ یہ کہ اس میں حضرت ابوبکرؓ کے اُس پہلے ایثار اور اُن کے حق اور مقام و منزلت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے خط مرتّب نہیں ہوتا جو اس قدر معلوم مشہور ہے کہ نہ اُس مقام کا وزن ہو سکتا ہے اور نہ ہی اس مرتبہ کی وضاحت ہو سکتی ہے ۔ یہاں تک کہ لوگ اُن کی محبّت کے ساتھ معتقد ہوئے اور اُن کے نزدیک رہنا لازم کیا۔

اور حضرت ابوبکر صدّیق جن کے خصائص کے ساتھ مختص ہوئے ، اُن میں اُن کے علاوہ کوئی اُن کا شریک نہیں جیسا کہ اُن کے مناقب میں یہ امر بیان ہو چکا ہے اور اُن کی یہ تخصیص ادنیٰ کے ساتھ مناسب نہیں مع اس کے کہ اُن کا علم راسخ ہے اور اُن کا قدم دُنیا میں بے رغبتی میں اور اُس چیز میں رغبت کی طرف ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے یعنی آخرت۔

یقینًا یہی امر تھا اور خدا ہی اُس خبر کو جانتا ہے جو نفسہٖ اُن کے مقام فضیلت کو قائم کرنے کی مقتضی ہے ۔

یہی وجہ تھی کہ تبلیغ اور امارتِ حج تمام اُمور کو پہلے حضرت ابوبکر صدّیق کی طرف پھیرا پھر حضرت علی کو تبلیغ کا حکم دیا۔ اسی لئے ہم نے اِس کا ذکر تو حضرت ابوبکر کی طرف امارتِ حج کا پھیرنا اور ان کے مقام کے مقتضی کے ساتھ اُن کے اختصاص کیلئے ہے نہ کہ اس کے علاوہ دوسرے اَمر کے لئے۔

دُوسری وجہ :-

یہ تسلیم نہیں کیا جا سکتا کہ امارتِ حج دُنیوی امر ہے بلکہ یہ محض عبادت ہے جیسے کہ نماز ہے اور حج کا امیر اس میں نماز کے امام اور جمعہ کے خطیب کی طرح ہے اور اس امر کو دُنیا نہیں کہتے تو اس میں دُنیا کی امارت کہنا کیسے درست ہے اور یہ کہ حضرت علیؓ نے کہا ہے کہ :-

یا دنیا غیری طلقتک ثلاثاً بتاتاً

"اے دُنیا میرے علاوہ کسی کو دھوکہ دے میں تجھے تین قاطع طلاقیں دے چکا ہوں"۔

اور یقیناً آپ خلافتِ عظمیٰ کے متولی اور حاکم رہے تو اگر اعتقاد ہو کہ خلافت میں جو امر قائم ہوگا اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے ہے دُنیا کے لئے نہیں تو یہ بات دُرست ہے اور اس کی صحت میں کچھ شک نہیں اور اُن کی دُنیا کی بے رغبتی میں قدم راسخ ترین قدم ہے اور اس کے لئے اُن کی دُنیا سے علیحدگی لوگوں کے دُنیا میں مشہور اور علماء اعلام کے ہاں ثابت ہے ۔

ہاں اگر دُنیوی امور کو جب اس امر کے ساتھ اُن کے ابناءِ جنس پر اور اُن کے جاہ کو قائم کرنے اور اُن کی عُلوشان پر اُٹھایا جائے تو یہ دُنیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ، حضرت علیؓ اور ہر ایک صحابی کو اس سے اپنی پناہ میں رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ اس میں اس اعتقاد سے ہمیں اپنی پناہ میں رکھے بلکہ قائم

رکھے اور اللہ جانتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اُس کام میں اللہ کے بندے اور غلام تھے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں مقرر فرمایا اور جیسے کرنے کا حکم دیا اور اُن کا لوگوں کو مناسکِ حج اَدا کروانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُس حکم کی پیروی کی طرح ہے جس میں انہیں امام بنایا گیا۔ تو اُن کی اقتداء میں حج کرنا یا نماز پڑھنا محض اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے اور اُس کا قُرب حاصل کیا جائے ۔

اور ایسے ہی اُن کا اپنی خلافت اور تمام اُمور میں قائم ہونا اور اُن مقامات پر قائم ہونا جن کا حکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں امارتِ حج میں دیا اور ایسے ہی آپ کی خلافت کے بارے میں ہے ۔ اور ایسا ہی اَمر اُن صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ہر ایک کے لئے ہے ۔

تیسری وجہ :-

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ امارتِ حج میں دُنیا کا شائبہ ہے لیکن یہ دین کی نسبت غرق ہونے والے اور ناپید و مضمحل کی طرح ہے ۔ کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اُس کا قُرب حاصل کرنا مقصود ہے اس لئے کہ اس میں منارِ دین کا قیام اور شعائرِ دین کا اظہار اور حج کا انتظام کرنا ہے ۔ تو اگر اُس کے تئے یہ صورت حکم تبعیت کے ساتھ ہے تو بے مقصد ہے اور اللہ تعالیٰ کی اُس کے نبیوں ، رسُولوں وَلیوں اور نیک بندوں میں یہ سُنّتِ جاریہ ہمیشہ سے ہے جس سے اُن کے منار بلند

ہوتے ہیں اور اُن کا اِتباع کرنے والوں کی کثرت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے اُمور میں اُن کا حکم اُن کے حسبِ مراتب نافذ اور جاری ہوتا ہے ، اور دنیا کیا ہے ۔ مگر اس سے عبارت ہے ؟ لیکن اس میں دُنیا سے کوئی چیز نہیں لوٹتی اسلئے کہ اس میں نہ دُنیا کا قصد ہوتا ہے نہ ارادہ ۔ اگرچہ ضمناً اور تبعاً دنیا کی صورت حاصل ہے ۔

چوتھی وجہ :-

چوتھی وجہ وہ ہے جس کا ذکر پہلی تقریر میں ہوا ۔ جس میں ہے کہ حضور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہُ الکریم کو مشرکین کے مواطن و عہود کو توڑنے کا حکم دیا تھا ، اس کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گا اور ہر وہ جس کی طرف اس تقریر میں ہم نے اشارہ نہیں کیا تکلّف اور خلاف ظاہر ہے ۔

جانور ذبح کرنے اور اُن کا گوشت کھانے میں

نبیؐ و علیؑ کی شراکت

خصوصیت نمبر ۲۲ :-

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی طویل حدیث میں بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھوں سے تریسٹھ جانوروں کو ذبح کیا

اور باقی جانور ذبح کرنے کے حضرت علی علیہ السلام کو دے دیئے اور اس قربانی میں انہیں شریک کیا ۔ پھر ہر جانور سے گوشت کا ایک ایک ٹکڑا لینے کا حکم فرمایا تو اس گوشت سے دونوں نے کھایا اور اس کا شوربہ پیا ۔ اور ایک مقررہ حد تک گوشت پکایا اور اس سے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علیؑ نے مل کر کھایا اور ہر دو نے اس کا شوربہ پیا ۔

حضرت علی کرم اللہ وجہُ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ اُن کے قربانی کے جانور اپنے ذمّہ لیکر اُن کا گوشت اور کھال صدقہ کر دُوں اور ذابح کو اُس سے کچھ نہ دُوں ۔

جنت کا ویزا حضرت علیؑ دینگے

خصوصیت نمبر ۲۳ :-

قیس بن حازم سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ملاقات ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق انہیں دیکھ کر مُسکرانے لگے ۔

حضرت علی نے کہا ! آپ نے تبسّم کس لئے کیا ہے ۔

حضرت ابوبکر نے کہا ! مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے :-

لا یجوز احد الصراط الا من کتب له علی الجواز (المرافقت بن سمان)
یعنی کوئی پلصراط سے نہیں گذر سکے گا وہ مگر جس کے دینے پر
حضرت علی کی مُہر ہوگی۔

خصوصیت نمبر ۲۴

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا سے روایت ہے کہ عرفہ کی رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا۔

ان اللہ عزّوجلّ قد باھی بکم وغفر لکم عامة ولعلی خاصة وانی رسول اللہ غیر محاب بقرابتی۔

یعنی بیشک اللہ عزوجل نے تمہیں مُبارک باد دی ہے اور تمہارے لئے عام مغفرت اور علیؑ کے لئے خاص مغفرت ہے اور میں اللہ کا رسول اپنی قرابت کے ساتھ مروّت نہیں کرتا ہوں۔

علیؑ سید العرب ہیں حضورؐ کی انصار کو ترغیب

خصوصیت نمبر ۲۵

حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

ادعو الی سیّد العرب

عرب کے سیّد یعنی علی کو میرے پاس بلاؤ۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ نے عرض کی:

"کیا آپ سیّد العرب نہیں"؟

آپؐ نے فرمایا میں اولادِ آدم کا سردار ہوں اور علی عرب کا سردار ہے پھر انصار کی طرف بھیجا ہوا آدمی اور انصار کے لوگ آئے تو حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں فرمایا:-

یا معشر الانصار الا ادلکم علی ما ان تمسکتم به لن تضلوا بعدی ابداً۔

یعنی اے گروہ انصار کیا میں اس پر دلیل نہ دوں کہ اگر میرے بعد تم اس سے تمسک کرتے رہے تو کبھی گمراہ نہیں ہوگے۔ انصار نے کہا!

ہاں یا رسول اللہ کیوں نہیں؟

آپؐ نے فرمایا:-

ھذا علی فاحبوہ بحبی واکرموہ بکرامتی فان جبریل علیه السلام اخبرنی بالذی قلت لکم عن اللہ عزوجل

یہ علی ہیں اس سے میری محبت کی وجہ سے محبت کرو اور میرے اکرام کی وجہ سے اس کا اکرام کرو۔ یقیناً یہ بات مجھے جبرئیلؑ نے بتائی ہے کہ تم سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بیان کروں۔

اس روایت کی تخریج فضائل اور خجندی نے بیان کی اور سید العرب سے

مراد عرب کے جوانوں کا سردار ہے ۔ کیونکہ خصائص ابوبکر میں پہلے گزر چکا ہے کہ وہ کہول العرب کے سردار ہیں تو دونوں حدیثوں کو جمع کرنا ہوگا۔

حضرت علیؑ مسلمانوں کے سردار متقیوں کے والی اور قائد غرّ المحجلین ہیں

خصوصیت نمبر ۲۶

حضرت عبداللہ بن سعد بن زرارہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

لیلۃ اسریٰ بی انتہیت الیٰ ربی عزوجل فاوحی الیّ اوامرنی فی علی بثلاث ۔ انہ سید المسلمین وولی المتقین وقائد الغرا لمحجلین ۔ "المجالس"

یعنی میں معراج کی شب اپنے پروردگار عزوجل کی بارگاہ میں پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے علی کے بارے میں مجھے تین باتوں کی وحی فرمائی یا حکم دیا کہ علی مسلمانوں کا سردار، متقیوں کا ولی اور سفید ہاتھ منہ والوں کا قائد ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

انّک سیّد المسلمین و قائد غرّ المحجلین و

یعسوب الدین ۔ وعلی بن موسیٰ بن رضاؑ

یعنی اے علی! تو مسلمانوں کا سردار ہے، متقیوں کا امام ہے اور سفید ہاتھ منہ والوں کا قائد اور دین کا سردار ہے۔

دُنیا و آخرت کی سرداری

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ کی طرف دیکھ کر فرمایا۔

انتَ سیّد فی الدنیا وسید فی الآخرۃ ۔ "ابوعمر ابوالخیر حاکمی"

یعنی اے علی! تو دنیا میں سردار ہے اور آخرت میں بھی سردار ہے۔

وارث و وصی رسولؐ

خصوصیت نمبر ۲۷

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

لکل نبی وصی و وارث وان علیا وصی ووارثی ۔ "معجم بغوی"

یعنی ہر نبی کا وصی اور وارث ہوتا ہے اور میرا وصی و وارث علیؑ ہے۔

وصیِ مصطفےٰ علی رض

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ہم نے حضرت سلمان رض سے
کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھیں آپ کا وصی کون ہے۔
حضرت سلمان رض نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ کا وصی کون ہے؟
آپ نے فرمایا اے سلمان! حضرت موسیٰ کا وصی کون تھا؟
سلمان رض نے کہا! حضرت یوشع بن نون علیہ السلام۔
آپ نے فرمایا:۔

فان وصی و وارثی یقضی دینی و ینجز موعدی
علی ابن ابی طالب۔

بیشک میرا قرض ادا کرنے والا میرا وارث اور میرا وصی
اور میرے وعدے کا عوض دینے والا علی ابن ابی طالب ہے

اس روایت کی تخریج مناقب میں کی گئی اور یہ دونوں حدیثیں درست
نہیں ہیں اور اگر درست ہیں تو وراثت کو عشرہ مبشرہ کے حق میں آنے والی
حدیث کو متضمن امر پر حمل کرنا ہو گا اور وہ یہ کہ آپ نے حضرت علی رض کے بارے میں
فرمایا انت اخی و وارثی یعنی تو میرا بھائی اور وارث ہے۔
عرض کی!
اے اللہ کے نبی آپ کی وراثت کیا ہو گی؟
آپ نے فرمایا:۔

ما ورث الانبیاء من انبیاء - یعنی جو مجھ سے پہلے انبیاء کی
وراثت تھی۔
عرض کی آپ سے پہلے نبیوں کی وراثت کیا تھی؟
آپ نے فرمایا کتاب ربہم و سنۃ نبیہم یعنی اُن کے رب کا کتاب
اور اُن کے نبی کی سنّت۔
نیز یہ حدیث اُس امر پر حمل کی جائے گی جو حدیث معاذ کو شامل ہے کہ حضرت
علی رض نے کہا یا رسول اللہ آپ کا وارث کون ہے؟
آپ نے فرمایا:۔

ما یورث النبیون بعضہم من بعض کتاب اللہ
و سنۃ نبیہ - یعنی جو وراثت ایک سے دوسرے
نبی کو ملی یعنی اللہ کی کتاب اور اُس کے نبی کی سنّت۔

اس روایت کی تخریج حضرمی نے کی اور مطلق کو مقید پر حمل کیا۔ چونکہ یہ
وراثت، متعارف و مشہور وراثت سے جدا اور الگ ہے۔ لہٰذا اس وصیت کو
اسی قسم پر محمول کرنا ہو گا جیسا کہ مسلمانوں کے مصلحتوں پر نظر کہ کونسا حال خلیفہ یا غیر خلیفہ
کا ہے اور اولی الامر کی مدد کرنا اور اس پر عزم لوگوں کے ساتھ آپ کی وصیت کو محمول
کرنا ہو گا جس میں حبۃ العرنی نے حضرت علی رض سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ یا علی اوصیک بالعرب خیرا - یعنی اے علی میں
تمہیں عرب کے ساتھ بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔ (ابن سراج)

کس کس بات کی وصیت کی گئی :-

جلشیؒ سے روایت ہے کہا کہ میں نے دیکھا کہ حضرت علیؓ نے دو مینڈھوں کو ذبح فرمایا۔

میں نے اُن سے پوچھا یہ کیا ہے ؟

آپؑ نے فرمایا :-

مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی کہ میں اُن کی طرف سے قربانی دوں۔ (مناقب احمد)

اس روایت میں اس پر دلالت ہوتی ہے کہ آپؑ کی وصیت ولایت و خلافت کے علاوہ پر عائد ہوتی ہے۔ اس لئے کہ اگر ولایت و خلافت کے بارے میں وصیت ہوتی تو ضروری تھا کہ اس میں عرب و عجم برابر ہوں۔ بہرحال اس وصیت کو یا آپؑ کی طرف سے قربانی کرنے پر محمول کیا جا سکتا ہے یا پھر جب آپ نے ہجرت فرمائی تو لوگوں کی امانتیں واپس کرنے میں محدود کیا جائے گا یا پھر غزوہ تبوک میں جب حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو اپنے اہلخانہ کی نگہداشت کے لئے اپنا نائب مقرر فرمایا کے بارے میں وصیت کی گئی ہے یا پھر حضرت علی کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قرض ادا کرنے کی وصیت کی گئی جو کہ پہلے بیان کردہ حضرت انس کی حدیث کو شامل ہے یا پھر یہ وصیت کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دینے کے بارے میں۔

حضرت حسین بن علیؓ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی کہ اُنہیں حضرت علی غسل دیں گے۔

حضرت علیؓ نے عرض کی یا رسول اللہ میں ڈرتا ہوں کیونکہ مجھ میں اس کی طاقت نہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو میرا مددگار ہے۔

حضرت علیؓ نے کہا خدا کی قسم کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر کو بدلنے کا ارادہ بھی نہیں کرتا تھا کہ آپ کا جسم اطہر میرے لئے خود بخود رُخ بدل لیتا تھا۔ (ابن حضرمی)

بہرکیف! نفیٔ وراثت و وصیت میں احادیث صحیحہ کے ساتھ اس تاویل کی اس امر سے تاویل ہوتی ہے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فصل میں پہلے بیان ہو چکا ہے اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ کے ساتھ اس عہد کی طرف یعنی خلافت کا وعدہ نہیں کیا سوائے اس کے کہ جو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے اور جو صحیفہ میں ہے جس میں اونٹوں کو تیز ہانکنے اور عقل میں سے ہے۔

صحیفہ کی روایت :-

حضرت یزیدہ بن سوید بن طارق تیمی سے روایت ہے کہا کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو منبر پر خطبہ فرماتے دیکھا اور آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا "نہیں خدا کی قسم! میرے پاس اپنی کتاب سے پڑھنے کے لئے نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ کی کتاب اور جو اس صحیفہ میں ہے اور اس میں اونٹوں کو تیز ہانکنے اور جراحی کی چیزیں ہیں اور مدینہ کے حرم ہونے کی حدیث کہ جو عیر سے ثور کے درمیان علاقہ ہے وہ مدینہ منورہ کے حرم کو شامل ہے۔

راز کی بات :- ابی طفیل عامر بن واثلہ سے روایت ہے کہا کہ میں حضرت علی

کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے انہیں آکر کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے لائق نہیں کہ آپ سے راز کی بات کریں۔

حضرت علی نے ناراض ہو کر فرمایا کہ نبی کی شان نہیں کہ ایسی راز کی بات کریں جو لوگوں سے چھپائی گئی ہو سوائے اس کے کہ آپ نے مجھ سے چار کلمات کی گفتگو فرمائی۔

اس نے کہا اے امیر المومنین وہ کلمات کیا ہیں؟

حضرت علیؑ نے کہا کہ آپ نے فرمایا۔

لعن اللہ من لعن والدیہ ولعن اللہ من ادعی لغیر ابیہ ولعن اللہ من آوی محدثا ولعن اللہ من غیر منار الارض۔ (بخاری ومسلم)

یعنی جو اپنے والدین پر لعنت کرتا ہے اللہ کی اس پر لعنت ہو۔ اور جو اپنے باپ کے علاوہ کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس پر اللہ کی لعنت ہو اور جو بدعتی کی مدد کرتا ہے اس پر اللہ کی لعنت ہو اور جو مناروں کو تبدیل کرتا ہے اس پر اللہ کی لعنت ہو۔

تغسیلِ مصطفیٰ اعزازِ مرتضیٰ رض

خصوصیت نمبر ۲۸

ابن اسحاق نے کہا کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضورؐ نبی کریم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری غسل دیا اور آپ کے سینہ کی طرف پہنچے تو آپ کو آپکی قمیص کے اوپر سے غسل دیا اور اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر کو نہ چھونے دیا اور کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ زندگی اور موت میں طیب و طاہر ہیں اور حضرت علیؓ نے فرمایا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم انور میں ایسی کوئی چیز نہیں دیکھی جو میت میں ہوتی ہے۔

نیز یہ کہ حضرت عباس، حضرت فضل، حضرت قثم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پہلو بدلنے میں حضرت علی کی مدد کرتے تھے جبکہ حضرت اسامہ بن زید اور حضور کے غلام حضرت شقران آپ پر پانی ڈالتے تھے۔

ابن علی کی کنیت اور نام حضور کے نام اور کنیت پر

خصوصیت نمبر ۲۹

حضرت محمد بن حنفیہ اپنے باپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کرتے ہیں کہا کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

ان ولد لک غلام فسمی باسمی وکنہ بکنیتی وھو لک رخصۃ دون الناس۔ (المستدرک تلخیص ذہبی)

یعنی اگر تیرے ہاں لڑکا پیدا ہو تو اس کا نام میرے نام پر اور اس کی کنیت میری کنیت میرے نام پر رکھنا اور یہ تیرے لئے لوگوں کے برعکس رخصت واجازت ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا تیرے ہاں بیٹا پیدا ہوگا تو اس کا نام اور کنیت میرے نام اور کنیت پر رکھنا۔ (مسند احمد)

حضرت علیؓ کیلئے سورج کا لوٹنا

خصوصیت نمبر ۳۰

حضرت امام حسن بن علی علیہما السلام سے روایت ہے کہا کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہو رہی تھی اور آپؐ نے اپنا سر مبارک حضرت علی کی گود میں رکھا ہوا تھا۔ پھر جب وحی کا سلسلہ ختم ہوا تو آپ نے فرمایا:-

یا علی صلیت العصر؟ اے علی تو نے عصر کی نماز پڑھ لی؟

حضرت علی نے کہا نہیں یا رسول اللہ!

آپؐ نے فرمایا:-

اللّٰھم انک تعلم من کان فی حاجتک و حاجۃ نبیک فرد علیہ الشمس۔

"الٰہی! تو جانتا ہے کہ علی تیرے اور تیرے نبی کے کام میں مصروف تھا اس پر تو سورج کو لوٹا دے۔"

پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لئے ڈوبا ہوا سورج واپس آیا اور انہوں نے نماز ادا کی۔ (لآلی)

علمائے حدیث نے کہا کہ یہ حدیث موضوع ہے اور سوائے یوشع بن نون کے ڈوبا ہوا سورج کسی پر واپس نہیں آیا۔

دوسری روایت :-

حاکم نے حضرت اسماء بنت عمیس سے روایت ان الفاظ کے ساتھ بیان کی کہا کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر اقدس حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی گود میں رکھا ہوا تھا اور حضرت علی کو اس صورت میں حرکت کرنا گوارا نہ تھا۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا اور آپ نے عصر کی نماز نہ پڑھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھبرا کر حضرت علی کو فرمایا کہ تم نے عصر کی نماز پڑھی؟ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ عزوجل کے حضور میں دعا کی کہ وہ حضرت علی پر سورج کو لوٹا دے تو آپ کیلئے سورج لوٹ آیا یہاں تک کہ عصر کے وقت پر آ پہنچا ہو گیا۔ کہا پھر جب حضرت علی نے نماز پڑھ لی تو سورج واپس ہو گیا۔

تیسری روایت :-

حضرت اسماء ہی سے روایت ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف آئے اور آپ پر اللہ تعالیٰ کی وحی نازل ہو رہی تھی اور اسی حالت میں سورج غروب ہو گیا یا غروب ہونے کے قریب پہنچ گیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحی سے فارغ ہوئے تو حضرت علی سے پوچھا اے علی تو نے نماز پڑھ لی؟

حضرت علی نے عرض کی نہیں!

حضرت علی کی خصوصیت

حضور کا وقت وصال حضرت علی کو سینے سے لگانا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت ہے کہ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وقت وصال قریب آیا تو آپ نے فرمایا میرے حبیب کو بلاؤ، انہوں نے حضرت ابوبکرؓ کو بلایا حضور نے ان کی طرف دیکھا اور سر انور نیچے رکھ لیا،

آپ نے پھر فرمایا میرے حبیب کو بلاؤ پس انہوں نے حضرت عمرؓ کو بلایا تو آپ نے ان کی طرف دیکھا اور سر مبارک نیچے رکھ لیا،

پھر آپ نے فرمایا میرے حبیب کو بلاؤ تو انہوں نے حضرت مولا علی علیہ السلام کو بلایا، چنانچہ آپ نے ان کی طرف دیکھا تو ان کو اس چادر کے اندر داخل کر لیا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوڑھ رکھی تھی اور وصال تک اپنے سینے سے لگائے رکھا، اور آپ کا ہاتھ مبارک حضرت علی کے جسم پر رکھا ہوا تھا،

اخرجہ رازی

حضور کا آخری ملاقات کیلئے حضرت علی کو مخصوص کرنا

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کی قسم کھائی جاتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سب سے آخر میں حضرت علی نے ملاقات

کی (تاکہ جدائی کی سختی کم ہو) آپ فرماتی ہیں کہ ہم نے کئی دن گنے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بار بار پوچھتے علی آگئے ہیں؟

اور میرا گمان تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں کسی کام سے بھیجا تھا پھر جب آپ کرم اللہ وجہہ تشریف لے آئے تو ہم سارے گھر سے باہر نکل گئے تاکہ حضور خلوت میں ان سے ملاقات کر لیں چنانچہ ہم سب دروازے کے قریب بیٹھ گئے

ان میں سے سب سے زیادہ دروازے کے قریب میں تھی میں نے دیکھا کہ حضرت علیؓ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھک گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافی دیر تک ان سے راز و نیاز کی باتیں کرتے رہے

پھر اسی دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال پاک ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال سے قبل سب سے آخری ملاقات مولا علی سے فرمائی،

اخرجہ احمد

تزویجِ حیدرؓ و زہراؓ

خصوصیت نمبر ۱ :-

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے بیٹھ کر عرض کی یا رسول اللہ آپ اسلام میں میری خیر خواہی اور تقدیم کو جانتے ہیں اور میں اور میں ؟

آپ نے فرمایا ، کیا بات ہے یعنی تم کیا چاہتے ہو ؟

حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی ، آپ فاطمہؓ کی شادی مجھ سے کر دیں۔

کہا کہ حضورؐ نے یہ سُن کر خاموشی اختیار فرمالی اور حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ کی طرف لوٹ گئے اور کہا میں ہلاک ہو گیا اور میں ہلاک ہو گیا۔

حضرت عمرؓ نے پوچھا کیا بات ہے ؟

حضرت ابوبکر نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فاطمہؓ کا پیغام دیا تو آپ نے مجھ سے اعراض فرمالیا یعنی کوئی جواب نہیں دیا - آپ اپنی جگہ ہیں آپ حضورؐ کے پاس جا کر میری طرح رشتہ طلب کریں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ آپ میری اسلام میں خیر خواہی اور تقدیم کو جانتے ہیں اور میں اور میں ؟

آپؐ نے فرمایا کیا بات ہے۔

حضرت عمرؓ نے عرض کی آپؐ فاطمہؓ کی شادی مجھ سے کر دیں۔

حضورؐ علیہ السلام نے یہ سُن کر خاموشی اختیار فرمائی تو حضرت عمرؓ حضرت ابوبکرؓ کی طرف واپس آ گئے اور کہا کہ حضورؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام سیدہ فاطمہؓ کے نکاح کے بارے میں حکم الٰہی کے منتظر ہیں۔ آپ میرے ساتھ علی کے پاس چلیں پھر ان دونوں حضرات نے حضرت علیؓ کو کہا کہ آپ حضورؐ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر ہماری طرح رشتہ طلب کریں۔

حضرت علی نے فرمایا ! آپ میرے پاس آئے ہیں کہ میں پیغام نکاح دُوں تو میری طرف سے یہ سوال آپ ہی کریں۔

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی ہم آپ کے چچا زاد کا پیغام لیکر آئے ہیں۔

حضرت علی فرماتے ہیں ان دونوں حضرات نے اس امر کی خبر دی تو میں نے اُٹھ کر چادر اوڑھی اور حضورؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام خدمت میں حاضر ہو گیا اور آپ کے سامنے بیٹھ کر عرض کی یا رسول اللہ ! آپ اسلام میں میری تقدیم اور خیر خواہی کو جانتے ہیں اور میں اور میں ؟

آپؐ نے فرمایا کیا بات ہے ؟

میں نے عرض کی آپ فاطمہؓ کا نکاح میرے ساتھ فرما دیں۔

آپ نے فرمایا تیرے پاس کیا کچھ ہے ؟

میں نے عرض کی میرے پاس میرا گھوڑا اور میری زرہ ہے۔

آپ نے فرمایا ، تمہارے لئے تمہارے گھوڑے کا بدل کوئی چیز نہیں - ہاں !

تم اپنی زرہ فروخت کردو۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں میں نے چار سو اسّی درہم میں زرہ فروخت کردی اور حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر یہ رقم آپ کو پیش کردی۔

آپ نے اس رقم سے کچھ درہم بلالؓ کو دے کر فرمایا ان کی ہمارے لئے خوشبو لاؤ اور گھر والوں کو سیّدہ فاطمہ کے جہیز کا حکم دیا۔ پھر سیّدہ کے لئے کھجور کی رسی سے بنی ہوئی چارپائی اور کھجور کی چھال سے بھرا ہوا تکیہ اٹھایا گیا اور آپؐ نے حضرت علی کو فرمایا، جب تک میں نہ آؤں تم کوئی بات نہ کرنا یہاں تک کہ آپؐ تشریف لے آئے۔ سیّدہ فاطمہ اُمّ ایمن کے ساتھ تشریف لائیں اور گھر میں ایک طرف وہ بیٹھ گئیں اور ایک طرف میں بیٹھ گیا۔ اسی اثناء میں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا:-

خبردار! یہاں ہمارا بھائی ہے۔

حضرت اُمّ ایمن نے کہا آپ کا بھائی اور آپ بیٹی اُس کی بیوی ہے۔

آپؐ نے فرمایا اچھا!

پھر آپ گھر کے اندر تشریف لے گئے اور سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کو فرمایا میرے لئے پانی لاؤ۔

سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے آپ کو پانی کا پیالہ پیش کیا۔ آپؐ نے پانی لے کر پیالہ میں کلّی فرمائی اور فرمایا میرے قریب آؤ۔ سیّدہ فاطمۃ الزہرا قریب آئیں تو آپ نے اُس پیالہ سے پانی لے کر آپ کے سینے اور سر پہ چھڑکا

اور فرمایا۔

اَللّٰھم انی اعیذ ھابك و ذرّیتھا من الشّیطٰن الرجیم۔

الٰہی میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان رجیم سے تیری پناہ میں دیتا ہوں۔

پھر آپ نے فرمایا رُخ پھیرلو۔

سیّدہ فاطمۃ الزہرا نے رُخ پھیرلیا تو آپ نے اُس پیالہ سے پانی لیکر آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان چھڑکا اور دُعا کی۔ الٰہی میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان رجیم سے تیری پناہ میں دیتا ہوں۔

پھر آپؐ نے حضرت علیؓ کو پانی لانے کے لئے فرمایا۔

حضرت علی فرماتے ہیں کہ میں آپ کے ارادہ کو بھانپ کر اُٹھا اور پانی کا پیالہ آپ کی خدمت میں پیش کردیا۔

آپؐ نے اُس پیالہ میں کلّی فرمائی اور مجھے قریب آنے کا حکم دیا۔ پھر آپ نے اُس پیالہ سے پانی لیکر میرے سر اور سینے پر چھڑکا اور دُعا کی۔

اللّٰھم انی اعیذہ ھابك و ذریتہ من الشیطان الرجیم۔

الٰہی! میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتا ہوں۔

پھر آپ نے مجھے رُخ پھیر لینے کا حکم فرمایا۔ میں نے رُخ پھیرا تو آپؐ نے اس پیالہ سے پانی لے کر میری پُشت پر چھڑکا اور فرمایا۔

اللّٰھم انی اعیذہ بک وذریتہ من الشیطٰن الرجیم

الٰہی! میں اسے اور اس کی اولاد کو مردود شیطان سے تیری پناہ میں دیتا ہوں۔

پھر آپ نے حضرت علی کو فرمایا:۔

ادخل باھلک بسم اللہ والبرکۃ

یعنی تم اللہ کے نام اور برکت سے اپنی اہلیہ کے پاس جاؤ۔

احمد نے مناقب میں اور ابو حاتم نے اس روایت کو ابی یزید مدائنی کی حدیث سے نقل کیا ہے۔

علیؓ و فاطمہؓ کی شادی کی دوسری روایت :۔

کہا کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کو پیغام بھیجا کہ جب تک میں نہ آؤں اپنی بیوی کے قریب نہ جانا۔ پھر آپ تشریف لائے اور پانی منگوا کر جو اللہ نے چاہا اس پر پڑھا پھر اس پانی کو حضرت علیؓ کے منہ پر چھڑکا۔ پھر حضرت فاطمۃ الزہرا کو بلایا۔ جناب سیدہ آپ کے حضور کھڑی ہوئیں تو اپنے کپڑوں میں لپٹی ہوئیں فرطِ حیا سے لڑکھڑا رہی تھیں۔ آپ نے ان پر اس پیالے میں سے پانی چھڑکا اور فرمایا:۔

انی لم آل ان انکحک احب اھلی الیّ

یعنی بیٹی میں نے کوتاہی نہیں کی بلکہ تیرا نکاح اس شخص سے کیا ہے جو مجھے میرے گھر والوں میں سے سب سے زیادہ محبوب ہے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دروازے کے پیچھے سایہ سا دیکھا

تو فرمایا کون ہے؟

کہا، میں اسماء ہوں!

آپ نے فرمایا اسماء بنت عمیس؟

حضرت اسماء نے عرض کی جی ہاں!

آپ نے فرمایا! کیا تو رسول اللہ کی بیٹی کے ساتھ رسول اللہ کی کرامت و بزرگی کی وجہ سے آئی ہے؟

حضرت اسماء نے کہا جی ہاں! آپ میرے لئے دعا فرمائیں تاکہ میرے نزدیک میرے عمل کی توثیق ہو جائے۔

کہا کہ آپ پھر باہر تشریف لائے اور حضرت علیؓ کو فرمایا! تیرے علاوہ تیرے گھر والے ہیں۔ پھر آپ اپنے بیت الشرف کی طرف تشریف لے گئے اور دونوں کے لئے دعا کرتے کرتے بیت الشرف میں داخل ہو گئے۔

عبدالرزاق نے اپنی جامع میں عکرمہ کی حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جب حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کا حضرت علیؓ سے نکاح فرمایا تو سیدہ سے فرمایا:۔

ما الوت ان انکحک احب اھلی الیّ

یعنی بیٹی میں نے کوتاہی نہیں کی بلکہ تیرا نکاح میں نے اس شخص سے کیا ہے جو مجھے اپنے اہل میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔

نکاح علی و فاطمہ کی تیسری روایت :۔

دولابی نے اسی مفہوم و معنی کی حدیث حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے بیان کی جس میں ہے کہ آپ نے پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم
پر پانی چھڑکا اور اُن کے لئے دُعا فرمائی جیسا کہ احمد کی روایت میں پہلے بیان
ہوا کہا کہ آپ نے حضرت اُمِّ ایمنؓ کو فرمایا کہ میرے پاس فاطمہؓ کو بُلا لاؤ چنانچہ
سیّدہ فاطمۃ الزہرا آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو حیاء سے لڑکھڑا رہی تھیں۔
آپ نے انہیں فرمایا:۔

"اسکنی فقد انکحتك احب اهل بيتی الی"

یعنی بیٹی تم پُرسکون ہو کہ میں نے تیرا نکاح اُس شخص سے کیا ہے جو مجھے
میرے اہلبیت میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔
پھر آپ نے اُن پر پانی چھڑکا اور دُعا فرمائی۔ پھر آپ واپس تشریف لائے
تو اپنے سامنے ایک سایہ سا دیکھ کر فرمایا کون ہے؟
میں نے کہا حضورؐ میں ہوں!
آپ نے فرمایا اسماء بنتِ عمیس ہے؟
میں نے عرض کی جی ہاں:
فرمایا! کیا تُو اللہ کے رسول کی تکریم کے لئے اس کی بیٹی کے زفاف میں آئی ہے
میں نے عرض کی جی ہاں! آپ میرے لئے دُعا فرمائیں۔
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سیّدہ فاطمۃ الزہرا کی شادی کی تو حضرت اُمِّ ایمن
کو فرمایا! اے اُمِّ ایمن میری بیٹی کو علی کے گھر لے جاؤ اور اُسے کہنا کہ جلدی

نہ کرنا یہاں تک کہ میں اُس کے پاس آجاؤں۔
پھر جب عشاء کی نماز ہوگئی تو آپ نے پانی کا ایک پیالہ لیا اور اس میں
کُلی فرمائی اور جو اللہ نے چاہا کہا اور فرمایا اے علی اسے پی لے اور وضو کر لے
اور اے فاطمہ اس سے پی لے اور وضو کر لے۔ پھر آپ نے دونوں کے لئے
دروازہ کھولا تو سیّدہ فاطمۃ الزہرا رو پڑیں۔
آپ نے فرمایا!

مایبکیك؟ وقد زوجتك اقدمهم اسلاما و احسنهم خلقا؟ "ابوالخیر حاکمی"

یعنی بیٹی تو کیوں روتی ہے میں نے تیرا نکاح اُس شخص سے کیا ہے جو لوگوں
میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والا اور خلقاً ان میں سب سے بہتر ہے۔

نکاح حیدرؓ و زہراؓ کی چوتھی روایت:۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ
اور حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا سے شادی کی درخواست
کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! انها صغيرة یعنی اُن کی عمر چھوٹی
ہے۔ پھر حضرت علی نے پیغام نکاح دیا تو آپ نے سیّدہ کا نکاح اُن سے کر دیا۔ (ابو حاتم و نسائی)

نکاح حیدر و زہرا کی پانچویں روایت:۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ
الکریم کی شادی میں موجود تھا اور میں نے حضرت علی سے حسین تر دولہا کبھی نہیں دیکھا

ہم نے گھر میں خوشبو کا چھڑکاؤ کیا اور کھجوریں اور روغن زیتون لایا گیا تو ہم نے کھایا۔ جبکہ شادی کی رات حضرت علیؓ اور حضرت فاطمۃ الزہراؓ کا بستر بینڈھے کی کھال کا تھا۔ (ابوبکر بن فارس)

نکاح حیدرؓ و زہراؓ کی چھٹی روایت :-

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کی شادی حضرت علیؓ سے کی تو سیدہ فاطمۃ الزہراؓ نے عرض کی یا رسول اللہؐ آپ نے میری شادی ایک فقیر شخص کے ساتھ فرما دی ہے جس کے پاس کوئی چیز نہیں۔

آپؐ نے فرمایا :-

اما ترضین یا فاطمۃ ؛ ان اللہ اختار من اھل الارض رجلین جعل احد ھما اباک والآخر بعلک (سیرت الحلبیہ)

یعنی اے فاطمہ تو اس پر خوش نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہل زمین سے دو اشخاص کو پسند فرمایا ہے جن میں سے ایک تیرا باپ ہے اور ایک تیرا شوہر ہے۔

حضرت علی سے حضرت فاطمہ کی شادی خدا کے حکم سے ہوئی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ حضرت ابوبکر

صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اُن کی بیٹی کا رشتہ مانگا تو آپ نے فرمایا اے ابوبکر اس کا فیصلہ نازل نہیں ہوا۔ پھر حضرت عمرؓ اور دیگر تمام قریش نے یہ رشتہ مانگا تو آپ نے سب کو یہی جواب دیا جو حضرت ابوبکر کو دیا تھا۔ پھر کسی نے حضرت علی سے کہا کہ اگر آپ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سیدہ فاطمۃ الزہرا کا رشتہ طلب کریں تو حضور آپ سے ضرور اُن کی شادی کر دیں گے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ قریش کے بڑے بڑے لوگ آپ سے رشتہ مانگ چکے ہیں۔

پھر حضرت علیؓ نے پیغام نکاح دیا تو آپؐ نے فرمایا :-

قد امرنی ربی عزوجل بذالک

یعنی بیشک میرے رب نے مجھے اس نکاح کا حکم دیا ہے۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں پھر چند دنوں کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے بلا کر فرمایا اے انسؓ جاؤ اور ابوبکر صدیق، عمر بن خطاب، عثمان بن عفان، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، طلحہ و زبیر اور انصار کے چند لوگوں کو ہمارے پاس بلا لاؤ۔ کہا کہ میں اُن لوگوں کو بلا لایا۔ جب لوگ آپ کے پاس جمع ہو کر آپ کی مجلس میں بیٹھ گئے تو حضرت علی اُس وقت حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کسی کام گئے ہوئے تھے۔ پھر آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔

خطبہ نکاح

الحمد للہ المحمود بنعمتہ ، المعبود بقدرتہ

المطاع بسلطانه، المرهوب من عذابه وسطواته النافذ امره فی سمائه وارضه - الذی خلق الخلق بقدرته ومیزهم باحکامه واعزهم بدینه واکرمهم بنبیه محمد صلی اللّٰه علیه وآله وسلم -

وان اللّٰه تبارک اسمه وتعالت عظمته جعل المصاهرة سببًا لاحقًا وامرًا مفترضًا اوشج به الارحام والزم الانام فقال عز من قائل -

"وهو الذی خلق من الماء بشرًا فجعله نسبًا وصهرًا وکان ربک قدیرًا"[1]

فامر اللّٰه تعالٰی یجری الی قضائه وقضاؤه یجری الی قدره ولکل قدر اجل ولکل اجل کتاب، یمحو اللّٰه ویثبت وعنده ام الکتاب، ثم ان اللّٰه عز وجل امرنی ان ازوج فاطمة بنت خدیجة من علی بن ابی طالب فاشهدوا انی قد زوجته علی اربعمائة مثقال فضة ان رضی بذالک علی بن ابی طالب -

ترجمہ:- اُس اللہ کے لئے تعریف ہے جو اپنی حمد کے ساتھ تعریف کیا گیا، اپنی قدرت کے ساتھ پوجا جاتا ہے، اپنے تسلّط کے ساتھ اطاعت کیا

---

[1] الفرقان آیت ۵۴

گیا ہے۔ اپنے عذاب اور سطوتوں کے ساتھ ڈرانے والا اُس کا حکم اُس کے آسمان اور اُس کی زمین میں نافذ ہے۔ وہ جس نے اپنی قدرت کے ساتھ مخلوق کو پیدا فرمایا اور مسلمانوں کو اپنے احکام کے ساتھ ممتاز کیا، اور اپنے دین کے ساتھ عزت دی اور اُنہیں اپنے نبی "محمد" صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تکریم و بزرگی دی۔

اور بیشک اُس کا اسم اللہ برکت والا ہے اور اُس کی عظمت بلند ہے۔ اُس نے مصاہرت کو ملانے کا سبب اور امر فرض قرار دیا اور اُس کے ساتھ ارحام کو ایک دوسرے میں ملایا اور بندوں کے لئے لازم کیا تو اُس عزت والے نے فرمایا:-

"اور وہ جس نے پانی سے بشر پیدا فرمایا تو اُس نے اُس کے رشتے اور سسرال بنائے اور تمہارا رب قدرت والا ہے"

تو اللہ کا امر اُس کی قضا میں جاری ہے اور اُس کی قضا اُس کی قدر کے لئے اجل ہے اور ہر اجل لکھی ہوئی ہے جسے اللہ تعالیٰ مٹاتا اور ثابت رکھتا ہے اور اُس کے پاس اُمّ الکتاب ہے۔ پھر اُس اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ فاطمہ بنت خدیجہ کا نکاح علی ابن ابی طالب سے کر دوں تو تم گواہ رہو کہ اگر علی رضامند ہو تو میں نے اُس کا نکاح چار سو مثقال چاندی کے عوض فاطمہ سے کر دیا۔

پھر آپ نے چھوہاروں کا تھال منگوا کر ہمارے ساتھ اپنے ہاتھوں سے پکڑا اور فرمایا لُوٹ لو۔ تو ہم نے چھوہارے لُوٹ لئے۔ ابھی ہم چھوہارے لُوٹ ہی رہے تھے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تشریف لے آئے۔ حضورُ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں دیکھا تو اُن کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی اور آپ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا ہے کہ اگر تم راضی ہو تو چار سو مثقال چاندی کے عوض فاطمہ کا نکاح تجھ سے کر دوں۔

حضرت علیؓ نے عرض کی یا رسُول اللہ میں راضی ہوں۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

جمع اللہ شملکما و اسعد جدکما و بارک علیکما

و اخرج منکما کثیراً طیباً۔ "ابوالخیر، قزوینی، حاکمی"

اللہ تم دونوں کو جمع رکھے اور تمہارے جد سعید تر ہیں اور تم دونوں پر برکت کرے اور تمہیں بہت پاکیزہ اولاد عطا کرے۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں خدا کی قسم دونوں سے کثرت سے پاکیزہ اولاد پیدا ہوئی

نکاح علی و فاطمہ بحکم خدا سے دوسری روایت:۔

حضرت انسؓ ہی سے روایت ہے کہ میں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھا تو آپ پر استغراقِ وحی طاری ہو گیا۔ پھر جب آپ استغراق سے باہر آئے تو آپ نے فرمایا:۔

"کیا تو جانتا ہے کہ میرے پاس جبریلؑ آئے تھے"

میں نے عرض کی:۔

"اللہ اور اُس کا رسُول بہتر جانتے ہیں"

آپ نے فرمایا! مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ فاطمہ کا نکاح علی سے کردوں۔ تم جا کر ابوبکر و عمر، عثمان و علی، طلحہ و زبیر اور انصار کے کچھ لوگوں کو بلا لاؤ۔ پھر حضرت انسؓ نے تمام حدیث بیان کی اور کہا ارحام کو جوڑ دیا۔ کہا

کہ پھر حضرت علی تشریف لے آئے تو آپ نے اُنہیں فرمایا اے علیؓ! بیشک مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ فاطمہ کا نکاح تیرے ساتھ کردوں۔

حضرت علی نے عرض کی یا رسُول اللہ میں راضی ہوں۔ پھر حضرت علی اُٹھے اور خدا کا شکر ادا کرنے کے لئے سجدے میں گر گئے۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کو فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم دونوں سے کثیر پاکیزگی مقرر فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ تم دونوں میں برکت دی ہے

حضرت انسؓ کہتے ہیں بیشک دونوں سے کثیر، پاکیزہ اور طیب اولاد پیدا ہوئی۔

تیسری روایت:۔

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ جب اُن کے پاس حضرت علیؓ کا ذکر ہوا تو اُنہوں نے کہا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد ہیں۔ جبریلؑ نے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ فاطمہؓ کا نکاح علیؓ سے کر دیں۔ "المواقف، ابن سمان"

اللہ تعالیٰ نے

علیؓ و فاطمہؓ کا نکاح مشہدِ ملائکہ

میں فرمایا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ مسجد نبوی میں حضور رسالتمآب

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپؐ نے حضرت علیؓ کو فرمایا:۔

هذا جبرئیل یخبرنی ان اللہ عز وجل زوجك فاطمة علی تزویجك اربعین الف ملك و اوحی الی شجرة طوبی ان انثری علیهم الدر والیاقوت فنثرت علیهم الدر والیاقوت فابتدرت الیه الحور العین یلتقطن من اطباق الدر والیاقوت فهم یتهادونه بینهم الی یوم القیامة۔ "سیرۃ الملاء"

یعنی یہ جبرئیلؑ مجھے بتا رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا نکاح فاطمہؓ کے ساتھ کر دیا ہے۔ اور تمہارے نکاح میں چالیس ہزار فرشتے موجود تھے اور اللہ تعالیٰ نے شجرِ طوبیٰ کو وحی کی کہ ان پر موتی اور یاقوت نچھاور کرے تو اُس نے اُن پر موتی اور یاقوت نچھاور کئے۔ پھر جلدی سے حور العین اُس کی طرف بڑھیں اور تھالوں سے موتی اور یاقوت گراتے جنہیں وہ قیامت تک آپس میں ایک دوسرے کو تحفہ پیش کرتے رہیں گے۔ "سیرۃ الملاء"

حضورؐ نے خیبر کے دن حضرت علیؑ کو پرچم دیا

اور

اُنہوں نے خیبر فتح کیا

خصوصیت نمبر ۹:۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کل ہم اُس شخص کو جھنڈا دیں گے جس کے ہاتھ پر اللہ فتح دے گا۔

کہا کہ پھر لوگ رات کو اسی خیال میں سو گئے کہ کل اُنہیں جھنڈا عطا کیا جائے گا۔ پھر جب صبح ہوئی تو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہر ایک کو اُمید تھی کہ جھنڈا اُسے دیا جائے گا تو آپؐ نے فرمایا علیؑ کہاں ہے؟

صحابہ نے کہا یا رسول اللہ! اُن کی آنکھیں خراب ہیں۔

آپؐ نے فرمایا علیؑ کو میرے پاس بھیجو۔

پھر جب حضرت علیؓ آپ کے پاس آئے تو آپؐ نے اُن کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن مبارک ڈال کر دُعا فرمائی تو اُن کی آنکھیں بالکل درست ہو گئیں اور کوئی تکلیف باقی نہ رہی۔ پھر آپؐ نے اُنہیں جھنڈا عطا فرما دیا۔

حضرت علیؑ نے کہا یا رسول اللہ! کیا میں کافروں کے ساتھ اُس وقت تک جنگ کروں گا کہ وہ ہماری طرح مسلمان ہو جائیں؟

آپؐ نے فرمایا!

ابتدی علی رسلك حتی تنزل بساحتهم ثم ادعهم الی الاسلام واخبرهم بما یجب علیهم من حق اللہ فیه فواللہ لان یهدی اللہ بك رجلا واحدا خیر لك من ان یکون لك حمر النعم۔ "ابو حاتم"

یعنی پہلے اُن کے پاس اپنا پیامبر بھیجو پھر اُنہیں اسلام کی طرف بلا ڈالو اُنہیں اللہ کے اُس حق کی خبر دو جو اسی میں اُن پر واجب ہے۔ بخدا قسم اگر ایک شخص

کو بھی اللہ تعالیٰ نے تمہارے ہاتھ پر بیعت فرمائی تو یہ تمہارے لئے سُرخ اُونٹ
سے بہتر ہے۔

شرح حمر النعم :-

یعنی سُرخ اُونٹ تو سُرخ اُونٹ کا کسی کے پاس ہونا عربوں کے نزدیک
قابلِ فخریات ہے۔ اور جائز ہے کہ یہ مراد ہو واللہ اعلم! اور یہ مراد بھی ہو سکتی
ہے کہ تیرے پاس سُرخ اُونٹ ہو اور تُو اسے اللہ کی راہ میں خیرات کر دے
تو تیرے ہاتھ پر ایک شخص کا ہدایت پانا فی سبیل اللہ سُرخ اونٹ دینے سے
بہتر ہے کیونکہ وہ تیری ملکیت ہے اس لئے کہ اس میں سوائے دُنیوی زینت
کے کوئی فضیلت نہیں اور آخرت کے ثواب کے ساتھ اس کا کچھ مقابلہ نہیں اور
ایسے ہی جو اس قسم کا امر وارد ہوا دُنیا و ما فیہا سے بہتر ہے اور یہ بھی اُس سے بہتر
ہے جس پر سُورج طلوع ہوتا ہے) واللہ اعلم!

حضرت علی کے ہاتھ پر فتح خیبر کی دوسری روایت :-

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

لادفعن الرایۃ الیوم الی رجل یحب اللّٰہ و
رسولہ فتطاول القوم فقال: این علی؟
فقالو یشتکی عینہ، فدعاہ فبزق فی کفیہ و
مسح بھما عین علی ثم دفع الیہ الرایۃ ففتح

اللّٰہ علیہ۔

یعنی آج میں اُس شخص کو جھنڈا دُوں گا جو اللہ اور اُس کے رسُول کے
ساتھ محبت کرتا ہے تو لوگ انتظار کرنے لگے۔

پھر آپ نے فرمایا علی کہاں ہیں؟

لوگوں نے بتایا اُن کی آنکھوں میں تکلیف ہے۔

پھر آپ نے حضرت علیؓ کو بلایا اور اپنی ہتھیلی پر تھوکا اور لعاب دہن مبارک
حضرت علیؓ کی آنکھوں میں لگا اور پھر اُنہیں جھنڈا عطا کر دیا۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ
نے حضرت علیؓ کے ہاتھوں خیبر کو فتح فرمایا۔ (ابوحاتم)

حضرت علی کا خیبر کو فتح فرمانا تیسری روایت :-

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ خیبر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا یہ جھنڈا اُس شخص کو دیا جائے گا جو اللہ اور اُس کے رسُول کے ساتھ
محبت کرتا ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے سوائے اُس دن کے
امارت کی کبھی خواہش نہیں ہوئی۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا
اور اُنہیں جھنڈا دیکر فرمایا کہ جاؤ مُڑ کر نہ دیکھنا۔ حضرت علیؓ نے کچھ سوچا پھر ٹھہر
گئے مگر مُڑ کر نہ دیکھا۔

حضُور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آواز بلند فرمائی کہ کیوں رُکے ہو؟

حضرت علیؓ نے عرض کی کیا میں اُن لوگوں سے مسلسل لڑائی کرتا رہوں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اُن سے اُس وقت تک لڑائی
کرو جب تک وہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمد
رسول اللہ کی گواہی نہ دیں ۔ جب وہ گواہی دے دیں تو اُن کے خون اور
اموال سے رُک جانا مگر یہ کہ اُس کے حق کے ساتھ اور اُن کا حساب اللہ عزوجل پر ہے
(مسلم اور تغیر لفظی کے ساتھ ابو حاتم)

فتح خیبر کی چوتھی روایت :۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خیبر میں حضرت
علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے کیونکہ ان کی آنکھوں
میں تکلیف تھی ۔ پھر کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیچھے تھے
تو حضرت علی چل پڑے اور آپ سے جا ملے ۔ یہ وہ رات تھی جس کی صبح کو اللہ
تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی ۔

کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کل ہم اُس شخص کو جھنڈا
عطا کریں گے جو اللہ اور اُس کے رسول سے محبت کرتا ہے یا فرمایا جو اللہ اور
رسول کے ساتھ محبت کرتا ہے اُس کے ہاتھ پر فتح دے گا ۔

پھر جب حضرت علی آپ سے ملے تو اُنہیں جھنڈا ملنے کی کچھ اُمید نہیں تھی ۔
ہم نے آپ کی خدمت میں عرض کی یہ علی ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اُنہیں جھنڈا عطا فرما دیا اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے ہاتھ پر فتح دی ۔ (بخاری، مسلم)

حضرت عامر میدان کارزار میں :۔

حضرت سلمہ بن اکوع ہی سے

روایت ہے کہ ہم خیبر کی طرف نکلے اور میرے چچا عامر قوم کے ساتھ رجز
پڑھتے ہوئے کہہ رہے تھے ۔

واللہ لولا اللہ ما اھتدینا ولا تصدقنا ولا صلینا
ونحن عن فضلک ما استغنینا فثبت الاقدام ان لاقینا
وانزلن سکینۃ علینا

خدا کی قسم کہ اگر اللہ تعالیٰ فضل نہ فرماتا تو ہم ہدایت پاتے اور نہ زکوٰۃ
دیتے اور نہ نماز پڑھتے اور ہم اُس کے فضل سے مستغنی نہیں ہو سکتے تو ہمیں
اپنی ملاقات کے لئے ثابت قدم رکھ اور ہم پر سکینہ نازل فرمایا گیا ۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ کون ہے ؟
لوگوں نے کہا عامر
آپ نے فرمایا :۔

غفر اللہ لک یا عامر

یعنی اے عامر اللہ تعالیٰ تیری مغفرت فرمائے ۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بطورِ خاص کسی شخص کی مغفرت طلب نہیں فرماتے
تھے مگر آپ اُس کی گواہی دیتے تھے ۔

حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ ! اگر عامر کے ساتھ ہم بھی مغفرت کی
خواہش اور طمع کریں ؟ پھر جب ہم خیبر میں پہنچے تو مرحب نکلا ۔ اس کے ساتھ
بڑی سی تلوار تھی اور وہ ان لوگوں کا بادشاہ تھا اور وہ کہہ رہا تھا ۔

قد علمت خیبر انی مرحب   شاکی السلاح بطل المجرب

اذا الحروب اقبلت تلتھب

یقیناً اہلِ خیبر جانتے ہیں کہ میں مرحب ہوں   میں مسلح اور تجربہ کار بہادر ہوں

جب جنگ ہوتی ہے تو میرے سامنے سے لوگ ہٹ جاتے ہیں

اس کے جواب میں حضرت عامرؓ نے کہا :۔

قد علمت خیبر انی عامر   شاکی السلاح بطل مغامر

بلاشبہ اہلِ خیبر جانتے ہیں کہ میں عامر ہوں میں مسلح اور اسلحے میں ڈوبا ہوا بہادر ہوں ۔

پھر دونوں طرف سے تلواریں چلیں تو مرحب کی تلوار عامر کے گھوڑے میں دھنس گئی تو وہ گھوڑے سے نیچے گر پڑے ۔ وہ اپنی تلوار سے زخمی ہوئے اور اُن کے بدن کی ایک رگ کٹ گئی تو اُنہوں نے اپنے آپ کو قتل کر لیا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں عامر کا عمل ضائع ہو گیا ۔ کیونکہ اُنہوں نے خود کو قتل کر لیا ہے ۔

حضرت سلمہ بن اکوعؓ کہتے ہیں کہ میں روتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عامر کا عمل ضائع ہو گیا۔

آپؐ نے فرمایا یہ بات کس نے کی ہے ؟

میں نے کہا صحابہ میں سے کچھ لوگوں نے کہا ہے ۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :۔

بل لہ اجرہ مرتین

بلکہ اُس کے لئے دو اجر ہیں ۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حضرت علیؓ کی طرف بھیجا ۔ میں اُن سے ملا تو اُن کی آنکھیں خراب تھیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :۔

لاعطین الرایۃ الیوم رجلا یحب اللہ و رسولہ و یحب اللہ و رسولہ ۔

یعنی کل میں اُس شخص کو جھنڈا عطا کروں گا جو اللہ اور اُس کے رسولؐ سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اُس کا رسولؐ اُس سے محبت کرتا ہے ۔

حضرت علی میدانِ کارزار میں :۔

پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم دُکھتی آنکھوں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ نے اپنا لعابِ دہن مبارک اُن کی آنکھوں میں لگایا تو اُن کی تکلیف دُور ہو گئی اور آپؐ نے اُنہیں جھنڈا عطا کیا۔

اُدھر مرحب یہ نعرہ لگاتے ہوئے نکلا :۔

قد علمت خیبر انی مرحب   شاکی السلاح بطل المجرب

یعنی اہلِ خیبر جانتے ہیں کہ میں مرحب ہوں مسلح اور تجربہ کار بہادر ہوں ۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس کے جواب میں فرمایا :۔

انا الذی سمتنی امی حیدرہ   کلیث غابات کریہ المنظرہ

اوفیہم بالصاع کیل السندرہ

مَیں وہ ہُوں کہ میری ماں نے میرا نام شیر رکھا مَیں شیرِ ببر کی طرح مہیب صورت ہوں۔ مَیں تمہیں تلوار سے اس طرح ناپوں گا جس طرح بڑے پیمانے سے ناپا جاتا ہے۔

کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اُس کے سر پر تلوار مار کر اُسے قتل کر دیا اور آپ کے ہاتھ پر خیبر فتح ہو گیا۔ (ابو حاتم)

ایسے ہی عامر کے گھوڑے کے بارے میں روایت ہے اور وہ عامر ہی کے حق میں ہے۔ مسلم نے اسے چند لفظوں کے تغیر سے نقل کیا ہے۔ امام احمد نے اس روایت کو حضرت بریدہ اسلمی رضؓ سے نقل کیا ہے اور اُس میں عامر کا قصہ بیان نہیں کیا اور مرحب کے قول شاکی اصلاح بطل مجرب کے بعد اطعن احیانا حیناً اضرب نقل کیا اور کہا۔ مرحب اور حضرت علیؓ دونوں نے ایک دوسرے پر وار کیا حضرت علیؓ نے اس زور سے اپنی تلوار اُس کے کاندھے پر ماری کہ وہ اس میں دھنس گئی اور آپ کی ضرب کی آواز اہلِ لشکر نے سُنی۔

کہا کہ حضرت علیؓ کے ساتھیوں میں سے کوئی نہیں سویا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؓ اور آپ کے ساتھیوں کو فتح عطا فرما دی۔

اور اس کا بیان قبل ازیں حضرت ابو بکرؓ کے خصائص میں ہو چکا ہے۔

نیز حیدر شیر کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور یہ آپ کے اسماء کی فصل میں پہلے بیان ہو چکا ہے اور لیث بھی شیر ہی کے ناموں سے ایک نام ہے۔

پرچمِ مصطفےٰ کا حقدار

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پرچم لیا اور اُسے لہراتے ہوئے فرمایا اس کا حق ادا کرنے

کے لئے اسے کون لے گا؟

پھر فلاں یعنی حضرت علیؓ نے آکر کہا! میں اس کا حق ادا کروں گا۔

آپ نے فرمایا! پکڑ لے۔

پھر آپ نے فرمایا:۔

والذی کرم وجه محمد لا عطینا رجلا لا یفر ھاک یا علی

یعنی اُس ذات کی قسم جس نے رخِ محمدؐ کو بزرگی دی۔ میں یہ جھنڈا اُس کو دے رہا ہوں جو بھاگے گا نہیں۔ اور اے علی وہ تو ہے۔ پھر حضرت علیؓ نکلے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن کے ہاتھ پر خیبر اور فدک کو فتح فرمایا اور آپ اُن باغوں کی عجوہ اور قریہ کھجوریں لیکر حاضر ہوتے۔ "احمد"

فاروقِ اعظمؓ کا خیبر پر حملہ:۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اہلِ خیبر کے قلعہ پر تشریف لے گئے تو آپؐ نے حضرت عمرؓ بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو جھنڈا دیا۔ حضرت عمرؓ نے صحابہ کو ساتھ لیکر اہلِ خیبر پر تیزی سے حملہ کیا۔ مگر ناکام ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں واپس آگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:۔

کل میں اُس کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اُس کے رسول کے ساتھ محبت کرتا ہے اور اللہ اور اُس کا رسول اُس کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔

شیرِ خدا کا اہلِ خیبر پر حملہ:۔

پھر جب اگلا دن ہوا تو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حصولِ پرچم کے لئے حاضر ہوتے تو آپؐ نے حضرت علیؓ کو بلوا بھیجا۔ حضرت علیؓ کو آشوبِ چشم کا عارضہ تھا۔ آپؐ نے اپنا لعابِ دہن مبارک ان کی آنکھوں میں لگا کر انہیں پرچم عطا کر دیا اور حضرت علی ساتھیوں کے ساتھ دشمن پر حملہ آور ہوگئے پھر راوی نے مرحب کے قتل کا ذکر کرتے ہوئے کہا لشکرِ اسلام کا آخری آدمی اُس وقت سویا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت علی اور اُن کے ساتھیوں کے ہاتھوں خیبر فتح فرمادیا۔ (غیبانی / الموافقات دمشقی)

حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت فاروقِ اعظمؓ کا خیبر پر حملہ

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ ہم نے خیبر کا محاصرہ کیا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ جھنڈا لیکر گئے اور بغیر فتح کئے واپس آگئے پھر اگلے روز حضرت عمر فاروقؓ جھنڈا لیکر نکلے اور بغیر فتح کئے واپس لوٹ آئے

خدا و رسول کا محبوب خیبر کو فتح کریگا:۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھیوں کو اُس روز شدت اور تنگی پہنچی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:۔

انی دافع اللواء الی رجل یحبہ اللہ و رسولہ و یحب اللہ و رسولہ لا یرجع حتی یفتح علیہ۔

یعنی میں اُس شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اُس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اُس کا رسول اُس سے محبت کرتے ہیں اور وہ خیبر کو فتح کئے بغیر واپس نہیں آئے گا۔

حضرت بریدہ کہتے ہیں کہ ہم صحابہ خوشی اور اطمینان کے ساتھ سو گئے کہ کل خیبر فتح ہو جائے گا۔ پھر جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جھنڈا لانے کا حکم دیا اور لوگوں کو اُن کی صفوں میں کھڑا کیا۔ پھر آپؐ نے حضرت علیؓ کو بلایا، اُن کو آشوبِ چشم تھا۔ آپؐ نے اُن کی آنکھوں میں تھوکا اور اُنہیں جھنڈا عطا کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت علی کے ہاتھ پر خیبر کو فتح فرمایا۔ حضرت بریدہ کہتے ہیں ہم سب کو ہی جھنڈا ملنے کی اُمید تھی۔ "مناقبِ احمد"

فتح خیبر کی ایک اور روایت:۔

حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورؐ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سفید جھنڈا دے کر خیبر کے ایک قلعہ کی طرف روانہ کیا۔ حضرت ابوبکر نے لڑائی کی اور کوشش کے باوجود بغیر فتح کئے واپس لوٹ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

"کل ہم اُس شخص کو جھنڈا عطا کریں گے جو اللہ اور اُس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ خیبر کو اُس کے ہاتھ پہ فتح فرمائے گا اور وہ بھاگنے والا نہیں یعنی فرار نہیں ہو گا۔"

پھر آپؐ نے حضرت علی کو بلایا تو اُنہیں آشوبِ چشم تھا۔ آپؐ نے ان کی آنکھوں میں تھوک کر اُنہیں فرمایا۔ علی یہ جھنڈا لیکر میدان میں جا کر لڑو۔ یہاں تک

کہ اللہ تمہیں فتحیاب کرے۔

حضرت سلمہؓ فرماتے ہیں خدا کی قسم! حضرت علی جھنڈا لئے آگے آگے جا رہے تھے اور ہم اُن کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اُن کے پیچھے پیچھے جا رہے تھے یہاں تک کہ آپ نے قلعہ کے نیچے جمع کئے ہوئے پتھروں کے ڈھیر میں اپنا جھنڈا گاڑ دیا جسے قلعہ کے اوپر سے دیکھ کر ایک یہودی نے حضرت علیؓ سے پوچھا تو کون ہے؟

حضرت علی نے فرمایا میں ابن ابی طالبؓ ہوں۔

یہودی نے کہا آپ بھی بلند ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والا کلام بھی بلند ہے یا جو بھی کہا۔ پھر حضرت علی قلعہ کو ختم کر کے ہی واپس آئے۔ "ابن اسحٰق"

شیرِ خدا نے قلعہ کے دروازہ کی ڈھال بنا لی:۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام ابی رافعؓ سے روایت ہے کہا کہ میں حضرت علیؑ کے ساتھ نکلا یہاں تک کہ آپ حضورؐ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں جھنڈا دیکر بھیجا۔ پھر جب ہم قلعہ خیبر کے قریب پہنچے تو اہلِ خیبر باہر نکل آئے۔ آپ نے اُن سے لڑائی کی۔ ایک یہودی نے آپ پر وار کیا تو آپ کی ڈھال آپ کے ہاتھ سے نکل گئی۔ آپ قلعہ کے دروازہ پہ پہنچے اور اُسے اکھاڑ کر ڈھال بنا لیا اور پھر دروازہ کو ڈھال بنائے اُس وقت تک جنگ کرتے رہے جب تک خیبر فتح نہیں ہوا۔

پھر آپ نے دروازے کو زمین پہ پھینک دیا۔ جب ہم لوگ جنگ سے فارغ ہوئے تو میں نے سات افراد سے مل کر دروازہ کو الٹنے کی کوشش

کی مگر ہم اُسے اُلٹنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔

دروازہ کو چالیس افراد مل کر بھی نہ اُٹھا سکے :۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے خیبر کے دروازہ کو اُٹھا لیا یہاں تک کہ مسلمانوں نے چڑھ کر قلعہ فتح کر لیا اور پھر اس دروازہ کو چالیس افراد مل کر بھی نہ اُٹھا سکے۔
اور ضعیف روایت میں آتا ہے کہ پھر ستّر افراد نے مل کر کوشش کی مگر دروازہ کو نہ اُلٹ سکے۔

یہ دونوں روایتیں حاکمی نے اربعین میں نقل کی ہیں۔

حضرت علی اور اُنکے بیوی بچے اہلبیت ہیں

خصوصیت نمبر :۔

سعید سے روایت ہے کہ معاویہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو حکم دیا کہ وہ ابا تراب یعنی حضرت علی کو گالیاں دیں۔

حضرت سعدؓ نے کہا کہ میں نے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت علیؓ کے بارے میں تین باتیں سُنی ہیں جن کی بنا پر میں انہیں گالی نہیں دے سکتا کیونکہ اُن تینوں میں سے ایک بھی میرے لئے ہوتی تو میرے لئے سُرخ اونٹ

سے بہتر ہے۔

۱۔ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو آپؐ نے ایک غزوہ میں پیچھے رہنے کا حکم فرمایا تو حضرت علیؓ نے کہا۔
آپ مجھے عورتوں اور بچوں کے ساتھ پیچھے چھوڑ رہے ہیں؟
حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا۔
اما ترضیٰ ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی۔
یعنی کیا تم اس پر خوش نہیں کہ تم مجھے موسیٰ اور ہارون علیہ السلام کی طرح ہو مگر میرے بعد نبی نہیں۔

۲۔ اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا آپؐ نے خیبر کے دن فرمایا میں اُسے جھنڈا دوں گا اور پھر خیبر کا واقعہ بیان کیا۔

۳۔ جب آیت کریمہ
فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم[1] نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی حضرت فاطمۃ الزہرا اور حضرات حسنین کریمین علیہم السلام کو بلا کر فرمایا! اللّٰھم ھٰؤلاء اھلی۔ یعنی الٰہی یہ میرے گھر والے ہیں۔ "مسلم، ترمذی"

خاص اہلبیت مصطفےٰ دوسری روایت :۔

اُمّ المومنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ

---

[1] آلِ عمران آیت ۶۱

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرات حسن وحسین اور علی و فاطمہ علیہم السلام پر چادر مبارک ڈال کر فرمایا۔

اللّٰھم ھٰؤلاء اھل بیتی وخاصتی اذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا۔

یعنی الٰہی! یہ میرے اہل بیت اور میرے خاص ہیں ان سے رجس کو دُور فرما اور انہیں خوب پاکیزہ بنا دے۔

اس روایت کی تخریج ترمذی نے کی اور کہا حدیث حسن صحیح ہے۔

آیتِ تطہیر میں شامل ہونے والے:

سعید بن عمرو بن سعید بن عاص سے روایت ہے کہا کہ میں نے عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ سے کہا:

اے چچا! لوگ حضرت علی کی طرف کیوں مائل ہیں؟

اُس نے کہا اے بھتیجے! حضرت علی سے جو بھی لڑے اُسے علم سے کاٹ دیتے ہیں اور حضرت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریبیوں کے درمیان ہیں اور اسلام میں سب سے پہلے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد ہیں۔ آپ سنت کو زیادہ سمجھنے والے اور جنگ میں بہادر اور لوگوں میں جوّاد اور سخی ہیں اور جب:

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا۔

آیت کریمہ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمۃ الزہرا

حضرت علی اور حضرات حسنین کو بھی اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں بلایا اور کہا۔

اللّٰھم ان ھٰؤلاء اھل بیتی فاذھب عنھم الرجس و طھرھم تطھیرا۔

یعنی الٰہی! یہ میرے اہل بیت ہیں ان سے رجس کو دُور فرما کر انہیں خوب پاکیزہ فرما دے۔

اس روایت کی تخریج قلعی نے کی اور اس معنی کی روایت صحیح میں ہے اور میں اس بیان کی احادیث کتاب "مناقب القرابۃ والذریۃ" میں لاؤں گا جو اہل بیت کے فضل اور بزرگی میں کافی و وافی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گھر حضور کے گھروں کے درمیان تھا

سعید بن عبیدہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آکر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں آکر پوچھا تو انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عملی محاسن بتائے۔ پھر کہا تو شاید اُن کی بُرائی کرتا ہے؟

اُس نے کہا! ہاں؟

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تجھے ذلیل و رسوا کرے۔

پھر اُس شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے

ان کے محاسن عملی بیان کئے اور فرمایا اُن کا گھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھروں کے درمیان تھا۔ پھر کہا شاید تو اُن کی برائی کرتا ہے۔

اُس نے کہا ہاں،

حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا:۔

اللہ تجھے ذلیل و خوار کرے نکل جا اور اپنے کئے کی سزا پائے۔

(بخاری ، مخلص ذہبی)

حضرت علی سے لڑنا حضور علیہ السلام سے لڑنا ہے:۔

حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ اور حضرات حسنین کریمین سے فرمایا:۔

انا حرب لمن حاربھم سلم لمن سالمھم (ترمذی)

یعنی تم سے لڑنے والے سے میری لڑائی اور تم سے صلح رکھنے والے کے ساتھ میری صُلح ہے۔

انتہائی سعادتمند اور بدبخت کی نشانی:۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خیمہ میں دیکھا۔ آپ نے عربی کمان پر ٹیک لگا رکھی تھی اور خیمہ میں حضرت علی، حضرت فاطمہ اور حضرات حسن و حسین تھے

تو آپؐ نے فرمایا:۔

معشر المسلمین انا سلم لمن سلم اھل الخیمۃ حرب لمن حاربھم ولی لمن والاھم لا یحبھم الا سعید الجد طیب الولد ولا یبغضھم الا شقی الجد ردی الولادۃ۔

ترجمہ:۔ اے مسلمانوں کے گروہ! جو ان اہل خیمہ سے صُلح رکھے گا میری اُس سے صُلح ہے اور جس کی ان سے لڑائی ہے میری اُس سے لڑائی ہے۔ ان کا دوست میرا دوست ہے۔ ان سے وہی محبت کرے گا جو انتہائی سعادت مند اور اچھی ولادت والا ہے اور ان سے وہی دشمنی اور بُغض رکھے گا جو انتہائی بدبخت اور گھٹیا ولادت والا ہے۔

چشمانِ علیؑ میں حضورؐ کے لعابِ دہن کی برکت

خصوصیت نمبر

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہا کہ جب سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری آنکھوں میں تھتکارا ہے مجھے آنکھوں کی تکلیف کبھی نہیں ہوئی۔ "احمد"

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ہی سے روایت ہے کہ جب سے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے چہرے کو چھوا ہے اور خیبر کے دن میری آنکھوں میں تھوک کر جھنڈا دیا تھا مجھے کبھی آشوب چشم سے واسطہ نہیں پڑا۔ "ابوالخیر قزوینی"

سردیوں میں گرمیوں کا اور گرمیوں میں سردیوں کا لباس

خصوصیت نمبر

عبدالرحمٰن بن ابی لیلےٰ سے روایت ہے کہ ابی یسمر حضرت علی کے ساتھ تھے اور حضرت علی سردیوں میں گرمیوں کا لباس پہنتے تھے اور گرمیوں میں سردیوں کا لباس زیب تن فرماتے تھے۔ کسی نے کہا آپ سے اس کی وجہ تو پوچھیں۔ جب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے خیبر کے دن بُلوا بھیجا اور مجھے آشوب چشم تھا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ مجھے آشوب چشم ہے۔ کہا کہ پھر آپؐ نے میری آنکھ میں تھتکار کر فرمایا:۔

اللّٰھم اذھب عنہ الحر والبرد

یعنی الہٰی! اس سے سردی اور گرمی کو دُور فرما دے۔

تو میں نے اُس روز سے نہ کبھی گرمی باقی ہے نہ سردی۔ اور آپؐ نے فرمایا تھا آج میں اُس شخص کو جھنڈا عطا کروں گا جو اللہ اور اُس کے رسولؐ سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اُس کا رسولؐ اُس سے محبت کرتے ہیں اور وہ میدانِ جنگ سے بھاگتا

نہیں۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی اس جھنڈے کے لئے گردنیں اُٹھا اُٹھا کر دیکھنے لگے۔ پھر آپؐ نے یہ جھنڈا مجھے دے دیا۔

حضرت علیؓ کا ترکہ امام حسنؓ کا خطبہ:۔

عمرو بن حبشی سے روایت ہے کہا کہ امام حسن علیہ السلام نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شہادت کے وقت خطبہ ارشاد کرتے ہوئے فرمایا تم سے وہ شخص الگ ہو گیا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس لئے جھنڈا عطا فرمایا تھا کہ بغیر فتح حاصل کئے واپس نہیں آئے گا۔ نیز یہ کہ اُس نے سونے اور چاندی سے سوائے سات سو درہم کے کچھ ترکہ نہیں چھوڑا جو اُس نے اپنے گھر والوں کے لئے اپنے خادم کو دے رکھے ہیں۔ "مسند احمد"

جبرائیلؑ و میکائیلؑ حضرت علیؓ کے دائیں بائیں

خصوصیت

حضرت امام حسن علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شہادت کے وقت فرمایا کہ تم سے وہ شخص جدا ہو گیا جس کے علم پر اوّلین میں سے کسی نے سبقت نہیں کی اور نہ ہی آخرین میں سے کسی نے اُن پر سبقت کی۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کی کمان میں ایک لشکر بھیجا

توجبریل اُن کے دائیں اور میکائیل بائیں طرف تھے اور وہ بغیر فتح حاصل کئے واپس نہیں لوٹے۔ "احمد"

ابوحاتم نے یہ روایت بیان کرتے ہوئے علم کا تذکرہ نہیں کیا۔

شہادتِ علی کی شب ہی شبِ قدر ہے :-

دولابی نے مزید ان الفاظ کے ساتھ روایت نقل کی کہ جب حضرت علیؓ کو شہید کیا گیا تو امام حسن علیہ السلام نے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا۔

خدا کی قسم تم نے اس شخص کو اُس رات میں شہید کیا جس میں قرآن نازل ہوا اور اسی شب کو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا گیا اور اسی رات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جوان حضرت یوشع علیہ السلام کو شہید کیا گیا۔

خدا کی قسم آپ سے پہلے کسی نے سبقت نہیں کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں جنگ کے لئے بھیجا اور پھر حضرت امام حسن علیہ السلام نے یہ حدیث بیان کی۔

لَا فَتیٰ اِلَّا عَلی لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار

خصوصیت :-

حضرت ابی جعفر محمد بن علی یعنی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا بدر کے دن رضوان نامی فرشتہ آسمان سے منادی کر رہا تھا

لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار وَلَا فَتیٰ اِلَّا عَلیٌ "حسن بن ارفع عبدی"

شرح :-

ذوالفقار حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار کا نام ہے ابوعباس نے کہا اس تلوار کا یہ نام اس لئے ہے کہ اس میں چھوٹے چھوٹے گڑھے تھے۔ ابوعبید نے کہا مفقرۃ تلوار ہے جس میں دندانے ہوں۔

حضرت علیؓ علمبردارِ رسولؐ ہیں

خصوصیت :-

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ جنگ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جھنڈا حضرت علی نے لیا تھا۔ حکم نے کہا کہ جنگِ بدر اور دیگر تمام جنگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جھنڈا حضرت علیؓ ہی کے پاس تھا۔ "مناقب احمد"

علی دنیا و آخرت میں حضورؐ کے علمبردار ہیں :-

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ جنگِ اُحد میں اُن کے ہاتھ پر چوٹ آ گئی تو اُن کے ہاتھ سے جھنڈا گر گیا۔ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا علیؓ! جھنڈے کو بائیں ہاتھ میں پکڑو تم دنیا و آخرت میں میرے علمبردار ہو۔ "حضرمی"

صُلح حدیبیہ کا معاہدہ حضرت علیؓ نے تحریر کیا

خصوصیت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہا کہ حدیبیہ کے دن صُلح نامہ کی کتابت حضرت علیؓ نے کی تھی۔

عبدالرزاق نے کہا کہ معمر نے کہا اُس سے زہری نے صُلح نامہ لکھنے والے کے بارے میں پُوچھا تو وہ ہنس پڑا یا مُسکرایا اور کہا کہ وہ حضرت علیؓ ہی تھے اور ان لوگوں سے پُوچھتے تو وہ ضرور کہتے کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ یعنی بنی اُمیہ تھے۔ "مناقب حضری ، غسانی"

خدا نے ایمانِ علی کو آزما لیا ہے

خصوصیت

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب ہم حدیبیہ میں تھے تو ہمارے پاس مُشرکین آئے جن میں سہیل بن عمرؓ اور مُشرکوں کے سردار تھے اُنھوں نے آپؐ سے کہا کہ آپ کے پاس ہمارے بھائی ، بیٹے اور عزیز لوگ آ گئے ہیں آپ ان لوگوں کو واپس کر دیں تا کہ اگر اُنہیں دین میں سمجھ ہے تو عنقریب سمجھ جائیں گے۔

حضُورِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

یامعشر قریش لتنتھن او لیبعثن اللہ علیکم من یضرب رقابکم بالسیف علی الدین قد امتحن اللہ قلبہ علی الایمان۔

یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے پاس ایسے شخص کو بھیجے گا جو دین پر تمہاری گردنیں مارے گا اور اللہ نے ایمان پر اُس کے دل کا امتحان لے رکھا ہے۔

لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وہ کون ہے اور حضرت ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ وہ کون ہے ؟ اور حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ وہ کون ہے ؟

آپؐ نے فرمایا وہ خاصف النعل یعنی جوتا مرمت کرنے والا ہے اور حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی کو اپنی نعلین مبارک مرمت کرنے کے لئے دے رکھی تھی۔ پھر حضُور رسالت مآب نے حضرت علی کی طرف جو کہ آپ کے پاس تھے التفات کرتے ہوئے فرمایا۔

من کذب علیّ متعمداً فلیتبوا مقعدہ من النار ۔ "ترمذی ، حدیث حسن صحیح"

تنزیلِ قرآن اور تاویلِ قرآن پر لڑنے والے

خصوصیت

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا آپؐ فرماتے تھے :-

ان فیکم من یقاتل علی تاویل القرآن کما قاتلت علی تنزیلہ ۔

یعنی تم میں وہ شخص ہے جو تاویلِ قرآن پر ایسے ہی جنگ کرے گا جیسے میں تنزیلِ قرآن پر جنگ کرتا ہوں ۔

حضرت ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ وہ میں ہوں ؟

آپ نے فرمایا نہیں

حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ وہ میں ہوں ؟

آپ نے فرمایا نہیں بلکہ وہ جوتا مرمت کرنے والا ہے اور حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ کو مرمت کیلئے نعلین پاک دے رکھی تھی ۔ "ابوحاتم"

دوسری حدیث تاویلِ قرآن

حضرت ابی سعید خدری ہی سے روایت ہے کہا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منتظر تھے کہ آپ اپنی ایک زوجۂ مطہرہ کے گھر تشریف لائے ۔ ہم آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے ۔ پھر آپ کی نعلین پاک سی کٹ گئی تو حضرت علی اس کی مرمت کرنے لگے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چل پڑے اور ہم بھی چل پڑے ۔ پھر آپ کھڑے ہو گئے تو ہم بھی کھڑے ہو گئے ۔

پھر آپ نے فرمایا :۔

ان منکم یقاتل علی تاویل القرآن کما قاتلت علی تنزیلہ

یعنی تم میں سے ایک شخص اسی طرح تاویلِ قرآن پر لڑے گا جس طرح تنزیلِ قرآن پر میں لڑتا ہوں ۔

ہم سر اونچا کرکے دیکھنے لگے کہ وہ کون ہے اور ہم میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ تھے ۔ مگر آپ نے فرمایا نہیں ! بلکہ وہ جوتا مرمت کرنے والا ہے کہا کہ حضرت علیؓ ہماری طرف آئے تو ہم نے انہیں مبارک باد دی ۔

بابِ علی کے سوا

مسجد میں کھلنے والے سب دروازے بند کر دیئے

خصوصیت ۔

پہلی روایت :۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوائے حضرت علیؓ کے "مسجد میں کھلنے والے" دروازوں کو بند کرنے کا حکم فرمایا ۔ "ترمذی" "حدیث غریب"

ان دروازوں کو اللہ تعالیٰ نے بند کیا ہے :۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ اصحاب کے دروازے مسجد کے دروازے میں کھلتے تھے کہا کہ ایک روز حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ۔

سدوا ھذہ الابواب الا باب علی

یعنی سوائے علی کے دروازہ کے یہ دروازے بند کر دو ۔

کہا کہ اس میں لوگ چہ میگوئیاں کرنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا:۔

اما بعد:۔ فانی امرت بسد ھٰذہ الابواب الا باب علی، فقال فیہ قائلکم۔ وانی واللہ ما سددت شیئاً ولا فتحتہ ولکن امرت بشیٔ فاتبعتہ۔ "احمد"

اما بعد:۔ میں نے سوائے علیؓ کے دروازہ کے تمہیں یہ دروازے بند کرنے کا حکم دیا ہے تو تم اس میں معترض ہو۔ خدا کی قسم! میں نہ کسی چیز کو بند کرتا ہوں اور نہ کھولتا ہوں مگر جس چیز کا مجھے حکم کیا جاتا ہے اس کی اتباع کرتا ہوں۔

حضرت علی کے تین خصائل:۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہا کہ بیشک حضرت ابن ابی طالبؓ کو تین خصائل عطا فرمائے گئے ہیں۔ ان میں سے اگر ایک بھی مجھے مل جاتا تو میرے لئے سرخ اونٹ سے بہتر ہوتا۔

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ان کی زوجیت میں اپنی بیٹی کو دیا جنہوں نے ان کے بیٹوں کو جنم دیا۔

۲۔ مسجد میں سوائے ان کے دروازہ کے سب لوگوں کے دروازے بند کر دیئے۔

۳۔ انہیں خیبر کے دن پرچم عطا فرمایا۔ "مسند احمد"

حضورؐ کے ساتھ سکونت علیؓ:۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ حضرت عمرؓ

نے کہا کہ حضرت علیؓ کو تین خصائل ایسے ملے تھے جن میں سے ایک خصلت بھی مجھے مل جاتی تو مجھے سرخ اونٹ سے زیادہ بہتر تھی۔

۱۔ ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی شادی ہوئی۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ان کی سکونت تھی۔

۳۔ خیبر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں پرچم عطا کیا۔

"الموافقت ابن سمان"

باب علی کھلا رہنے کی ایک اور روایت:۔

عبداللہ بن شریک، عبداللہ بن رقم کسائی سے روایت کرتے ہیں کہا کہ ہم جنگ جمل کے زمانہ میں مدینہ منورہ کی طرف گئے تو ہماری ملاقات سعد بن مالک سے ہوئی تو انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد میں کھلنے والے دروازوں کو بند کرنے کا حکم دیا اور حضرت علی کے دروازہ کو کھلا چھوڑ دیا۔ "مسند احمد"

حضرت ابوبکرؓ کے سوا سب کے دروازے بند کر دیئے

سعدی نے کہا عبداللہ بن شریک کذاب ہے۔ ابن حبان نے کہا تشیع میں غالی ہے۔ اثبات سے روایت کرتا ہے جو بلا شبہ ثقات حدیث سے ہے اور بیشک یہ حدیث حضرت عباس اور حضرت ابن عمر سے روایت ہے اور جو

حدیث ابی سعید سے بخاری و مسلم میں روایت کی گئی صحیح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

لا یبقی باب فی المسجد الا سد، الا باب ابی بکر

یعنی مسجد میں سوائے ابوبکر کے دروازہ کے کوئی دروازہ باقی نہ رہے۔

اب اگر حضرت علی کے بارے میں بھی حدیث صحیح ہے تو اسے دو مختلف احوال پر محمول کریں گے۔ اور دونوں حدیثوں کے درمیان موافقت پیدا کرنا ہوگی۔

حضرت علی جنبی حالت میں مسجد میں آسکتے ہیں

خصوصیت :-

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :-

یا علی یحل لاحد یجتنب فی هذا المسجد غیری و غیرک۔

یعنی یا علی میرے اور تیرے سوا کسی کو حلال نہیں کہ جنبی حالت میں مسجد میں آئے۔

علی بن منذر نے کہا کہ میں نے ضرار بن صرد سے پوچھا کہ اس حدیث کا

کیا معنی ہے۔

کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی تیرے اور میرے سوا جنبی حالت میں کسی کو مسجد میں راستہ بنانا حلال اور جائز نہیں۔" ترمذی"

حضرت علیؓ مُقبل اور دلیلِ مصطفےٰ ہیں :-

خصوصیت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ پھر میں نے دیکھا کہ حضرت علیؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آئے تو آپ نے فرمایا، اے انس! میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ!

آپؐ نے فرمایا، یہ مقبل قیامت کے دن میری اُمت پر میری حجت ہوگا۔

حضرت علی علم و حکمت کے شہر اور گھر کا دروازہ ہیں

خصوصیت :-

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :-

انا دار الحکمة و علیٌ بابها۔

میں حکمت گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔

خاتونِ جنّت

شاعرِ اہلسنّت جناب صائمؔ چشتی صاحب کا حسین شہپارہ - دخترِ محمد مصطفےٰ، زوجۂ علی المرتضیٰ، ملکہ ملکِ بقا، والدۂ شہیدِ کربلا، سیدۃ النساء ہر دوسرا، طیبہ، طاہرہ، عابدہ، زاہدہ، معصومہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی مکمل سوانح حیات، پنجابی زبان کے درد میں ڈوبے ہوئے اشعار کا پہلا عدیم المثال مجموعہ جس میں جناب صائمؔ چشتی کے رقّت انگیز قلم نے آنسوؤں، آہوں اور سوز و گداز کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر بند کر دیا ہے۔ کتاب **خاتونِ جنّت** جس کا ہر گھر میں ہونا لازمی ہے۔ طباعت و کتابت حسین و جمیل، رنگین ٹائیٹل، صفحات ۲۰۸ - بڑا سائز - ان بیشمار خوبیوں کے باوجود قیمت صرف دس (۱۰) روپے مجلد روپے

دیگر نعتیہ شہپارے

نور دا ظہور	۰۰ ۶	روپے	کعبے دا کعبہ	۰۰ ۶	روپے
نوائے صائمؔ حصہ اول	۰۰ ۶	"	جلوے	۰۰ ۶	"
" " حصہ دوم	۰۰ ۶	"	نوراں ای نور	۰۰ ۶	"
" " حصہ سوم	۰۰	"	نور دے خزینے	۰۰ ۶	"
" " حصہ چہارم	۰۰ ۶	"	میخانہ	۰۰ ۸	"
بے کعبہ دی جھکدا اے محمدؐ دے در تے	۰۰ ۶	"	نظارے	۰۰ ۶	"
			مناقب قادری	۰۰ ۶	"
صائمؔ دے دوہڑے	۰۰ ۶	"	مناقب چشتیہ	۰۰ ۶	"
صائمؔ دیاں رباعیاں	۰۰ ۶	"	کربلائی دوہڑے	۰۰ ۶	"

نوٹ :- اب ہر کتاب اعلیٰ کاغذ اور آفسٹ مشینوں پر چھاپی گئی ہے اور سرورق نہایت دیدہ زیب ہے

چشتی کتب خانہ جھنگ بازار

دلِ روشنیٔ تقریر، دل اور فرحت بار مواعظِ حسنہ کا ایمان افروز سلسلہ

خُطباتِ چشتیہ

ہر وعظ تحقیق و تدقیق اور حسین الفاظ کا مرقع تحریر قرآن و حدیث کے برموقعہ اقتباسات سے مدلل عبارت دلکش برجستہ حوالہ

اور بر محل اشعار سے مزین

واعظین اور مقرر حضرات کے لئے نہایت ہی حسین و جمیل تحفہ

خطباتِ چشتیہ (جلد اول)
موضوع واقعاتِ کربلا
ہدیہ / روپے

خطباتِ چشتیہ (جلد دوم)
موضوع شانِ ولایت
ہدیہ / روپے

خطباتِ چشتیہ (جلد سوم)
موضوع نورِ مصطفےٰ
ہدیہ / روپے

خطباتِ چشتیہ (چہارم پنجم)
میلادِ مصطفےٰ شانِ غوثِ اعظم
ہدیہ / روپے

مصنف الحاج علامہ صائمؔ چشتی

کیف آور — کیف پرور — کیف آگین

نعتیہ کلام کا حسین مجموعہ

جانِ کائنات

تصنیف لطیف

شاعرِ اہلسنت حضرت جناب الحاج

صائم چشتی صاحب

(ناشر)

چشتی کُتبخانہ، ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد

۲۰۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شانِ اولیاء میں کیف آور تقریروں کا حسین مجموعہ

کتاب مستطاب

تصنیف

حضرۃ علامہ مولانا الحاج صائم چشتی فیصل آباد

الناشر

چشتی کتب خانہ فیصل آباد فون ۲۶۷۵۶